اردو شاعری میں مستعمل

تلمیحات و مصطلحات

ڈاکٹر سید حامد حسین

اردو شاعری

میں مستعمل

تلمیحات و مصطلحات

مرتبہ
ڈاکٹر سید حامد حسین

بار اول : ۱۹۷۷ء
تعداد : پانچ سو
کتابت : مبارک شاہ خاں
طباعت : پاشا پرنٹنگ پریس بھوپال

قیمت :۔ ۳۰ روپے

تقسیم کار

بھوپال بک ہاؤس ۔ بدھواڑہ ۔ بھوپال
انجمن ترقی اردو (ہند)، اردو گھر، راؤز ایونیو، نئی دہلی
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ۔ جامعہ نگر ۔ نئی دہلی

دیباچہ

انگریزی زبان وادب کا مطالعہ کرنے کے دوران مجھے اس امر کا شدت سے احساس ہوا کہ انگریزی میں موجود حوالے کی کتابوں نے اس زبان کو اور اس زبان میں موجود ادب کو سمجھنے اور سمجھانے کا کام بڑا آسان کر دیا ہے اور یہ زبان بلا کسی انگریز استاد کی مدد کے دنیا کے مختلف حصوں میں نہ صرف بخوبی سمجھی جا سکتی ہے بلکہ تعلیم، تدریس اور تحقیق کے دوران پیش آنے والے باریک سے باریک مسائل بھی ان حوالے کی کتابوں کے ذریعہ حل کیے جا سکتے ہیں اس کے برخلاف اُردو میں حوالے کی کتابوں کی نمایاں طور پہ کمی ہے اور اردو کے ایک ایسے طالب علم کو جو کسی دوسرے شخص کی امداد کے بغیر خود مطالب تک پہنچنا چاہتا ہے، بڑی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

چند سال قبل میں نے کالج لائبریری سے داخل نصاب مراثی کا ایک مجموعہ نکلوایا اس کتاب کو اس سے پہلے پڑھنے پڑھانے کے لئے استعمال کیا جا چکا تھا۔ چنانچہ کتاب میں جابجا الفاظ کے معانی پنسل سے درج تھے۔ ایک مصرعے میں "اُمّ البنین" نام استعمال ہوا تھا۔ میرے تعجب کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ حاشیے پر اس کے معنی کے طور پہ "بیٹوں کی ماں" تحریر ہے۔ لیکن جلد ہی مجھے یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑا کہ وہ شخص جو کسی لغت کی مدد سے "اُمّ البنین" کا مفہوم سمجھنا چاہے گا وہ صرف "بیٹوں کی ماں" تک ہی پہنچ سکتا ہے اس نام کی اصلیت سمجھنے کے لئے جب تک تاریخ اسلام کی ورق گردانی نہ کی جائے۔ طالب علم کو تسلی بخش جواب نہیں مل سکتا۔ کیونکہ اُردو میں کوئی ایسی حوالے کی کتاب موجود نہیں جہاں سے اُسے اس سلسلہ میں مناسب رہبری حاصل ہو سکے۔

اس دشواری کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے پیش نظر تالیف کا خاکہ مرتب کیا۔
ابتداً میں نے یہ کام صرف مرثیوں تک محدود رکھا کیونکہ مرثیہ اُردو میں ایک ایسی صنف شاعری ہے جس میں روایت، تاریخ، قرآن، حدیث اور معتقدات سے تعلق رکھنے والے اشارات و اصطلاحات کا ایک زبردست خزانہ پھیلا ہوا ہے۔ لیکن بعد میں ڈاکٹر مسیح الزماں صاحب مرحوم کے مشورے پر میں نے اس کے دائرے کو اس طرح پھیلا دیا کہ اس میں غزل قصیدہ وغیرہ مختلف اصناف شاعری میں مستعمل تلمیحات و مصطلحات بھی شامل ہو جائیں۔

چنانچہ اس فرہنگ کا مقصد یہ ہے کہ اُردو شاعری کی مختلف اصناف میں استعمال ہونے والی ایسی تلمیحات اور اصطلاحات کی وضاحت پیش کی جائے جن کی صراحت کیلئے ایک اوسط درجے کی لغت عام طور پر ناکافی رہتی ہے۔ یہ فرہنگ دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں شامل اندراجات کا تعلق خاص طور پر ان موضوعات سے ہے :
(۱) تاریخی واقعات کے حوالے (۲) قرآن و حدیث کے حوالے (۳) نبیوں سے متعلق تلمیحات (۴) اسلامی عقائد کے بعض پہلو (۵) مراثی اور بعض دوسری منظومات میں مذکور افراد (۶) "شاہنامے" کے حوالے اور (۷) دیگر ضروری روایات،
فرہنگ کے دوسرے حصے میں بعض ضروری علمی مصطلحات کو شامل کیا گیا ہے اور بالخصوص نجوم، فلکیات، تصوف، منطق، فلسفہ، جنگ، قیام و سفر سے تعلق رکھنے والی اہم اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے۔

کیونکہ فرہنگ میں شامل اندراجات کی ایک بڑی تعداد مراثی سے تعلق رکھتی ہے اس لئے ان کے واسطے پیش کی گئی وضاحت کو مراثی سے مناسبت رکھنے والے معتقدات سے قریب رکھا گیا ہے۔ فرہنگ کا مقصد خالصتاً ادبی ہے۔ اس لئے مولف کی یہ خواہش ہے کہ فرہنگ کو ہر قسم کے مناظرانہ تاثر سے بالاتر سمجھا جائے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی مدنظر رکھی گئی ہے کہ بعض اوقات ادب میں کچھ ایسی روایات یا تفصیلات بھی داخل ہو جاتی ہیں جن کی تاریخ سے تصدیق نہیں ہوتی۔ مگر

ادب کے مطالعہ کے دوران طالب علم کے لئے یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ ان روایات وغیرہ سے بھی واقفیت رکھے۔ تاریخی حقائق کی تفصیلات تو عام طور پر نسبتاً آسانی سے دستیاب ہوجاتی ہیں۔ لیکن روایات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں بعض اوقات دشواری ہوتی ہے۔ لہذا اس فرہنگ میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے تاریخی حقائق کے ساتھ ساتھ روایات کو بھی نہ صرف شامل کیا جائے بلکہ جہاں تاریخی حقائق بآسانی دستیاب ہوں، وہاں روایات کو زیادہ تفصیل کے ساتھ درج کیا جائے تاکہ روایتی پہلو بخوبی واضح ہوسکے۔

فرہنگ میں صرف دو اشارے استعمال کئے گئے ہیں۔ (۱) "لغ" جس سے مراد "لغوی معنی" ہے اور (۲) خط (.........) جو اُن الفاظ پر کھینچا گیا ہے۔ جن کے بارے میں تفصیلی اندراجات فرہنگ میں دوسری جگہ مل سکتے ہیں۔

آخر میں میرا یہ فرض ہے کہ میں اُن سارے کرم فرماؤں اور دوستوں کا شکریہ ادا کروں جنھوں نے کمالِ خلوص سے اس کتاب کی تالیف میں میری اعانت کی۔ مولانا سید مجتبیٰ حسن صاحب کامون پوری کی شفقتوں کو میں صرف رسمی الفاظ تشکّر کے ذریعے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ انھوں نے اپنی علالت کے باوجود فرہنگ کے تمام مندرجات کو نظر تحقیق کے ساتھ مطالعہ کیا اور تصحیح فرمائی۔ اسی طرح میں پروفیسر مسیح الزماں کا بھی مرہون منّت ہوں جن کی رہبری اور ہمت افزائی کی بدولت ہی اس فرہنگ نے تکمیل کے مراحل طے کئے ہیں۔ پروفیسر سید احتشام حسین، ڈاکٹر ابو محمّد سحر، پروفیسر عبدالقوی دسنوی، پروفیسر آفاق احمد، ڈاکٹر فدا عباس رضوی اور ڈاکٹر اخلاق اثر نے بھی بعض مشکل مراحل پر میری پوری پوری اعانت کی ہے اور اُن کے پُرخلوص مشوروں نے میری بہت سی دشواریوں کو آسان کیا ہے۔

بھوپال ۱۱ر جنوری ۱۹۷۷ء

سیّد حامد حسین

تعارف

مصنف — سیّد حامد حسین

پیدائش — جنوری ۱۹۳۵ء

تعلیم — ایم۔اے (انگلش)۔ ایم۔اے (معاشیات)۔
پی۔ایچ۔ڈی (انگلش)۔
روسی اور جرمن زبانوں میں ڈپلومے۔

تصانیف
۱۔ ای۔ ایم۔ فارسٹر کی ناول نگاری، (تحقیقی مقالہ بزبان انگریزی)
۲۔ ہندو نظریۂ زندگی (ڈاکٹر رادھا کرشنن کی تصنیف کا ترجمہ)
۳۔ توبۃ النصوح کا تنقیدی مطالعہ
۴۔ تنقید: اصول و مسائل
۵۔ نثر اور انداز نثر
۶۔ غالب کے خطی دیوان
۷۔ اصطلاحات زبان و ادب (زیر ترتیب)
۸۔ اردو میں عربی کلمات (زیر ترتیب)

مشغلہ — اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ انگریزی

پتہ — ای ۲/۱۸۴۔ پروفیسرز کالونی
بھوپال۔ ۴۶۲۰۰۲

حصّۂ اوّل

تلمیحات، اشارات اور اعلام

اس حصے میں

قرآن، حدیث، تاریخ، روایات و عقائد کے علاوہ
شاہنامے، مرثیوں اور دوسری منظومات میں
مذکور افراد کے حوالوں کی وضاحت کی گئی ہے۔

الف

آبِ بقا
آبِ حیات
آبِ حیواں
آبِ خضر

امرت ۔۔ وہ پانی جس کے پینے سے پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے
کہا جاتا ہے کہ اس کا چشمہ ظلمات میں واقع ہے اور حضرت خضر
جو کہ دریاؤں اور چشموں کے نگراں ہیں، آبِ حیات پی چکے ہیں۔ اور
اسی لئے عمرِ جاوداں رکھتے ہیں۔ مشہور ہے کہ سکندر نے بھی آب
حیات پینے کی خواہش ظاہر کی تھی اور خضر اُسے عالمِ ظلمات میں لے بھی
گئے تھے۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ جن لوگوں نے آبِ حیات پی لیا ہے وہ
ہزاروں سال سے پڑے سسک رہے ہیں اور مرتے نہیں، تو اُس نے
آبِ حیات پینے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ابراہیم:۔ خُدا کے بلند مرتبہ پیغمبروں میں سے تھے۔ خلیل اللہ اُن کا لقب تھا۔ عام
طور پر اُن کے والد کا نام آزر بتایا جاتا ہے (لیکن مورخین کا خیال ہے کہ
حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارح تھا اور آزر اُن کا چچا تھا جس نے
اُن کی پرورش کی تھی)۔ آزر ماہر بُت تراش تھا۔ لیکن حضرت ابراہیم
شروع سے خُدا پرست تھے۔ چنانچہ آپ نے بُت پرستی کی سخت مخالفت
کی یہاں تک کہ اس مخالفت کے نتیجے میں حاکمِ وقت نمرود نے انھیں بھڑکتی
ہوئی آگ کے ایک بہت بڑے الاؤ میں پھنکوا دیا۔ لیکن خدا کے حکم سے وہ

آگ سرد ہو کر اُن کے لئے گلزار ہو گئی۔ خُدا نے حضرت ابراہیم کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور اُن کی نسل کو برکت دی۔ اُن کی دو بیویاں تھیں سارہ اور ہاجرہ۔ ہاجرہ سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے۔ خُدا نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو قربان کریں۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل کو قربانی کے لئے لے کر آئے اور انہیں ذبح کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھایا۔ خُدا نے اسی وقت جبرئیل کے ذریعہ حضرت اسمٰعیل کی جگہ ایک دُنبہ رکھوادیا جس کو حضرت ابراہیم نے قربان کیا۔ اور اس طرح قربانی کی روایت قائم ہوئی۔ بعد میں حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل کے ساتھ مل کر خانۂ کعبہ کی تعمیر کی۔ جب اُن کی عمر سو سال کی ہوئی تو خدا نے اُنھیں سارہ کے بطن سے ایک اور صاحبزادے سے نوازا، جن کا نام حضرت ابراہیم نے اسحٰق رکھا۔ حضرت ابراہیم کی نسل عرب میں بہت پھیلی اور دینِ ابراہیمی کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ حضرت اسحٰق کی نسل جو بعد میں بنی اسرائیل کہلائی، کنعان و مصر میں پھیلی اور حضرت اسمٰعیل کی نسل، جزیرہ نما عرب میں۔ حضرت محمد صلعم بھی حضرت ابراہیم کی نسل میں ہی پیدا ہوئے۔

حضرت ابراہیم حد درجہ مہمان نواز تھے۔ اسی بناپر "مائدۂ خلیل" (حضرت ابراہیم کا دسترخوان) مشہور ہے۔

(۴) رسول اللہ کے ایک صاحبزادے کا نام بھی ابراہیم تھا۔ یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اِن کی ولادت ۸ھ اور وفات ۹ھ میں ہوئی۔

ایک روایت یہ ہے کہ ایک دن رسولؐ خُدا ایک زانو پر ابراہیم کو اور دوسرے پر امام حسین کو بٹھائے ہوئے تھے کہ جبرئیل نے خُدا کا پیغام پہنچایا کہ یہ دونوں ایک ساتھ آپؐ کے پاس نہیں رہ سکتے۔ اس لئے

آپ اِن میں سے کسی ایک کو اختیار کیجئے۔ رسولِ خدا نے حضرت حسین کو اختیار کیا۔ اور تین روز بعد ابراہیم نے رحلت کی۔

اَبرہہ: ملک یمن کا عیسائی حکمراں جس نے ہاتھیوں کے ساتھ ۵۷۰ء میں مکّہ پر چڑھائی کی تھی۔ اُس کو اَبرہۃُ الاشرم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نکٹا تھا۔ (مزید دیکھئے اصحابِ فیل)

آبِ زمزم: دیکھیئے زمزم۔

آبِ زندگانی، آبِ زندگی: دیکھیئے آبِ بقا

آبِ کوثر: دیکھیئے کوثر۔

اِبلیس: شیطان۔ ابلیس جس کا نام عزازیل بھی بیان کیا جاتا ہے، پہلے خُدا کے انتہائی مقرب فرشتوں میں شامل تھا۔ یہاں تک کہ اُسے سارے فرشتوں کا استاد بنا دیا گیا تھا اور اسی بنا پر اُس کو معلّم الملکوت کا خطاب حاصل تھا۔ لیکن جب خُدا نے حضرت آدم کو پیدا کیا اور سارے فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ابلیس نے سجدے سے انکار کر دیا۔ اس نافرمانی پر خُدا نے ابلیس کو مردود کر کے بہشت سے نکال دیا۔ چنانچہ ابلیس نے حضرت آدم کو بہکانے اور خُدا کی نافرمانی کے لئے آمادہ کرنے کا تہیّہ کیا اور جنت میں سانپ کی مدد سے داخل ہو کر حوّا کو شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے کی ترغیب دلائی۔ حوّا نے پھل کھا لیا اور آدمؑ کو بھی مجبور کیا کہ وہ بھی کھائیں۔ اس کے نتیجے میں آدم و حوّا کو بھی جنت سے نکالا گیا اور حضرت آدمؑ کے بعد ابلیس نے نسلِ انسانی کو خُدا سے نافرمانی کے لئے آمادہ کرنے کا کام جاری رکھا۔

اَبنائنا: (لغ: ہمارے بیٹے) مراد حضرت حسن و حضرت حسین (مزید دیکھئے مباہلہ)

اِبن اشعث: دیکھئے محمّد بن اشعث۔

ابن انس: دیکھئے سنان بن انس۔

ابن جذلم: دیکھئے بشیر بن جذلم

ابن حجاج: دیکھئے عمرو بن حجاج

ابن حسن: امام حسن کے صاحبزادے قاسم (دیکھئے قاسم)

ابن حمران: دیکھئے بکیر بن حمران

ابن حنفیہ محمد نام، ابوالقاسم کنیت۔ حضرت علی کے فرزند اور امام حسین کے سوتیلے بھائی تھے۔ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں جنھیں حنفیہ کہا جاتا تھا اسی مناسبت سے یہ ابن حنفیہ کہلائے۔ پیدائش ۲۱ھ یا ۲۲ھ میں ہوئی جب یزید کے حکم پر ولید حاکم مدینہ نے امام حسین سے بیعت کا مطالبہ کیا تو آپ نے مدینہ چھوڑنا چاہا۔ اسی وقت ابن حنفیہ نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ مدینے میں رہیں اور یزید کی بیعت سے الگ رہیں۔ انھوں نے یہ بھی مشورہ دیا کہ اگر آپ جانا چاہیں تو مکے جائیں اور حالات پھر بھی خلاف رہیں تو ریگستان اور پہاڑی علاقوں میں نکل جائیں اور جب تک ملک کوئی فیصلہ نہ کرے اُس وقت تک برابر ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہوتے رہیں اس دوران آپ کی بھی کوئی نہ کوئی رائے قائم ہو جائے گی اور آپ کسی نہ کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے۔ روایت ہے کہ امام حسین نے ان کو مدینے کے حالات کے جائزے کے لئے مقرر کیا تھا ورنہ یہ بھی واقعہ کربلا میں حصہ لیتے۔ ابن حنفیہ کی وفات ۸۱ھ میں ہوئی۔

ابن خلیل: خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم کے بیٹے۔ مراد حضرت اسمٰعیل ہیں (دیکھئے اسمٰعیل)

ابن ذبیحین: (لغ: دو ذبیحوں کا بیٹا) رسولؐ خدا اپنے بارے میں فرماتے تھے کہ میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں۔ آپ کی مراد اپنے جدِ اعلیٰ حضرت اسمٰعیل اور اپنے والد حضرت عبداللہ سے تھی۔ حضرت اسمٰعیل کے بارے میں خدا نے

اُن کے والد حضرت ابراہیم کو حکم دیا تھا کہ وہ اُنھیں خدا کے نام پر قربان کریں۔ (دیکھئے اسمٰعیل) حضرت عبداللہ کے بارے میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اُن کے والد عبدالمطلب نے یہ منّت مانگی تھی کہ جب اُن کے دس لڑکے جوان ہو جائیں گے تو وہ اُن میں سے ایک کو قربان کر دیں گے۔ چنانچہ جب یہ تعداد پوری ہو گئی تو انھوں نے قرعہ اندازی کی۔ قرعے میں عبداللہ کا نام نکلا۔ عبدالمطلب کو عبداللہ بے حد عزیز تھے اس لئے قرعے کا فیصلہ گراں گذرا۔ ساتھ ہی قریش نے اس قسم کی قربانی کی مخالفت کی۔ چنانچہ انھوں نے ایک کاہنہ سے مشورہ کیا۔ اُس نے کہا کہ عبداللہ کی بجائے اونٹوں کی قربانی دی جائے اور اونٹوں کی تعداد کا فیصلہ قرعے سے کیا جائے۔ بالآخر سَو اونٹوں کی قربانی دے کر عبدالمطلب نے عبداللہ کی قربانی کا معاوضہ کیا۔

ابن ربعی : دیکھئے شبث بن ربعی۔

ابن رکاب : دیکھئے یزید بن رکاب

ابن زیاد : دیکھئے عبیداللہ بن زیاد

ابن سعد : دیکھئے عمرو بن سعد۔

ابن سفیان : دیکھئے یزید بن سفیان

ابن شریک : دیکھئے زرعہ بن شریک

ابن طفیل : دیکھئے حکیم بن طفیل

ابن عباس : دیکھئے عبداللہ بن عباس

ابن عبدوُدّ : دیکھئے عمرو بن عبدوُدّ

ابن عفیف : دیکھئے عبداللہ بن عفیف

ابن علی : مراد امام حسین

ابن عمران : حضرت موسیٰ مراد ہیں۔

ابن عوسجہ: دیکھئے مسلم بن عوسجہ

ابن فاطمہ: مراد حضرت حسین ہیں۔

ابن قحطبہ: دیکھئے تمیم بن قحطبہ

ابن قمیہ: عبداللہ بن قمیہ جس نے جنگ اُحد میں رسولؐ خدا پر وار کیا جس سے آپ کے سر میں خود کی دو کڑیاں پیوست ہو گئی تھیں۔

ابن کاہل: دیکھئے حرملہ بن کاہل

ابن مالک: اسید بن مالک، یزیدی لشکر میں شامل تھا اور امام حسینؑ اور اُن کے رفقا پر حملہ کرنے میں پیش پیش تھا۔ بعض روایات کے مطابق اس نے عبداللہ بن مسلم کو شہید کیا۔ امام حسین کی شہادت کے بعد اُن کی لاش کو گھوڑوں سے پامال کرنے والوں میں یہ بھی شامل تھا۔ جب اِن بے رحموں کی جماعت عمرو بن سعد کے پاس واپس آئی تو اسید ہی آگے بڑھا اور ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ ہم لوگوں نے اُس کے پشت و سینہ کو ایسا چھلنی کر دیا جیسے شہد کی مکھیوں کا چھتہ۔

ابن محاربی: زرارہ بن محارب۔ یزیدی فوج کے اُس دستے کا ایک سپاہی تھا جس نے حُر کی سرکردگی میں امام حسین کو راہ میں روکا اور انھیں کربلا کے ویران میدان کی جانب مڑنے پر مجبور کیا۔ حُر کے لشکری پانی نہ ہونے کی وجہ سے بے حد پریشان تھے۔ چنانچہ امام حسینؑ نے (کربلا پہنچنے سے پہلے) اپنے ذخیرے میں سے حُر کے سپاہیوں اور اُن کے گھوڑوں کو سیراب کیا۔ ابن محاربی پیاس سے بے حد بے چین تھا۔ امام حسین نے جب اُس کی بے تابی دیکھی تو خود اپنے ہاتھ سے اُس کو پانی پلایا۔ (دیکھئے زرارہ بن محارب)

ابن مرجانہ: مراد عبیداللہ بن زیاد۔ مرجانہ عبیداللہ کی ماں کا نام تھا جو کہ ایک مجوسیہ کنیز تھی۔

ابن مریم : حضرت عیسٰی ، خدا نے انھیں بغیر باپ کے پیدا کیا تھا اس لئے انھیں ان کی والدہ حضرت مریم کی نسبت سے پکارا گیا۔

ابن مظاہر : دیکھئے حبیب بن مظاہر۔

ابن معاویہ / ابن معویہ : یزید جو معاویہ بن ابی سفیان کا بیٹا تھا۔

ابن ملجم : عبدالرحمٰن بن ملجم۔ حضرت علی کا قاتل۔ خارجیوں کے فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ نہروان کے بعد حج کے موقع پر چند خارجیوں نے یک جا ہو کر یہ عہد کیا تھا کہ وہ حضرت علی، معاویہ اور عمرو بن عاص کو قتل کریں گے۔ ابن ملجم نے اپنے ذمہ حضرت علی کا قتل لیا تھا۔ کوفہ پہنچ کر ابن ملجم کی ملاقات قطام نامی ایک خارجی عورت سے ہوئی جس نے اس کے ارادے کو اور مستحکم بنا دیا۔ اس عورت نے اس مہم میں کامیاب ہونے کے بعد ابن ملجم سے شادی کا وعدہ کیا۔ حضرت علی جب نماز فجر ادا کر رہے تھے ابن ملجم نے اپنی زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے آپ کے سر پر کاری وار کیا۔ زہر کا اثر فوراً تمام جسم میں سرایت کر گیا اور ۲۰ رمضان سنہ ۴۰ھ (سنہ ۶۶۱ء) کو آپ نے وفات پائی۔ حضرت علی پر حملے کے فوراً بعد ہی لوگوں نے ابن ملجم کو گرفتار کر لیا تھا۔ حضرت علی نے وصیت فرمائی تھی کہ اس کے ساتھ سختی نہ کی جائے اور قصاص معمول کے مطابق لیا جائے۔ حضرت علی کے انتقال کے بعد امام حسن نے اپنے والد کے قصاص میں ابن ملجم کو قتل کیا۔

ابن نمیر : دیکھئے حصین بن نمیر

ابن نوح : دیکھئے پسر نوح

ابن ورقہ : دیکھئے زید بن ورقہ

ابن وہب : دیکھئے صالح بن وہب

ابوالاعور سلمی : قدیم دشمنان اہل بیت میں سے تھا۔ جنگ صفین کے موقع پر معاویہ نے

اُسے ہراول دستے کا افسر بنا کر بھیجا تھا۔ اس نے حضرت علیؑ کے صفین پہنچنے سے پہلے ہی اپنے لئے ایک عمدہ موقع اختیار کر لیا تھا اور فرات کے گھاٹ پر اس طرح قبضہ کیا تھا کہ جب حضرت علی اپنے لشکر کے ساتھ وہاں پہنچے تو اُن کو پانی کی دقت پیش آئی۔ ابوالاعور نے پانی دینے سے قطعاً انکار کیا۔ اس پر حضرت علی نے اشعث کو چار ہزار سوار دے کر ابوالاعور سے مقابلے کے لئے بھیجا اور باقی لشکر کے ساتھ پیچھے پیچھے آپ بھی پہنچے اور فرات کے گھاٹ کو اپنے قبضے میں کر لیا۔ لیکن جب معاویہ نے اپنے لشکر کے لئے گھاٹ کے استعمال کی اجازت چاہی تو حضرت علی نے فوراً اجازت دیدی۔ ابوالاعور بعد میں بھی مقابلے کے لئے نکلتا رہا۔ وہ معاویہ کی طرف سے اُس عہدنامے پر گواہ بھی تھا جو جنگ کے خاتمے پر حضرت علی اور معاویہ کے درمیان لکھا گیا اور جس میں ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص حَکَم مقرر کئے گئے تھے۔ انیسؔ نے ابوالاعور کو معرکۂ کربلا میں بھی شامل بتایا ہے۔

ابوالائمہ : (لغ : اماموں کا باپ) حضرت علیؑ کا لقب اسلئے کہ آپ باقی گیارہ اماموں کے جدِّ اعلیٰ ہیں۔

ابوالایوب : دیکھئے ابوایوب۔

ابوالبشر : (لغ : انسانوں کے باپ) حضرت آدمؑ کی کنیت ہے۔

ابوالحسن، ابوالحسنین، ابوالحسین : حضرت علیؑ کی کنیتیں ہیں۔

ابوالحنوق : نام عبدالرحمٰن جعفی تھا۔ اُن پیادوں میں سے تھا جنھیں لے کر شمر نے امام حسینؑ کے گرد گھیرا ڈالا تھا۔ ابوالحنوق نے امام حسینؑ کو تیر سے زخمی کیا تھا۔

ابوالریحانتین : (لغ : دو پھولوں کے باپ) حضرت علیؑ کی کنیت ہے۔ دو پھولوں سے مراد حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں۔

ابوالشعشا کندی : دیکھئے یزید بن زیاد۔

ابوالفضل: حضرت عباس علمدار کی کنیت ہے۔

ابوالقاسم: رسولؐ خدا کی کنیت۔ قاسم آنحضرت کے فرزند تھے جو نبوت سے قبل حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور دو سال کی عمر میں وفات پا گئے۔

ابوالیوب: یزیدیوں میں سے تھا۔ جب امام حسین زخمی ہو کر اپنے گھوڑے سے نیچے آرہے تو ابوالیوب غنوی نے ان کے حلقوم کو تیر سے مجروح کیا۔

ابوبکر: ۱۱ھ میں رسولؐ خدا کی وفات کے بعد پہلے خلیفہ ہوئے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل ان کا نام عبدالکعبہ تھا۔ رسولؐ اللہ نے ان کا نام عبداللہ رکھا ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رسول اکرمؐ کی ازواج میں سے تھیں۔ حضرت ابوبکر نے ۱۳ھ (۶۳۴ء) میں وفات پائی۔

ابوبکر بن حسن: امام حسین کے بھتیجے تھے۔ معرکۂ کربلا میں حرملہ بن کاہل نے انھیں تیر مار کر شہید کیا۔

ابوبکر بن علی: امام حسین کے سوتیلے بھائی۔ قدامہ موصلی کے نیزے یا عبداللہ بن عقبہ کے تیروں سے کربلا میں شہید ہوئے۔ بعض مورخین ان کی معرکۂ کربلا میں شہادت سے اتفاق نہیں کرتے۔

ابوتُراب: (لغ: مٹی کا باپ) حضرت علی کی کنیت جو رسول خدا نے انھیں مرحمت فرمائی تھی۔ اس سلسلہ میں کئی روایتیں ہیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ ایک بار رسول اکرمؐ نے حضرت علی کو اس حالت میں سوتا پایا کہ اُن کا سارا جسم گرد آلود ہو رہا تھا۔ چنانچہ رسول خدا نے ان کو "ابوتُراب" کہہ کر آواز دی تاکہ وہ بیدار ہو جائیں۔ تب سے حضرت علی کی یہ کنیت عام ہو گئی اور حضرت علی کو خود بہت پسند تھی۔

ابوثمامہ صائدی: نام عمرو بن عبداللہ تھا۔ عرب کے شہسواروں میں سے تھے حضرت علی کے ساتھ کئی جنگوں میں شریک ہوئے۔ امام حسین کو کوفہ آنے

کیلئے انھوں نے بھی خط لکھا تھا۔ مسلم بن عقیل کے کوفہ پہنچنے پر اُن کی برابر اعانت کرتے رہے۔ اُن کی شہادت کے بعد روپوش ہو گئے اور نافع بن ہلال کے ساتھ کربلا پہنچے۔ معرکہ کربلا میں ان کے چچا زاد بھائی قیس بن عبداللہ صائدی نے ان کو شہید کیا۔

ابوجہل: (لغ۔ جہالت کا باپ) رسولؐ خدا اور اسلام کا سخت دشمن تھا اسی کے اشارے پر اسلام کے ابتدائی دنوں میں مکے میں رسولؐ خدا پر اس وقت اونٹ کی اوجھڑی ڈالی گئی تھی جب آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کا اصل نام امیر ابن ہاشم اور کنیت ابوالحکم تھی۔ لیکن مسلمانوں نے اس کا نام اس کے جہل مرکب ہونے کی وجہ سے ابوجہل رکھ دیا تھا۔ بدر کی لڑائی میں، رمضان ۲ھ میں ہلاک ہوا۔

ابوذرغفاری: رسول اللہ کے ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کا نام جندب بن جنادہ اور "مسیح الاسلام" لقب تھا۔ مکہ میں اسلام قبول کرنے والوں میں کہا جاتا ہے کہ ان کا نمبر پانچواں تھا۔ قبول اسلام کے بعد قریش نے ان کو بے حد تکلیف پہنچائی۔ ہجرت کے بعد مدینے میں ان کا محبوب مشغلہ رسول اکرمؐ کی خدمت تھی۔ فضائل اہل بیت میں ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ رہے۔ زر و مال کی محبت کو بُرا سمجھتے تھے۔ ۳۲ھ میں ربذہ میں وفات پائی۔

ابوسفیان: اُمیہ کا پوتا اور قریش کا سپہ سالار تھا۔ صخر نام تھا۔ یہ رسول اللہؐ کے قتل کی اُس سازش میں بھی شامل تھا جس کے نتیجہ میں آپ نے ہجرت کی۔ اُحد اور خندق کے معرکوں میں قریش کی سرکردگی کی۔ فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں اسلام قبول کیا۔ حنین اور طائف کی جنگوں میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوا۔ طائف کی لڑائی میں ایک آنکھ جاتی رہی۔ دوسری آنکھ جنگ

یرموک میں ضائع ہوئی۔ ۳۲ھ میں وفات پائی۔ ہند جگر خوار ابوسفیان کی بیوی تھی جس سے معاویہ پیدا ہوئے۔ اس طرح ابوسفیان نہ صرف یزید کا بلکہ عبیداللہ بن زیاد کا بھی دادا تھا کیونکہ زیاد ابوسفیان کی ناجائز اولاد تھا۔

ابوطالب: حضرت علیؑ کے والد اور رسول اللہؐ کے حقیقی چچا تھے۔ بعض مورخین ان کا اصل نام عبد مناف بتاتے ہیں اور بعض عمران۔ رسولؐ خدا کے دادا حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد انھوں نے ہی آنحضرت کی کفالت کی اور آپؐ کی ہر طرح اعانت کی۔ نبوت کے بعد جب اہل مکہ آپؐ کے درپئے آزار ہوئے تو ابوطالب نے ان کے شر کو دور رکھنے کی ہر طرح کی کوشش کی۔ ہجرت سے تین سال قبل ۶۱۹ء میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی اولاد میں چار بیٹے طالب، عقیل، جعفر اور حضرت علیؑ اور دو بیٹیاں اُمّ ہانی اور جمانہ شامل تھیں۔

ابوعبداللہ: امام حسینؑ کی کنیت ہے۔

ابوعمرو نہشلی: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ انھیں عامر بن نہشل تغلبی نے شہید کیا۔

ابولہب: رسولؐ پاک کا چچا تھا۔ نام عبدالعزیٰ بتایا جاتا ہے۔ آنحضرت اور اسلام کا سخت دشمن تھا جب آنحضرت کسی مجمع عام میں دعوت اسلام دیتے تو ابولہب وہاں جا پہنچتا اور آپ کے ہر بیان کے بعد کہتا "یہ جھوٹ ہے" ۲ھ؍۶۲۴ء میں جنگ بدر میں مشرکین قریش کی شکست کے صدمے سے ایک ہفتے کے اندر مر گیا۔ ابولہب (لغ: آگ والا) بہت حسین تھا اس لئے قریش اس کو اس نام سے پکارتے تھے کیونکہ وہ آگ والے سے مراد صاحب حسن و جمال لیتے تھے۔

ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل ابوسفیان کی بہن تھی اور خاص طور پہ رسولؐ خدا کے درپئے آزار تھی اور آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ کفار

قریش میں سے صرف ابو لہب اور اُس کی بیوی کا قرآن میں تذکرہ ہے
سورۂ لہب میں اُمّ جمیل کو حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ (لکڑی ڈھونے والی)
کہا گیا ہے۔

(۲) دبیر نے ایک شامی پہلوان کا نام بھی ابو لہب لکھا ہے جو حضرت علی اکبر
سے مقابلے کے لئے نکلا اور اُن کے ہاتھوں قتل ہوا۔

ابو مخنف: نام لوط بن یحییٰ کوفی ازدی۔ یہ سانحۂ کربلا کے راویوں میں سے
ہیں اور "مقتل حسین بن علی" کے مولّف ہیں۔ ان کی وفات ۱۵۷ھ میں ہوئی۔

ابو موسیٰ اشعری: اصحاب رسولؐ اللہ میں سے ہیں۔ عبد اللہ بن قیس نام تھا اور
یمن کے قبیلے اشعر سے تعلق رکھتے تھے۔ ایمان قبول کرنے کے بعد اپنے وطن
واپس چلے گئے۔ وہاں سے حبش پہنچے حضرت جعفر طیار کے ساتھ مدینے
واپس آئے۔ فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں شریک رہے۔ حضرت عمر نے
انھیں بصرے کا والی مقرر کیا اور انھوں نے کئی فتوحات کی سر کردگی کی۔
حضرت عثمان کے زمانے میں کوفے کے والی مقرر ہوئے۔ جنگ صفین
کے بعد حضرت علی کی جانب سے حَکَم مقرر ہوئے۔ لیکن عمرو بن عاص نے
اپنی چالبازی سے ان کو فریب دیا۔ ۴۲ھ میں وفات پائی۔ میر ضمیر نے
اپنے ایک مرثیے میں ان کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ معاویہ نے ان کو
یزید کا وکیل بنا کر اور شادی کا پیغام لے کر رباب بنت امرئ القیس
کے پاس بھیجا تھا۔

ابو ہریرہ: رسولؐ خدا کے صحابی تھے۔ اسلام لانے سے قبل ان کا نام عبد شمس
تھا۔ قبول اسلام کے بعد رسولؐ اکرم نے ان کا نام عمیر رکھا۔ غزوۂ خیبر کے
موقع پر ایمان لائے۔ اُن سے مروی احادیث کی مجموعی تعداد ۵۳۷۴ ہے
[illegible] مدینے میں وفات پائی (ان کو اپنی بلّی سے بیحد شغف تھا۔

اسی مناسبت سے ابو ہریرہ مشہور ہوئے)

اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ: (لغ: آپ پر پورا کیا) - دیکھئے اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔

اٹھارہ پھول، اٹھارہ داغ: مراد معرکۂ کربلا کے وہ اٹھارہ شہید ہیں جو اہل بیت سے تھے۔ ان میں امام حسین کے بھائی، بیٹے، بھتیجے اور بھانجے شامل تھے۔

آٹھ بہشتیں: دیکھئے ہشت بہشت۔

اثنا عشری: (لغ: بارہ سے نسبت رکھنے والے) بارہ اماموں کے پیرو۔ شیعہ جن کا عقیدہ ہے کہ ائمہ بھی انبیاء کی طرح خدا کی جانب سے بذریعہ رسول منصوص کیئے گئے ہیں اور وہ معصوم ہیں۔

احتضار: (لغ: حاضر ہونا)۔ مراد موت کا حاضر ہونا۔ موت کی علامات ظاہر ہونا۔ نزع کی کیفیت طاری ہونا۔ علماء نے موت کی یہ علامات بتائی ہیں کہ مرنے والے کے پاؤں ایسے سست ہو جاتے ہیں کہ کھڑا کریں تو کھڑا نہ ہو سکیں، ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور کنپٹیاں بیٹھ جاتی ہیں ۔ جب یہ علامتیں ظاہر ہو جائیں تو اس وقت اقربا کو چاہیئے کہ وہ اُس شخص کے مُنہ کو قبلے کی طرف پھیر دیں اور کلمۂ شہادت پڑھنے کی تلقین کریں۔ سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد کی تلاوت کریں۔

اُحد: اُحد مدینے سے ایک میل شمال میں ایک پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کے دامن میں کفار قریش اور مسلمانوں کے درمیان ۳ھ میں جنگ ہوئی۔ جنگ بدر کا انتقام لینے کے لئے قریش مکہ نے تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدینے کی طرف پیش قدمی کی۔ رسول خدا کے ساتھ، سات سو مسلمان تھے۔ آپؐ نے حضرت علی کو مقدمۃ الجیش کا افسر مقرر کیا تھا۔ حضرت علی نے لشکر قریش کے علمبردار طلحہ بن ابی طلحہ اور کئی دوسرے مشرکین کو قتل کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور مشرکین کے پیر اُکھڑ گئے۔ ایک جماعت کو

جسے ایک اہم درّے پر عبداللہ بن جبیر کی سرکردگی میں مقرر کیا گیا تھا، اپنی جگہ چھوڑ کر نیچے اتر آئی۔ موقع پاکر کفار قریش کے ایک دستے نے اس راستے سے مسلمانوں پر پیچھے سے اچانک حملہ کردیا۔ اس سے مسلمانوں میں افراتفری پھیل گئی۔ ایک پتھر کی ضرب سے رسول پاکؐ کو بھی صدمہ پہنچا اور آپ کا ایک دانت شہید ہوگیا۔ آپؐ ایک کھائی میں گر گئے کفار نے یہ اڑادیا کہ آپؐ انتقال کرگئے۔ مسلمانوں میں سخت بےچینی پیدا ہوگئی۔ اس وقت حضرت علی اُن چند جاں نثاروں میں سے تھے جو رسول پاکؐ کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو جب علم ہوا کہ رسولؐ اللہ بخیر ہیں۔ تو انھوں نے پھر سنبھل کر حملہ کیا اور کفار کو پسپا کیا۔

احزاب: دیکھئے خندق۔ جمع حزب (پارٹی)۔ اس جنگ میں مختلف پارٹیوں نے مسلمانوں کے خلاف حصّہ لیا تھا۔ (۲) قرآن کی ۳۳ ویں سورۃ۔

احقاف: (لغ: وسیع وعریض ریگستان)۔ اُس ریگستان کا نام ہے جو حضرموت کے قریب یمن کے وسط میں واقع ہے۔ احقاف سے مراد وہ آبادی بھی لی جاتی ہے جو اس ریگستان میں واقع تھی اور جہاں قومِ عاد بستی تھی جس کی ہدایت کے لئے حضرت ہود نبی بناکر بھیجے گئے تھے۔ لیکن اس قوم نے نافرمانی کی اور اُس پر شدید آندھی کا عذاب بھیجا گیا اور یہ قوم اور اس کی ساری آبادی تہ وبالا ہوگئی۔ قرآن کی ۴۶ ویں سورۃ کا نام بھی احقاف ہے۔

احمد: احمد رسولؐ خدا کا ایک نام ہے۔ قرآن (سورۂ صف، رکوع ۱) میں مذکور ہے کہ حضرت عیسٰی نے آنحضرتؐ کی بشارت اسی نام سے دی تھی۔

احمد ثانی: امام حسین کے صاحبزادے حضرت علی اکبر کا لقب جو رسول خدا سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ اسی بنا پر انھیں ہمشکل مصطفٰے، شبیہ احمد وغیرہ بھی کہا گیا ہے۔

ادریس: خُدا کے رسولوں میں سے تھے۔ کہتے ہیں کہ خدا نے کپڑے سینے کا کام پہلے پہل انھیں کو سکھایا تھا۔ چنانچہ یہ کپڑے سی کر ہی گذارہ کرتے تھے۔ اسی طرح یہ بھی روایت ہے کہ سب سے پہلے انھوں نے فنِ تحریر ایجاد کیا اور علمِ نجوم، حساب و ہیئت کی بھی ابتدا کی۔ ترازو، پیمانہ اور کئی ہتھیاروں کے بھی موجد سمجھے جاتے ہیں۔ اُن پر خُدا کے تیس صحیفے بھی نازل ہوئے۔ آخر میں خُدا نے اُن کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہ چوتھے آسمان پر مقیم ہیں۔

آدم: حضرت آدم وہ پہلے انسان ہیں جن کو خُدا نے پیدا کیا۔ ان کی تکریم کیلئے خُدا نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ انھیں سجدہ کریں۔ تمام فرشتوں نے بے عُذر سجدہ کیا۔ لیکن ابلیس نے اس سے انکار کیا۔ جس کی پاداش میں اُس کو ملعون کر کے جنت سے نکالا گیا۔ خُدا نے حضرت آدم کی دمسازی کے لئے (عام روایت کے مطابق اُن کی بائیں پسلی سے) حوّا کو پیدا کیا۔ آدم و حوّا باغ بہشت میں رہتے تھے مگر اُنھیں شجرِ ممنوعہ کے نزدیک جانے اور اس کا پھل کھانے کی خُدا نے سخت ممانعت کر دی تھی۔ مگر ابلیس نے ایک سانپ کی مدد سے جنت میں پہنچکر حوّا کو اس پھل کو (جسے عام روایت میں گیہوں بتایا جاتا ہے) کھانے کے لئے بہکایا۔ حوّا نے یہ پھل کھایا اور آدم کو بھی کھلایا۔ اس کے نتیجے میں اُن پر عتاب الٰہی نازل ہوا اور ان دونوں کو جنت سے نکال دیا گیا۔ زمین پر آ کر حضرت آدمؑ نے مدت تک گریہ وزاری اور توبہ و استغفار کیا۔ آخر میں خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ حضرت آدم کا لقب صفی اللہ اور کنیت ابوالبشر ہے کیونکہ وہ سارے انسانوں کے باپ ہیں۔

آدمِ ثانی: حضرت نوح۔ طوفانِ نوح کے بعد جو نسل انسانی اس دنیا میں آباد ہوئی اور پھیلی وہ کہا جاتا ہے کہ صرف حضرت نوح کی نسل سے ہے۔

اُدہم بن اُمیّہ : شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ قبیلہ عبدقیس سے تھے۔ بصرے کے ان چار افراد میں سے تھے جو ابن زیاد کی شدید ناکہ بندی کے باوجود امام حسین کی نصرت کے لئے نکلے اور اُن سے مقام ابطح میں آکر ملے۔ اور کربلا کے میدان میں اُن پر اپنی جان نثار کی۔

آدینہ : جمعہ کا دن۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ : (لغ : جب کہ زمین میں زلزلہ آیا) قرآن کی ۹۹ ویں سورۃ، سورۂ زلزال، کی پہلی آیت ہے۔

اَرجُن : مشہور ہندو رزمیہ سرگزشت "مہابھارت" کا ایک اہم کردار۔ اَرجُن، پانڈو کے پانچ بیٹوں میں سے ایک تھا اور تیراندازی میں کمال رکھتا تھا۔ اُس کی نشانہ بازی کا مشہور واقعہ دروپدی کے سوئمبر سے تعلق رکھتا ہے۔ دروپدی، پنچال دیس کے راجہ دروپد کی بیٹی تھی۔ اس راجہ نے ایک بھاری فولادی کمان بنوائی تھی اور بلندی پر ایک نشانہ لٹکایا تھا۔ جس کے نیچے ایک تھالی تھی۔ یہ تھالی جس کے درمیان ایک سوراخ تھا مسلسل ہلتی رہتی تھی۔ راجہ نے یہ شرط رکھی تھی کہ جو شخص بھی اس کمان کو اٹھائیگا اور اُس پر تانت چڑھا کر پانچ تیر اس طرح مارے گا کہ وہ تھالی کے اس سوراخ میں سے گزرتے ہوئے نشانے پر جالگیں اور اس کو گرادیں، اُسی شخص سے وہ اپنی بیٹی کی شادی کردے گا۔ ارجن نے یہ ساری شرطیں پوری کیں اور نشانہ لگا کر دروپدی کو جیت لیا۔

اَرزَق : ارزق بن سعد۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ملک شام کا ایک نامی پہلوان اور تجربہ کار اور نامور شمشیرزن تھا۔ معرکۂ کربلا میں اپنے چار بیٹوں کے ساتھ حضرت قاسم کے ہاتھوں قتل ہوا۔

اَرژَنگ : (لغ : نگارخانہ) ایران کے باکمال مصور مانی کی بنائی ہوئی تصویروں کا

بے نظیر مرقع تھا۔ مانی خود کو پیغمبر اور اپنی کتاب ارژنگ کو آسمانی صحیفہ کہتا تھا۔ بعض دوسری روایات کے مطابق ارژنگ، مانی کا ہی نام تھا اور بقول بعض ارژنگ ایک چینی نقاش کا نام تھا۔

اِرْکَبُوْا : (لغ: سوار ہو جاؤ) ۱۰ محرم کی صبح جب کربلا کے میدان میں یزیدیوں نے طبل جنگ بجانا شروع کیا تو غیب سے ایک آواز سنائی دی جو تمام اہل بیت نے سنی اور جو کہہ رہی تھی یَا جَیْشَ اللّٰہِ اِرْکَبُوْا (اے لشکر خدا سوار ہو جاؤ)۔

اِرَم : شدّاد کی بنائی ہوئی جنّت۔ (دیکھئے شدّاد)۔

اَرِنی گو : (لغ: مجھے دکھا دے' کہنے والا)۔ مُراد حضرت موسیٰ ہیں جنھوں نے کوہ طور پر خُدا سے ہم کلامی کے دوران خُدا سے اپنی تجلی دکھانے کا اشتیاق ظاہر کیا تھا۔ سورۂ اعراف (رکوع ۱۷) میں اس کو یوں بیان کیا گیا ہے۔ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ (حضرت موسیٰ نے کہا" پروردگار مجھے اپنا جمال دکھا کہ میں تیری طرف نظر کر سکوں" تو خدا نے کہا "تو مجھے نہ دیکھ سکے گا")۔ چنانچہ خدا نے اپنی تجلّی کا ظہور طور پر کیا۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (پھر جب خدا نے اپنی تجلی کا ظہور طور پر کیا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے)

آزر : آزر نمرود کے زمانے میں ایک باکمال بُت تراش اور بُت فروش تھا۔ عام طور پر آزر کو حضرت ابراہیم کا والد خیال کیا جاتا ہے (قرآن مجید میں آزر کو حضرت ابراہیم کا "اَب" بتایا ہے۔ لیکن عربی میں "اَب" کا لفظ چچا کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے)۔ حضرت ابراہیم کے والد تارح کا انتقال حضرت ابراہیم کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ اس لئے آزر نے ہی ان کی پرورش کی تھی۔

اِستَبرَق : دبیز ریشمی کپڑا جو اہلِ جنت کا لباس ہوگا۔ (دیکھئے سُندُس اور اِستَبرَق)

اِسحٰق : حضرت ابراہیم اور حضرت سارا کے بیٹے تھے۔ خدا نے انھیں نبوت کا افتخار بھی بخشا تھا۔ حضرت اسحٰق کے بیٹے حضرت یعقوب تھے جو حضرت یوسف کے والد اور بنی اسرائیل کے جدِّ اعلیٰ تھے۔

اَسَد : (لغ، شیر)۔ حضرت علی کے ناموں میں سے ایک ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد نے یہ نام اپنے والد کے نام پر رکھا تھا۔ اسد کی معنوی مناسبت سے حضرت علی کے لئے ضیغم، ضرغام، غضنفر، قرم، لیث، حیدر وغیرہ ہم معنی القاب بھی مستعمل ہیں۔

اَسَدُ اللّٰہ : (لغ: اللہ کا شیر) حضرت علی کا لقب ہے جو انھیں رسول خدا نے عنایت فرمایا تھا۔ اسی لقب کی مناسبت سے کئی دوسرے القاب مثلاً شیرِ خدا، اسدِ حق، اسدِ ذوالجلال، ضیغم کردگار، ضیغم صمد وغیرہ بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔

اَسرارِ لَدُنّی : دیکھئے علم لَدُنّی۔

اِسرافیل : خدا کا ایک مقرّب فرشتہ جو قیامت کے روز صور پھونکے گا جس کی آواز سے ساری دنیا تہ و بالا ہو جائے گی۔ اس کے بعد وہ دوسری بار صور پھونکے گا۔ اور ساری مخلوق دوبارہ زندہ ہو کر میدانِ حشر میں جمع ہونے لگے گی۔

اَسریٰ۔ اِسراء : (لغ: رات میں لے جانا) مُراد معراج ہے۔ (دیکھئے معراج)

اسرائیل : حضرت یعقوب کا عبرانی نام ہے۔ اسی مناسبت سے ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی (مزید دیکھئے یعقوب اور بنی اسرائیل)۔

اِسفندیار : ایران کے کیانی بادشاہ گشتاسپ کا روئین تن بیٹا اور مشہور پہلوان تھا۔

اس کے جسم پر کوئی حربہ کارگر نہیں ہوتا تھا۔ رستم نے ایک دوشاخہ تیر کے ذریعہ اس کی دونوں آنکھیں زخمی کرکے اُسے ہلاک کیا۔

اسمار : بعض روایات کے مطابق امام حسن کی جس زوجہ نے انھیں زہر دیا تھا۔ اُن کا نام اسمار بنت اشعث تھا (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے جعدہ)۔

اسمار بنت عمیس : اسمار سب سے پہلے حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر طیار کے نکاح میں تھیں اور ان سے عبداللہ، محمد اور عون پیدا ہوئے۔ حضرت جعفر کی شہادت کے بعد انھوں نے حضرت ابوبکر سے نکاح کیا۔ اور محمد پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکر کے انتقال کے بعد حضرت علی سے ان کا نکاح ہوا۔ اور یحییٰ پیدا ہوئے۔ یہ حضرت حسن اور حضرت حسین کی ولادت کے موقعوں پر حضرت فاطمہ کے پاس موجود تھیں اور انھیں سے یہ روایت ہے کہ ان حضرات کی پیدائش پر جبرئیل خدا کا پیغام لے کر آئے تھے کہ ان کے نام حضرت ہارون کے بیٹوں کے نام پر شبر اور شبیر رکھے جائیں۔ انھوں نے حضرت علی کی شہادت کے بعد وفات پائی۔

اسم اعظم : حدیث میں ہے کہ اسم اعظم وہ ہے جس کی برکت سے جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہو۔ یہ تین سورتوں میں ہے۔ سورۂ بقرہ سورۂ آل عمران اور سورۂ طٰہٰ۔ ان کے مقامات یہ ہیں۔ سورۂ بقرہ میں آیۃ الکرسی کی پہلی آیت: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ سورہ آل عمران کی پہلی آیت: الٓمّٓ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اور سورہ طٰہٰ کی یہ آیت: وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ۔

اسم عزیمت : ایسا نام جس میں دُعا یا تعویذ کا سا اثر ہو۔

اسمٰعیل : حضرت ابراہیم کے بیٹے اور نبی تھے۔ ان کی والدہ ہاجرہ تھیں۔ ابراہیمؑ کی پہلی بیوی سارہ نے ابراہیمؑ پر زور ڈالا کہ وہ ہاجرہ اور ان کے

بیٹے کو اپنے سے جُدا کردیں چنانچہ ابراہیمؑ انھیں مکّہ کے قریب بنجر وادی (وادی غیر ذی زرع) میں چھوڑ آئے۔ یہاں حضرت اسمٰعیل نے پیاس کی شدّت سے بلکنا شروع کیا۔ خُدا نے اُن کی ایڑیوں کے تلے ریت میں سے پانی کا چشمہ پیدا کیا جو زمزم کہلایا۔ پانی کی وجہ سے اس جگہ آبادی ہو گی اور مکّہ کی بنیاد پڑی۔ بعد میں خدا نے ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے کی قربانی کا حکم دیا۔ جب انھوں نے اسمٰعیلؑ سے اس کا ذکر کیا تو انھوں نے حکم خداوندی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا اور قربانی کے لئے تیار ہو گئے خُدا نے باپ اور بیٹے کی قربانی کے جذبے کو قبول کیا اور عین اسوقت جب ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کے گلے پہ چھری پھیرنے والے تھے خُدا نے ایک دُنبہ قربانی کے لئے بھیجا۔ (اسی وجہ سے اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ کہلائے) بعد میں حضرت ابراہیمؑ نے اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر خانۂ کعبہ کی تعمیر کی۔ خُدا نے اسمٰعیلؑ کو کثیر اولاد سے نوازا اور حضرت محمدؐ صلعم انھیں کی نسل میں پیدا ہوئے۔

اَسْوَدُ: (لغ: کالا)۔ ایک حبشی جس کا نام عمر بن کریزہ تھا۔ اس حبشی نے چوری کی تھی۔ جب اس کو حضرت علی کے سامنے لایا گیا تو اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور اُس کی سزا میں اپنے داہنے ہاتھ کے کاٹے جانے کو بخوشی قبول کیا۔ باہر نکلنے پر جب لوگوں نے اُس سے ہاتھ کٹنے کی وجہ پوچھی تو اُس نے سبب بتایا اور حضرت علی کی تعریف و توصیف کی۔ حضرت علی کو جب اُس کی حق شناسی اور اہل بیت سے عقیدت کا حال معلوم ہوا تو آپ نے اُسے امام حسن کو بھیج کر بلایا اور خُدا سے اُس کے حق میں دُعا کی۔ چنانچہ اُس کا کٹا ہوا ہاتھ پھر سے درست ہو گیا۔

(۲) اسود بن حنظلہ یزیدی فوج میں شامل تھا۔ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اس نے اُن کی تلوار لے لی تھی۔

اسید بن مالک : دیکھیے ابن مالک

آسیہ : آسیہ بنت مزاحم فرعونِ مصر کی خُدا پرست اور خُدا شناس بیوی کا نام تھا۔ اُنھوں نے حضرت موسیٰ کو دریا سے نکال کر پرورش کیا تھا اور جب کچھ بڑے ہونے کے بعد حضرت موسیٰ فرعون سے بیباکانہ پیش آئے تھے اُس وقت بھی آسیہ کے توسط سے ہی انھیں فرعون کے عتاب سے نجات ملی تھی۔ رسول خُدا نے حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہ اور حضرت مریم کے ساتھ انھیں بھی جنت میں عورتوں کی سرداروں میں سے ایک بتایا ہے۔

اصحابِ فیل : (لغ : ہاتھیوں والے) اصحابِ فیل کا واقعہ جو رسول خدا کی ولادت سے ۴۰۔۵۰ دن قبل ۵۷۱ء میں پیش آیا۔ قرآن مجید کی سورۂ فیل میں مختصراً بیان ہوا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ملک یمن کے عیسائی حاکم ابرہہ نے اپنے دارالحکومت صنعا میں ایک عظیم الشان کلیسا بنایا تھا اور چاہتا تھا کہ عرب مکّے کا حج ترک کر کے اس کلیسا کا حج کیا کریں لیکن عربوں نے اس کلیسا کو کوئی وقعت نہ دی بلکہ ایک حجازی نے تو موقع پاکر اس کو ایک رات نجس کر دیا۔ چنانچہ ابرہہ نے کعبے کو ڈھانے کے ارادے سے ایک جرار لشکر کے ساتھ جس میں ہاتھی بھی شامل تھے۔ مکّہ پر چڑھائی کی۔ جب یہ لشکر مکّے کے نواح میں پہنچا تو اچانک پرندوں کے غول کے غول نمودار ہوئے ان کے پنجوں اور چونچوں میں سنگریزے دبے ہوئے تھے۔ انھوں نے لشکر پر ان سنگریزوں کی بارش کی۔ کہا جاتا ہے کہ جس شخص کو یہ سنگریزے لگتے تھے بدن چھوڑ کر باہر نکل آتے تھے اور فوراً ہی اعضا سڑنے گلنے لگتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر کھائے ہوئے چارے کے مثل ڈھیر ہو گیا۔

اصحابِ کساء : (لغ : چادر والے)۔ دیکھیے آلِ عبا۔

اصحابِ کہف : (لغ : غار والے) چند مسیحی جنھوں نے اپنے جابر بُت پرست بادشاہ

دقیانوس کے خوف سے ایک غار میں پناہ لی اور وہیں سو گئے اور عرصہ دراز تک سوتے رہے۔ جب یہ بیدار ہوئے تو انھوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو کھانا لینے کے لئے باہر بھیجا۔ اس شخص نے دیکھا کہ ہر چیز بدلی ہوئی ہے یہاں تک کہ وہ سکّہ جو اس نے روٹی خریدنے کے لئے پیش کیا اب نہیں چلتا۔ لوگوں کو جب ان سب کا حال معلوم ہوا تو وہ اُن کے غار پر آئے لیکن اُن کو غار کا دہانہ نہ مل سکا۔ بعض روایات کے مطابق غار والوں پر خدا نے پھر نیند مسلط کر دی اور بعض دوسری روایات کے مطابق وہ وہیں مر گئے۔ ان لوگوں کی تعداد کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ یہ لوگ سات ہیں اور اُن کے ساتھ اُن کا کتا بھی ہے۔ کتّے کا نام قطمیر بتایا جاتا ہے۔ آدمیوں کے نام یہ ہیں: مکسمینا، تملیخا، مرطوس، تیرونس، دریونس، کشطوس۔ قرآن حکیم میں یہ قصّہ سورۂ کہف میں بیان کیا گیا ہے اور ان لوگوں کو "اصحاب الکہف والرّقیم" کہہ کر پکارا گیا ہے۔ (دیکھیے رقیم)

اصغر: دیکھیے علی اصغر

آصف: آصف بن برخیا حضرت سلیمان کے انتہائی عقلمند وزیر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ انھیں اسمِ اعظم کا علم تھا اور انھوں نے ہی بلقیس کے آنے سے پہلے جنوں کے ذریعہ سبا سے بلقیس کا تخت اٹھوا کر حضرت سلیمان کے محل میں منگوا لیا تھا۔

اَطِیعُوا اللّٰہَ: (لغ: خدا کی اطاعت کرو) اس قرآنی آیت (سورۂ نساء رکوع ۸) کی جانب اشارہ ہے: یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (اے ایمان والو حکم مانو خدا کا، رسول کا اور ان کا جو تم میں اختیار والے ہیں)" اولو الامر" سے شیعہ امام

معصوم مراد لیتے ہیں۔

اعجازِ مسیحا: دیکھئے عیسیٰ

اعجازِ موسوی: دیکھئے یدِ بیضا اور عصائے موسیٰ۔

اعشیٰ: دورِ جاہلیت کے عربی شاعروں میں سے ایک ممتاز شاعر۔ میمون بن قیس بن جندل نام۔ ابوبصیر کنیت۔ اس کا ایک قصیدہ اُن سات قصیدوں میں شامل تھا جنھیں سبع معلقہ کہا جاتا ہے اور جنھیں اپنے شاعرانہ کمال کی وجہ سے سونے کے پانی سے لکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے پر لٹکایا گیا تھا۔ شراب نوشی اور اُس کی تعریف میں اُسے جاہلیت کے تمام شعراء پر فوقیت حاصل ہے۔ طویل عمر پائی لیکن آخر عمر میں اندھا ہو گیا تھا۔ جب رسولِ خدا کی نبوت کا علم ہوا تو اُس نے آپؐ کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ لکھا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا۔ لیکن ابوسفیان نے اس کو سَو اونٹ دے کر اس ارادے کو ترک کرنے پر آمادہ کر لیا۔ واپسی میں یمامہ کے قریب اونٹ سے گر گیا جس سے موت واقع ہو گئی۔ اس کی ۶۲۹ء میں وفات ہوئی۔

اعمال نامہ: دیکھئے نامۂ اعمال

اعوان و انصار: (لغ: اعوان جمع عون بمعنی مدد کرنے والا۔ انصار جمع ناصر بمعنی ساتھ دینے والا) امام حسینؑ کے ساتھی اور رفیق جو اُن کے ساتھ کربلا کے معرکے میں شریک اور شہید ہوئے۔

اعوذ باللہ: (لغ: میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں)۔ کسی چیز سے اپنی برأت ظاہر کرنے، کسی خیال بد سے اپنے کو محفوظ رکھنے یا شیطان کے شر سے دور رہنے کے لئے یہ فقرہ بولا جاتا ہے۔ دراصل یہ اس عبارت کا مخفف ہے: اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ (میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں

مردود شیطان سے بچنے کے لئے)۔ اصطلاح میں اس کو تعوّذ کہتے ہیں اور اس کو قرآن حکیم کی تلاوت کرتے وقت بسم اللہ سے قبل بھی پڑھا جاتا ہے۔

اَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَق: (لغ: میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی) قرآن حکیم کی ۱۱۳ ویں سورۃ سورۂ فلق کی ابتدائی آیت ہے۔ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الفَلَق (کہہ دیجئے میں پناہ مانگتا ہوں اُس پروردگار کی جو تاریکی کا سینہ چیر کر صبح پیدا کرتا ہے)۔

اَعور سلمی: دیکھئے ابوالاعور سلمی۔

آفتابِ حشر / آفتابِ محشر: کہا جاتا ہے کہ قیامت کے روز سورج سوا نیزے کی بلندی تک اتر آئے گا اور اس کی گرمی سے لوگوں کا بھیجا پگھلنے لگے گا۔ اور اتنا پسینہ آئے گا کہ لوگ اُس میں تیرتے پھریں گے۔

افراسیاب: پشنگ کا بیٹا اور توران کا نہایت طاقتور اور بہادر بادشاہ تھا ایرانیوں کا جانی دشمن تھا اور مدتوں تک یہ ایران کے کیانی بادشاہوں سے جنگ کرتا رہا۔ ایران کی جانب سے اس کو رستم کا مقابلہ کرنا پڑا اور کئی بار یہ رستم کے ہاتھوں سے بچ کر نکل گیا۔ افراسیاب نے ہی اپنی چالبازی سے سہراب کو رستم سے لڑوا دیا تھا۔ بالآخر افراسیاب کو کیخسرو نے شکست دی اور اس کو قتل کیا۔

آفریدون: دیکھئے فریدون

اکبر: دیکھئے علی اکبر

اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم: (لغ: میں نے تمھارے لئے دین کو مکمل کر دیا)۔ سورۂ مائدہ (رکوع ۱) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی (آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا) یہ قرآن حکیم کی وہ آیت ہے جو

سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ روایت ہے کہ حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے
غدیرِ خم کے مقام پر رسول خدا نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ۔
جس کا میں مولیٰ ہوں، اُس کا علی مولیٰ ہے۔ اُسی موقع پر خدا نے یہ
آیت نازل فرمائی۔ (مزید دیکھیے غدیر خم)

اَلحَمدُ : (لغ : تعریف) قرآن مجید کی پہلی سورۃ سورۂ فاتحہ جس کی پہلی
آیت ہے اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِین (تعریف ہے اس خدا کی جو
سارے جہانوں کا پروردگار ہے)۔

اَلَستُ : سورۂ اعراف (رکوع ۲۲) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے اَلَستُ
بِرَبِّکُم۔قَالُوا بَلیٰ (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب بولے ہاں)
جب خدا نے سب روحیں پیدا کردیں تو اُن سے پروردگار نے پوچھا۔کیا
میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟" تو ان سب روحوں نے اقرار کیا کہ" ہاں تو ہی
ہمارا رب ہے اور ہم اس کے گواہ ہیں۔" اسی عہد کو کبھی" پیمانِ ازل"
وغیرہ اصطلاحات سے بیان کیا جاتا ہے۔

آلِ عبا : جب آیۂ تطہیر نازل ہوئی تو رسول پاکؐ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ،
حضرت حسن اور حضرت حسین کو اپنی عبا کے اندر لے لیا اور فرمایا" خداوندا
یہی میرے اہلِ بیت ہیں تو ان کو پاک رکھ اور ان پر رحمت نازل کر"۔
آلِ عبا سے یہی چاروں حضرات مُراد ہیں۔

آلِ عمران : حضرت علی کے والد ابو طالب کا نام عمران بتایا جاتا ہے۔ چنانچہ
آلِ عمران سے مراد حضرت ابو طالب کی اولاد لی جاتی ہے۔ قرآن حکیم کی
ایک سورۃ کا نام سورۂ آلِ عمران ہے اور اس کے چوتھے رکوع میں یہ آیت
ہے اِنَّ اللّٰہَ اصطَفیٰ آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ اِبرَاھِیمَ وَآلَ عِمرَانَ عَلَی
العٰلَمِینَ ذُرِّیَّۃً بَعضُھَا مِن بَعضٍ (خدا نے منتخب کیا آدم اور نوح کو

اور آلِ ابراہیم اور آلِ عمران کو سارے جہاں پر اور ان میں سے بعض کی اولاد کو بعض پر)۔ حضرت موسیٰ کے والد کا نام بھی عمران تھا اس لئے آلِ عمران کو حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کی جانب بھی کنایہ سمجھا جاتا ہے۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِی: (لغ: فقر و استغنا میرا فخر ہے)۔ حدیثِ نبوی ہے۔

آلِ کسا: دیکھئے آلِ عبا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رسول خدا نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسین اور حضرت حسن کو (عبا میں نہیں بلکہ) کسا یعنی چادر میں لے لیا تھا۔ اسی مناسبت سے انھیں آلِ کسا یا اصحاب کسا کہا گیا۔

الکوس: ایک ترکستانی پہلوان جو رستم کے ہاتھ مارا گیا تھا۔

اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ: (لغ: اے پروردگار منہ کو سفید رکھ جس دن چہرے کالے ہوں)۔ ایک دعا جو وضو کے دوران چہرے پر پانی ڈالتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ اس کا ماخذ سورہ آلِ عمران (رکوع ۱۱) کی یہ آیات ہیں: وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ۔ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ۔ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْھُھُمْ فَفِیْ رَحْمَۃِ اللّٰہِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ (اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جو اس کے بعد کہ ان کو ہدایت دی گئی۔ ان کے درمیان پھوٹ پڑ گئی اور اختلاف پیدا ہو گئے۔ ان کے لئے بڑا عذاب ہے اس دن جب کہ بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض سیاہ اور جن لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے تو پھر اپنے کفر کے بدلے میں عذاب اٹھاؤ اور جن لوگوں کے چہرے سفید ہوں گے وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے)

الٓمٓ (الف، لام، میم) : ان حروف میں سے ہے جن سے قرآن حکیم کی کئی سورتوں کا آغاز ہوتا ہے لیکن ان کا صحیح مفہوم خدا اور اس کے رسول کے سوا کسی کو نہیں معلوم۔ بعض مفسرین کی رائے ہے کہ الف لام میم سے آلِ محمد کی طرف اشارہ ہے۔ قرآن کی دوسری سورۃ سورہ بقر بھی انھیں حروف سے شروع ہوتی ہے۔ اور قرآن کا پہلا پارہ اسی مناسبت سے الم کا پارہ کہلاتا ہے۔ مرثیہ نگاران حروف کو الم (بمعنی رنج) سے بھی سوز و نیت پیدا کرکے استعمال کرتے ہیں۔ (دوسری سورتیں جو ان حروف سے شروع ہوتی ہیں، وہ یہ ہیں:۔ آلِ عمران، عنکبوت، روم، لقمان اور سجدہ)۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ : (لغ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہیں کیا)۔ سورۂ انشراح کی پہلی آیت ہے جس سے کچھ لوگوں میں بعض اوقات شقِ صدر کی روایت کے لئے سند لی جاتی ہے۔

الیاس : حضرت ہارون کی نسل میں ایک پیغمبر تھے۔ بعض روایات کے مطابق یہ حضرت خضر کے بھائی ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان دونوں بھائیوں نے آبِ حیات پیا ہے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور جب کہ خشکی کی نگرانی اور خدمت حضرت خضر کے ذمّے ہے، تری کی خدمت حضرت الیاس کے ذمّے ہے۔ دوسری روایات کے مطابق حضرت الیاس کو بعلبک میں بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا لیکن اس قوم نے بُت پرستی ترک نہ کی۔ الیاسؑ نے بد دعا کی جس کے نتیجے میں تین سال تک خشک سالی رہی اور قحط پڑا۔ بادشاہِ وقت نے الیاسؑ کو گرفتار کرنا چاہا تو خدا نے ان لوگوں پر آگ کا عذاب بھیجا اور حضرت الیاس کو آسمان پر اٹھا لیا۔

آلِ یاسین : سورۂ صافات کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں کہا گیا ہے:

سَلاَمٌ عَلٰی آلِ یَاسِین (سلام ہو آل یاسین پر) مفسرین کا قول ہے کہ آلِ یاسین سے مراد آلِ محمدؐ ہے۔

اُمُّ الائمۃ: (لغ: اماموں کی ماں)۔ حضرت فاطمہ زہرا کا لقب ہے جن کی نسل میں (حضرت علی کو چھوڑ کر) گیارہ امام پیدا ہوئے۔

اُمُّ البنین: اُمّ عاصم فاطمہ نام۔ اُمّ البنین لقب۔ حضرت علی کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ان کے والد حزام بن خالد قبیلہ کلاب سے تعلق رکھتے تھے (شمر بن ذی الجوشن بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ اسی لئے اُن سے قرابت کا دعویدار تھا اور اسی بنا پر حضرت عباس علمدار اور اُن کے بھائیوں سے بھانجوں کا رشتہ ظاہر کر کے کربلا کی جنگ سے پہلے امان کی پیشکش کی تھی)۔ حضرت عباس علمدار حضرت ام البنین کے ہی صاحبزادے تھے ان کے علاوہ ان کے صاحبزادوں میں سے جعفر، عثمان اور عبداللہ بھی شہدائے کربلا میں شامل ہیں۔

اُمُّ الفضل: اُمّ الفضل لبابہ بنت حارث، رسول اللہ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی زوجۂ محترمہ تھیں۔ ان سے امام حسین کی شہادت کی ایک پیشین گوئی منقول ہے۔ انھوں نے ایک بار رسول خدا سے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ انھوں نے دیکھا کہ آپؐ کے بدن کا ایک ٹکڑا جدا ہو کر میری گود میں آگرا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ فاطمہ کے بطن سے ایک لڑکا ہوگا جو تمہاری گود میں رہے گا۔ ایک روز یہ حضرت حسین کو آنحضرت کی خدمت میں لے گئیں تو رسول خدا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپؐ نے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ میری اُمّت اس فرزند کو قتل کرے گی اور انھوں نے مجھے اس جگہ کی سُرخ مٹی بھی دی ہے۔

اُم الفضل کی بہن میمونہ، رسول خدا کی ازواج میں سے تھیں۔ ام الفضل کی

یہ اولادیں تھیں: فضل، عبداللہ، عبیداللہ، عبدالرحمٰن قثم اور ام حبیبہ عبداللہ بن عباس مشہور مفسر اور بڑے عالم تھے۔ قثم کے دور میں حضرت حسین شریک ہوئے۔ قثم رسول خدا کی تدفین میں بھی شریک تھے۔

اُمّ الکتاب: (ع: کتاب کی اصل) (۱) کنایہ ہے سورۂ فاتحہ سے (۲) قرآن مجید کو بھی اُمّ الکتاب کہتے ہیں۔ (۳) لوح محفوظ۔

امامِ اُمَم: حضرت حسین کا لقب۔

امامِ ضامن: آٹھویں امام حضرت علی رضا (دیکھئے علی رضا) کہا جاتا ہے کہ ان کے زمانے میں خلیفۂ وقت مامون رشید نے کربلائے معلّٰی جانے پر سخت پابندی لگا دی تھی۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے جو زیارت کے مشتاق ہوتے، امام علی رضا کفیل، ضامن ہو جایا کرتے تھے۔ اسی نسبت سے آپ کو امام ضامن کہا جانے لگا۔ لہٰذا مسلمان عورتوں کا یہ عقیدہ ہو گیا کہ جب کوئی سفر پر روانہ ہو یا بیاہ یا منگنی کی رسم کے لئے جا رہا ہو، تو امام صاحب کے نام سے روپیہ وغیرہ کوئی سکہ بازو پر باندھا جاتا ہے تاکہ آپ مراد پر پہنچانے کے ضامن ہوں۔ چنانچہ مقصد پورا ہونے پر اس روپے کو بازو سے اتار کر اُس رقم کو سیدوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

امامِ عصر: امام مہدی کا لقب۔ (دیکھئے مہدی)۔

امامِ مسموم: امام حسن جو زہر سے شہید ہوئے (دیکھئے سید مسموم)۔

امامِ ناطق: چھٹے امام حضرت جعفر صادق کا لقب۔ آپ جو کچھ اپنی زبان سے فرما دیتے تھے اُس میں کبھی فرق نہیں پڑتا تھا۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب امام ناطق یا ناطق بحق تھا۔

اِمرُؤالقیس: دورِ جاہلیت کے عظیم ترین عربی شاعروں میں سے ہے۔ نام جندح بن حجر کندی تھا۔ عربی شاعری میں نزاکت خیال، جدّت پسندی، تنوعِ مضامین

اور اختراعِ اسالیب میں اس کی شہرت کو کوئی نہیں پہنچ سکا۔ اُن سات قصیدوں میں سے جنھیں سونے کے پانی سے لکھوا کر خانۂ کعبہ کے دروازے پر لٹکایا گیا تھا (جنھیں سبع معلقہ کہا جاتا ہے) امرؤ القیس کا قصیدہ سب سے اعلیٰ سمجھا جاتا تھا۔ اس کا باپ بنو اسد کا بادشاہ اور شاہانِ کندہ کی نسل سے تھا۔ اس کی ماں کلیب و مہلل جیسے عربی شعرا کی بہن تھی۔ آخر میں امرؤ القیس کو قیصرِ روم کے دربار میں رسائی ہو گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ کسی بات پر قیصر نے ناراض ہو کر اس کو ایک زہر آلود خلعت دیا جس کے پہننے سے اس کے جسم پر پھوڑے نکل آئے اور اسی سے یہ غالباً ۵۶۰ء میں فوت ہوا۔

اُمِّ سلمہ: رسولِ خدا کی زوجۂ محترمہ تھیں۔ نام ہند تھا۔ پہلے اپنے چچا زاد بھائی ابو سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد کے نکاح میں آئیں۔ لیکن ابو سلمہ غزوۂ اُحد میں زخمی ہوئے اور بعد میں انتقال کر گئے۔ شوال ۴ھ میں ام المومنین بننے کا شرف ملا۔ آیۂ تطہیر ان کے ہی گھر پہ نازل ہوئی تھی۔ رسولِ خدا نے حضرت اُمِّ سلمہ کو وہ مٹی بھی دی تھی جو جبریلؑ اُس مقام سے لائے تھے جہاں امام حسینؑ کی شہادت کی پیشین گوئی کی گئی تھی۔ اُمِّ سلمہ نے یہ خاک بحفاظت ایک شیشے میں رکھ لی تھی۔ جب امام حسینؑ شہید ہو گئے تو یہ خاک خون بن گئی۔ حضرت اُمِّ سلمہ نے غالباً ۶۳ھ میں وفات پائی اس وقت اُن کی عمر ۸۴ سال کی تھی۔ ان کو خدیجۂ ثانی بھی کہتے ہیں۔

اُمِّ کلثوم: امام حسینؑ کی چھوٹی بہن تھیں۔ حضرت زینبؑ اُن سے بڑی تھیں بے پناہ غیور اور خوددار تھیں۔ جب اہلِ بیت کا قافلہ واقعۂ کربلا کے بعد کوفہ پہنچا تو بعض کوفیوں نے کھجوریں اور میوے پیش کرنا چاہے لیکن ام کلثوم نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ صدقہ ہے اور صدقہ اہلِ بیت پر حرام ہے۔

اُمِّ لیلیٰ: حضرت حسینؑ کی زوجہ محترمہ لیلیٰ (دیکھئے لیلیٰ)

آمنہ: رسولِ پاک کی والدہ اور وہب بن عبد مناف کی دختر تھیں۔ جب رسولِ خُدا کی عمر چھ سال کی تھی (۵۷۶ء میں) وفات پائی اور مقام ابوا میں دفن ہوئیں۔

اُمِّ وہب: معرکہ کربلا میں یہ اکیلی ایسی خاتون تھیں جو شہید ہوئیں۔ ان کے والد کا نام عبد تھا اور قبیلۂ نمر بن قاسط سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ اپنے شوہر عبداللہ بن عمیر کلبی کے ساتھ امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عبداللہ کربلا میں سب سے پہلے شہید ہونے والوں میں ہے۔ اُمِّ وہب پہلے اُن کی مدد کے لئے ایک گرز لے کر نکلیں لیکن امام حسینؑ کی ممانعت پر واپس آگئیں۔ اپنے شوہر کی شہادت کے بعد یہ پھر اُن کے پاس پہنچیں اور ان کا گرد آلود چہرہ صاف کرنے لگیں۔ اتنے میں شمر کے غلام رستم نے ان کو اپنے گرز سے شہید کر دیا۔ دوسری روایات کے مطابق یہ وہب بن عبداللہ کلبی کی زوجہ تھیں۔

اُمُّہٗ کُرْھًا: سورۂ احقاف (رکوع ۲) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے ــــ

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا (اور ہم نے انسان کو نصیحت کی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرے۔ اُس کی ماں نے اُس کو تکلیف کے ساتھ رکھا اور تکلیف کے ساتھ پیدا کیا) روایت ہے کہ امام حسینؑ اس آیت کے پورے مصداق ثابت ہوئے۔ مائیں بچوں کے آثارِ ولادت اور ولادت پر خوش ہوتی ہیں مگر امام حسین شکم مادر میں آئے تو جبرئیل نے رسولِ خدا کو خبر دی کہ فاطمہ کے ایک فرزند ہوگا جسے آپ کی اُمت قتل کرے گی۔ اس کے نتیجے میں حضرت فاطمہ متفکر اور مغموم ہوگئیں۔

امیر علیہ السلام: حضرت علی کا لقب ہے جو امیر المومنین کا مخفف ہے۔

اُمَیَّہ: اُمیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف۔ خاندان بنی اُمیہ کا جدّ اعلیٰ (دیکھئے بنی اُمیہ)

انا الحق: (لغ: میں خدا ہوں)۔ دیکھیے منصور۔

اَنَا اللہ (لغ: میں خدا ہوں)۔ دیکھیے اِنّی اَنَا اللہ۔

انا بشرٌ مثلکم: (لغ: میں تمھارے جیسا ہی ایک انسان ہوں) یہ سورہ کہف (رکوع ۱۲) کی اس آیتِ قرآنی کی طرف اشارہ ہے جس میں خدا نے رسولِ پاک سے فرمایا ہے: قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ (آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک آدمی ہوں اور میرے پاس وحی بھیجی گئی ہے کہ تمھارا معبود ایک اکیلا معبود ہے)۔ یہ آیت قرآنی یہ تصدیق کرتی ہے کہ رسولِ خدا کوئی اوتار وغیرہ نہ تھے بلکہ ایک انسان ہی تھے۔ ان میں عام انسانوں سے یہ امتیاز تھا کہ انھیں وحیٔ الٰہی سے نوازا گیا تھا۔

اِنَّا عَرَضْنَا: (لغ: بےشک ہم نے پیش کیا)۔ دیکھیے بارِ امانت

اِنَّا لِلّٰہ: (لغ: بے شک، ہم اللہ کے لئے ہیں)۔ آیت قرآنی کا یہ جزو کلمۂ تاسف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی نقصان یا رنج کے موقع پر خاص طور پہ کسی کی موت کی خبر سن کر بھی اس کلمے یا پوری آیت کو پڑھا جاتا ہے۔ یہ آیت :- اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (بے شک ہم خدا کے واسطے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) سورہ بقر کے ۱۹ویں رکوع میں ہے۔

اَنْبَتَکَ اللّٰہُ نَبَاتاً حَسَناً: (لغ: خدا تجھے اچھی نشو ونما بخشے) اس دعائیہ کلمے کی اصل سورہ آلِ عمران (رکوع ۴) میں شامل یہ آیت قرآنی ہے۔ وَاَنْبَتَھَا نَبَاتاً حَسَناً (اور خدا نے اسے اچھی طرح بڑھایا)

اَنْتَ مِنِّی : (لغ : تو مجھ سے ہے)۔ رسولِ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا : اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ (تم مجھ سے ہو اور میں تم سے)

اِنجیل : خدا کی وہ کتاب حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی۔ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق موجودہ صورت میں یہ کتاب اب ویسی نہیں رہی ہے جیسی اللہ نے بھیجی تھی اب اس میں انسانوں نے کئی تبدیلیاں کر دی ہیں۔

اَنس بن حارث : یہ اُن اہلِ کوفہ میں سے تھے جو رسولِ خدا کے صحابی تھے اور جنھوں نے امام حسینؑ کے ساتھ کربلا میں شہادت پائی۔ انھوں نے رسولِ پاک کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ "یہ میرا بیٹا (حسین) عراق کی زمین میں مارا جائے گا۔ جس کو کربلا کہتے ہیں۔ پس تم میں سے جو شخص وہاں موجود ہو اس کو چاہیے کہ اس کی مدد کرے۔" اَنس نے اس ارشاد کی تعمیل کی اور امام حسینؑ کے ساتھ کوفے کی جانب سفر میں شریک ہوئے اور ان پر جاں نثار کی۔

اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ : (لغ : جن پر تو نے انعام کیا)۔ سورۂ فاتحہ کی چھٹی آیت کا ایک جزو ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (تو ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے۔ اُن لوگوں کے راستے کی جن پر تو نے مہربانی کی)۔

اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ : آیۂ مباہلہ کی جانب اشارہ ہے۔ (دیکھیے مباہلہ)

اِنَّمَا : آیۂ تطہیر کی جانب اشارہ ہے۔ (دیکھیے آیۂ تطہیر)

(۲) سورۂ مائدہ (رکوع ۸) کی یہ آیت مراد ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ هُمْ رَاکِعُوْنَ (تمھارے ولی تو صرف خدا، اُس کے رسول اور ایمان والے لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور اس حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں کہ وہ رکوع میں ہوں)۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ کی

امامت پر دلالت کرتی ہے (مزید دیکھیے سائل اور انگوٹھی، علیؑ کے تحت)

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ: (لغ: سارے کام نیتوں کے ساتھ ہیں)۔ حدیث نبوی ہے۔ کسی عمل کی نیکی یا بدی محض اس عمل کی نوعیت پر نہیں بلکہ اس پر منحصر ہے کہ وہ کس نیت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

انوری: فارسی کا مشہور شاعر۔ نام اوحدالدین محمد۔ قصیدہ گوئی میں کمال فن حاصل کیا۔ غزل گوئی اور ہجو نگاری میں بھی اپنا مقام رکھتا ہے۔ ۵۸۷ھ میں وفات پائی۔

اِنَّہٗ شَیْءٌ عُجَابٌ: (لغ: بے شک یہ بڑی تعجب کی چیز ہے)۔ یہ کلمۂ تعجب سورۂ صٓ (رکوع ۱) کی اس آیت پر منحصر ہے: اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۔ جب خدا کافروں کے درمیان کوئی نبی بھیجتا ہے اور وہ خدا کی وحدت کی بات ان تک پہنچاتا ہے تو کافر کہتے ہیں کہ بڑی عجیب بات ہے کہ اتنے بہت سارے دیوتاؤں کی بجائے وہ صرف ایک خدا کی پرستش کا کہتا ہے۔

اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ: (لغ: بیشک میں خدا ہوں) یہ وہ الفاظ ہیں جن سے خدا نے حضرت موسیٰؑ کو وادیٔ ایمن میں مخاطب کیا تھا۔ سورۂ قصص (رکوع ۴) میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ فَلَمَّآ اَتٰھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (پھر جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچے تو میدان کے داہنے کنارے سے ایک درخت کے برکت والے تختے سے انھیں آواز دی گئی۔ اے موسیٰ میں خدا ہوں، جہانوں کا رب)۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ: (لغ: میں بنانے والا ہوں)۔ دیکھیے **یَسْفِکُ الدِّمَاءَ**۔

اِنْ یَّکَادُ: سورۂ قلم کی یہ آخری آیات مراد ہیں جو نظر بد سے بچنے یا

نظرِ بد کے اثرات زائل کرنے کے لئے کسی پر پڑھ کر دم کی جاتی ہیں۔ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ (اور یہ کافر جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا آپ اپنی نظروں سے پھسلا کر گرا دیں گے اور وہ کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے حالانکہ یہ قرآن تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے)۔

اَوَّلُ مَاخَلَقَ: (لغ: سب سے پہلے جس کو پیدا کیا)۔ اس حدیث نبوی کی طرف اشارہ ہے۔ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ (سب سے پہلے خدا نے جس چیز کو پیدا کیا وہ میرا نور تھا)۔

اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ: (لغ: تم میں سے اختیار والے)۔ سورۂ نسا (رکوع ۸) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (اے ایمان والو خدا اور اس کے رسول کا حکم مانو اور ان کا جو تم میں اختیار والے ہوں)۔ شیعہ فرقہ "اولوالامر" سے امامِ معصوم مراد لیتا ہے۔

اُویس قرنی: یمن کے مقام قرن کے رہنے والے تھے۔ نام اویس بن عامر اور کنیت ابو عمرو تھی۔ غائبانہ رسولؐ خدا پر ایمان لائے اور آپؐ کے نادیدہ عاشق تھے۔ اپنی والدہ کی خدمت کے باعث رسول اللہ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے۔ رسولؐ خدا نے آپ کو "نفس الرحمٰن" اور "خیر التابعین" کے خطابات سے نوازا اور صحابہؓ وصیت فرمائی کہ وہ آپؐ کا سلام اویس کو پہنچائیں۔ حضرت علیؓ کے بھی رفیق رہے۔ ان کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے اور اسی جنگ میں ۳۷ھ میں شہید ہوئے۔ آپ عارفین کے سرگروہ ہیں اور کاملین کے کئی سلسلے آپ کے واسطے سے

حضرت علی تک پہنچتے ہیں۔

اَہرمَن : پارسیوں (آتش پرستوں) کا خدائے شر۔ آتش پرست دو خداؤں کو مانتے ہیں۔ ایک یزداں جو فاعلِ خیر ہے اور دوسرا اہرمن جو فاعلِ شر ہے۔

اہلِ بیت : رسولِ خدا کے گھر کے لوگ۔ اہل بیت میں عام طور پر حضرت فاطمہ، حضرت علی اور ان کی اولاد کو شامل کیا جاتا ہے۔

آہوئے حَرَم : وہ ہرن جو مکۂ معظمہ کے گرد و نواح میں ہو۔ ایسے جانور کا شکار حرام ہے۔

ائمۂ اثنا عشر، ائمۂ دوازدہ : دیکھیے بارہ امام۔

آئینۂ سکندر : سکندر کو آئینے کا موجد بیان کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب اُس نے اسکندریہ آباد کیا تو سمندر کے کنارے ایک منارہ تعمیر کرایا جس میں اُس نے ایسی حکمت سے ایک آئینہ رکھوایا کہ وہ سمندر میں اہلِ فرنگ کی نقل و حرکت کا پتہ چلا سکتا تھا۔ بعض روایات کے مطابق اس آئینے سے سکندر استنبول تک کی کیفیت معلوم کر لیتا تھا۔

ایلیا ۔ (لغ، صدّیق اکبر۔ سُریانی لفظ ہے)۔ حضرت علی کا لقب ہے۔ ایک روایت ہے کہ جنگِ خیبر کے روز رسولِ خدا نے حضرت علی کو علم دیا اور فرمایا کہ جاؤ جبریل تمھارے ساتھ ہے اور فتح تمھارے آگے آگے ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا کہ یہودیوں کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ جو شخص ان کو ہلاک کریگا اُس کا نام ایلیا ہو گا۔ جب تم ان سے ملو تو کہنا میں علی ہوں۔ خدا نے چاہا تو وہ شکست کھا جائیں گے۔

اَیمَن : وہ وادی جہاں حضرت موسیٰ پر تجلّیٔ الٰہی کا ظہور ہوا تھا۔ انھیں خُدا سے پہلی بار ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور انھیں یدِ بیضا اور عصا کا معجزہ ملا۔ یہ وادی کوہِ طور کے دامن میں واقع ہے۔

ایوّب : ایک روایت کے مطابق حضرت یوسف کے اور دوسری کے مطابق

حضرت لوطؑ کے نواسے تھے۔ اللہ کے پیغمبر تھے لیکن اللہ نے انھیں بڑی آزمائشوں میں ڈالا۔ ان کا مال و دولت سب برباد ہوگیا۔ اہل و عیال ہلاک ہوگئے اور جسم و جان کو سخت روگ لگ گیا۔ لیکن وہ ساری مصیبتوں کا صبر و استقلال سے مقابلہ کرتے رہے اور رضائے الٰہی کے خلاف شکوے کا ایک لفظ زبان پہ نہ لائے۔ اس پر رحمتِ الٰہی جوش میں آئی۔ اور ایوبؑ کو حکم ہوا کہ وہ زمین پر ٹھوکر ماریں۔ ٹھوکر مارتے ہی ایک چشمہ اُبل پڑا۔ اُس میں غسل کرتے ہی وہ تندرست ہوگئے اور خدا نے جلد ہی ان کو دولت اور اولاد سے نواز دیا۔ اسی بنا پر صبرِ ایوبؑ مشہور ہے۔

آیۂ برق: سورۂ رعد (رکوع ۲) کی یہ آیت: هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ. وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ۔ (وہی ہے جو تم کو بجلی دکھاتا ہے اس حال میں کہ وہ خوف بھی پیدا کرتی ہے اور اُمید بھی اور وہ بھاری بھاری بدلیاں اُٹھاتا ہے اور گرج کا فرشتہ اُس کی پاکیزگی بیان کرتا ہے اور فرشتے بھی اس کے خوف سے۔ وہ کڑک کو بھیجتا ہے جو ٹوٹ پڑتی ہے جس پہ وہ چاہتا ہے۔ پھر بھی وہ لوگ اللہ کی بات میں جھگڑتے ہیں حالانکہ اُس کی آن بڑی سخت ہے)۔

آیۂ تسخیر: سورۂ جاثیہ (رکوع ۲) کی یہ آیت مراد ہے: وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ۔ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ (اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ تمھارے لئے مسخر کر دیا۔ یقیناً اُن لوگوں کے لئے جو سوچتے ہیں، اس میں نشانیاں ہیں)

آیۂ تطہیر: سورۂ احزاب (رکوع ۴) کی یہ آیت مراد ہے: إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ

لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔
(خدا سوائے اس کے اور کچھ ارادہ نہیں رکھتا کہ وہ اہلِ بیت سے نجاست کو دور رکھے اور تم کو پوری طرح پاک رکھے)۔ روایت ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک روز رسولِ اکرمؐ اس طرح بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس ایک سیاہ بوٹے دار کمبل تھا۔ اتنے میں امام حسنؑ آئے انھیں آپ نے اس کمبل میں لے لیا۔ اُن کے بعد امام حسینؑ، حضرت فاطمہ اور حضرت علیؑ آئے۔ رسولِ خدا نے ان سب کو کمبل میں جگہ دی اور آیۂ تطہیر پڑھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ بیت سے یہی چاروں حضرات مراد ہیں۔ اسی واقعہ کی مناسبت سے ان حضرات کو آلِ عبا، آلِ کسا اور اصحاب کسا کہا گیا ہے۔

آیۂ حجاب: وہ آیت قرآنی جس میں عورتوں کو پردے کا حکم دیا گیا ہے (سورۂ نور رکوع ۴) وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔۔۔۔ الخ (اور کہہ دیجیے ایمان والی عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو پوشیدہ رکھیں اور اپنے سنگھار کو نہ دکھائیں، سوائے اس کے کہ جو ظاہر ہو جائے اور اپنے گریبان پر اپنی اوڑھنی ڈال لیں ۔۔۔۔ تا انتہا)۔

آیۂ سجدہ: قرآن شریف کی وہ آیت جسے پڑھنے یا سننے پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ایسے سجدہ کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

آیۂ شفا: قرآن حکیم درج ذیل آیات، "آیات شفا" کے نام سے مشہور ہیں۔
(۱) سورۂ بنی اسرائیل آیہ ۸۴ رکوع ۹۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (اور ہم قرآن میں سے وہ اتارتے ہیں جو مومنوں

کے لئے شفا اور رحمت ہو)۔

(۲) سورۂ یونس آیہ ۵۸ رکوع ۶۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ (اے لوگو تمہارے پاس آئی ہے نصیحت تمہارے رب کی اور شفا اس کے لئے جو دلوں میں ہے)۔

(۳) سورۂ نحل آیہ ۶۹ رکوع ۹۔ يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ۔ (ان کے پیٹوں سے ایک پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے کئی رنگ ہیں اور جس میں لوگوں کے لئے شفا ہے)۔

(۴) سورۂ شعراء آیہ ۸۰ رکوع ۵۔ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ۔ (جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا دیتا ہے)۔

(۵) سورۂ حٰم سجدہ آیہ ۴۴ رکوع ۵۔ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ۔ (کہہ دیجئے کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے۔

آیۂ فتح مبین: سورۂ فتح کی ابتدائی آیت مراد ہے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا (ہم نے آپ کے لئے فتح بھیجی۔ ایک کھلی ہوئی فتح)۔

آیۂ کرسی | آیۃ الکرسی | قرآن حکیم کے تیسرے پارہ کی ابتدا میں سورۂ بقرہ (رکوع ۳۳) کی یہ آیتیں: از "لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ" تا "وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ"۔ ان آیات کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص آیۃ الکرسی کو فرض نماز کے بعد پڑھے گا اُسے سوائے موت کے کوئی چیز جنت میں داخل ہونے سے مانع نہیں ہوگی اور اس کو سوائے صدیق یا عابد کے کوئی ہمیشہ نہیں پڑھتا۔

آیۂ لا اسئلکم: دیکھئے لا اسئلکم

آیۂ مباہلہ: دیکھئے مباہلہ

آیۂ مودۃ: دیکھئے لا اسئلکم

آیۂ نجویٰ: سورۂ مجادلہ (رکوع ۲) کی یہ آیت مراد ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰاکُمْ صَدَقَۃً۔ ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ (اے ایمان والو جس وقت تم رسول سے کوئی راز کہو تو بیان کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے لیا کرو۔ یہ تمھارے لئے بہتر ہے)۔ حضرت علی سے مروی ہے کہ جب میں رسولؐ خدا سے کوئی راز کی بات پوچھتا تو پوچھنے سے پہلے ایک دینار صدقہ دے دیا کرتا تھا۔

آیۂ نصرت: سورۂ صف (رکوع ۲) کی یہ آیت: نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ (اللہ کی جانب سے مدد ہے اور فتح قریب ہے)۔

آیۂ نور: دیکھئے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ۔

آیۂ ینفقون: دیکھئے یُنْفِقُوْنَ۔

ب

بابُ السّلام: خانۂ کعبہ کے ایک دروازہ کا نام۔ اس کو پہلے باب بنی شیبہ کہتے تھے۔ ایک بار کعبہ کی دیواروں کو مرمت کی ضرورت پیش آئی۔ مرمت کے بعد حجرِ اسود کو نصب کرنے کا وقت آیا تو قریش کے مختلف قبیلوں میں سخت جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ ہر قبیلہ یہ سعادت خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اندیشہ تھا کہ یہ جھگڑا خونریزی میں نہ بدل جائے۔ بالآخر یہ قبائل اس پر متفق ہو گئے کہ جو پہلا شخص اس دروازے سے کعبہ میں داخل ہو وہ اس معاملہ کا فیصلہ کرے۔ اسی وقت رسولؐ خدا اس دروازے سے داخل ہوئے اور معاملہ اُن کو سونپ دیا گیا۔ آپ نے ایک چادر منگوا کر اس پر حجرِ اسود کو اٹھا کر رکھدیا اور سب قبیلوں کے نمائندوں سے

کہا کہ وہ اس چادر کے سرے پکڑ کر اٹھائیں اور حجرِ اسود کو اس کی جگہ تک لے جائیں۔ آپ کے اس مدبرانہ فیصلے سے جدال و قتال رک گیا اور اس واقعے کی یادگار میں اس دروازے کو بابُ السّلام کہا جانے لگا۔

بابُ العلم: حضرت علیؓ کا لقب رسول خدا نے ایک بار فرمایا۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں)۔

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ: لغ: میرے ماں باپ آپ پر نثار۔

بارِ امانت: سورۂ احزاب (رکوع ۹) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَھَا وَاَشْفَقْنَ مِنْھَا وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ۔ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا۔ (ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ سب نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور اس کو انسان نے اٹھا لیا۔ وہ بڑا بے ترس اور نادان ہے) صوفیوں کا قول ہے کہ یہ امانت خدا کی محبت کی امانت ہے جس کی انسان کے دل میں خواہش تھی اور جس کا وہ مستحق تھا۔

بارہ امام: (۱) حضرت علی مرتضیٰ (۲) حضرت حسن (۳) حضرت حسین (۴) حضرت زین العابدین (۵) حضرت محمد باقر (۶) حضرت جعفر صادق (۷) حضرت موسیٰ کاظم (۸) حضرت علی رضا (۹) حضرت محمد تقی (۱۰) حضرت علی نقی (۱۱) حضرت حسن عسکری (۱۲) حضرت محمد مہدی۔

باغِ اِرَم: شداد کی بنائی ہوئی جنت (دیکھیے شداد)۔

باقر: پانچویں امام ہیں نام محمد، ابوجعفر کنیت، باقر لقب، امام زین العابدین کے صاحبزادے اور امام حسین کے پوتے تھے۔ ان کی والدہ اُم محمد، امام حسن کی صاحبزادی تھیں۔ یکم رجب ۵۷ھ کو پیدا ہوئے۔ معرکۂ کربلا کے وقت ان کی عمر تین سال کی تھی۔ اپنے عہد کے ممتاز ترین عالم تھے اور وفور علم کی وجہ سے

باقر لقب پایا۔ آپ کے بارے میں رسول خدا نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کو رسول اکرم کا سلام پہنچائیں۔ امام باقر نے ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ (۷۳۳ء) کو وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

بالی سکینہ: دیکھئے سکینہ۔

بانو: دیکھئے شہر بانو۔

بُت شکن: (لغ: بت توڑنے والا)۔ حضرت علی کا لقب ہے۔ جب مکہ فتح ہوا تو حضرت علی نے رسول خدا کے دوش مبارک پر بلند ہو کر خانہ کعبہ کی دیواروں پر سے تصویریں مٹائیں اور بتوں کو توڑا۔ تب ہی سے ان کا لقب کاسر الاصنام (بت شکن) مشہور ہوا۔

بتول: (لغ: قطع کرنے والی)۔ حضرت فاطمہ کا لقب ہے کیونکہ حضرت فاطمہ نے خدا کی راہ میں دنیا سے قطع تعلق کر لیا تھا۔

بحار / بحار الانوار: ملا محمد باقر مجلسی (متوفی ۱۱۱۱ھ) کی تالیف ہے یہ ۲۴ جلدوں میں شیعہ انسائیکلوپیڈیا ہے، جس میں تاریخ، فقہ، حدیث، تفسیر، کلام و عقائد اور فلکیات وغیرہ کے بارے میں بڑا ذخیرہ شامل کیا گیا ہے۔

بحر بن کعب: شمر کے ان پیادوں میں سے تھا جنھوں نے امام حسین کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ جب اس نے تلوار اٹھائی تو کمسن عبداللہ بن حسن دوڑتے ہوئے آئے اور اس کی تلوار روکنے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا لیکن ان کا ہاتھ کٹ کر لٹک گیا۔ ابن کعب نے امام حسین کی شہادت کے بعد ان کے پاجامے پر ہاتھ ڈالا اور ان کو برہنہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد اس کے ہاتھ ایسے ہوگئے تھے کہ جاڑوں میں ان سے پانی ٹپکا کرتا تھا اور گرمیوں میں لکڑی کی طرح سوکھ جاتے تھے۔

بخت نصر: بابل کے ایک فرمانروا کا نام ہے جو ۶۰۴ق م میں بادشاہ ہوا۔

۵۸۶ق م میں اُس نے بیت المقدس کو فتح کر کے ہیکل سلیمانی کو جلا کر خاک کر دیا۔ توریت اور زبور کے اصل صحیفے تباہ کیے اور ان یہودیوں کو جو قتل عام سے بچ رہے قید کر کے بابل لے گیا۔ سلطنت بابل کی توسیع کے لئے اُس نے شام و فلسطین پر بار بار چڑھائی کی اور اُن پر قبضہ کیا۔ شہر بابل کی تعمیر اور تزئین میں بھی اس نے زبردست دلچسپی لی۔ اُس کے تعمیر کیے ہوئے معلق باغوں کو ایک زمانے میں دنیا کے سات عجائبات میں شمار کیا جاتا تھا۔ ۴۳ سال حکومت کرنے کے بعد ۸۳ سال کی عمر میں ۵۶۱ق م میں فوت ہوا۔

بَدر : بدر ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے راستے پر واقع ہے۔ اس سے ملحقہ سرزمین بھی وادیٔ بدر کے نام سے مشہور ہے۔ اس مقام پر قریش مکہ اور مسلمانوں کے درمیان سب سے پہلی بڑی لڑائی ہوئی۔ یہ جنگ ہجرت کے دوسرے سال پیش آئی۔ قریش مکہ کا سالار لشکر ابو جہل تھا۔ رسول اللہ خود مسلمانوں کے لشکر کے امیر تھے اور عَلَم حضرت علی کے پاس تھا۔ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی جب کہ مسلمان صرف ۳۱۳ تھے۔ اس جنگ میں حضرت علی نے نہ صرف ولید بن عتبہ کو قتل کیا بلکہ کہا جاتا ہے کہ کفار کے ستر مقتولین میں سے تقریباً نصف قتل کیے۔ ابو جہل بھی اس لڑائی میں مارا گیا۔

برادرانِ یوسف : دیکھیے یوسف

بُراق : بہشت کا ایک چوپایہ جو رسولؐ اکرم کی سواری کے لیے شب معراج لایا گیا تھا۔ اور آپؐ اس پر سوار ہو کر خانہ کعبہ سے بیت المقدس تک گئے تھے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ گدھے سے بڑا، خچر سے چھوٹا، سفید رنگ کا ایک لمبا جانور تھا۔ دوسری روایات یہ کہتی ہیں کہ اس کا چہرہ حسین عورت کا اور دُم مور کے مانند تھی اور اس کی دونوں رانوں پر پَر تھے۔ اس کی رفتار کا یہ عالم تھا کہ

اس کا ہر قدم وہاں پڑتا تھا جہاں نگاہ کی آخری حد ہوتی ہے۔

بَرْداً وَّسَلاماً: سورۂ انبیاء (رکوع ۵) کی اس آیت قرآنی کی جانب اشارہ ہے: قُلْنَا یَانَارُ کُوْنِیْ بَرْداً وَّسَلاماً عَلیٰ اِبْرَاھِیْمُ (ہم نے کہا اے آگ ابراہیم کے لئے ٹھنڈک اور سلامتی بن جا)۔ جب نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو دہکتی آگ کے الاؤ میں پھنکوادیا تو یہ حکم الٰہی ہوا اور آگ گلزار بن گئی۔

بَرزَخ: (لغ: وہ چیز جو دو مخالف چیزوں کے درمیان اس طرح حائل ہو کہ اپنی مشترکہ خصوصیات کی وجہ سے ان مخالف چیزوں میں ایک سلسلہ قائم رکھے) اس سے مُراد مرنے سے قیامت تک کا زمانہ لیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس سے وہ جگہ (یعنی قبر) مُراد لی جاتی ہے جس میں انسان اپنی موت کے بعد سے روزِ حشر تک رہے گا۔ کبھی اس سے وہ حالت مراد لی جاتی ہے جس میں انسان موت اور روزِ حساب کے درمیان رہتا ہے۔

بُرزو: رستم کے پوتے کا نام تھا جو بعد میں رستم سے اپنے باپ سہراب کے خون کا بدلہ لینے آیا تھا۔ رُستم اُس سے شکست کھا گیا مگر حیلے سے جان بچائی۔ اور اپنے چھوٹے بیٹے کو اُس سے لڑنے بھیجا جس نے بزرو کو شکست دی۔

بُریر بن حضیر ہمدانی: کوفے کے مشہور قاری تھے۔ سیدالقراء لقب تھا۔ مسجد کوفہ میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے۔ امام حسینؑ سے اثنائے سفر میں آکر ملے۔ جب میدان کربلا میں امام حسینؑ پر پانی بند کردیا گیا تو بریر نے ایک بار پانی لانے کی کوشش کی۔ شبِ عاشورہ عبدالرحمٰن انصاری سے مزاح کیا جس پر عبدالرحمٰن معترض ہوئے۔ لیکن بریر نے کہا کہ اس سے زیادہ مسرت کا موقع اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ کل ہم سب جام شہادت نوش کریں گے اور جنت کی دائمی مسرت کے حقدار ہوں گے۔ میدان جنگ میں یزید بن مغفل سے مقابلہ کیا اور اس کو قتل کیا۔ اس کے علاوہ تیس

دوسرے یزیدیوں کو ہلاک کیا۔ انھیں کعب ابن جابر یا یحییٰ بن اوس نے شہید کیا۔

بِسمِ اللّٰہ: (لغ: اللہ کے نام کے ساتھ)۔ قرآن کی آیت بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم (اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے) کا مخفف ہے یہ آیت قرآن کی ہر سورۃ کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کیا جانا باعثِ ثواب و برکت ہے۔ اعدادِ جمل کے حساب سے پوری بسم اللہ کے عدد ۷۸۶ نکلتے ہیں جو کہ بعض مواقع پر بسم اللہ کی بجائے تحریر کیے جاتے ہیں۔

بِسمِ اللّٰہِ مَجرٖیھَا وَمُرسٰھَا: (لغ، اللہ کے نام سے اُس کا بہنا اور ٹھہرنا ہے) یہ آیتِ قرآنی پانی کا سفر شروع کرتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ سورۂ ہود کے چوتھے رکوع میں طوفانِ نوحؑ کا بیان ہے۔ طوفان شروع ہو جانے پر حضرت نوحؑ نے ان لوگوں سے جو کہ ایمان لے آئے تھے کہا کہ وہ کشتی میں سوار ہو جائیں اور کہا کہ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہی ہے۔

بَسوس: اسرائیلیات میں ہے کہ اس نام کی بنی اسرائیل میں ایک منحوس عورت تھی جس کے شوہر سے تین دُعائیں مقبول ہونے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اُس نے اس عورت کے حق میں ہی تینوں دعائیں کیں اور قبول بھی ہوئیں مگر یہ عورت آخر میں اپنی شامت سے جیسی تھی ویسی ہی رہی۔

بَشیر بن جذلم: جب یزید نے اہلِ بیت کو دمشق سے مدینے روانہ کیا تو بشیر ان کے ہمراہ تھے۔ مدینہ کے قریب پہنچنے پر یہ باقی قافلے سے آگے بڑھ گئے اور مدینہ کے لوگوں کو اہلِ بیت کی آمد کی اطلاع دی اور مرثیے کے طور پر اشعار پڑھ پڑھ کر اہلِ مدینہ کو کربلا کا سانحہ یاد دلایا۔

بشیر و نذیر: (لغ: بشارت دینے والا اور ڈرانے والا)۔ رسولِ خُدا کی دو صفات جن کا تذکرہ قرآن حکیم میں متعدد جگہ آیا ہے۔ مثلاً سورۂ بقر (رکوع ۱۴ میں)

اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا (ہم نے آپ کو ٹھیک بات کے ساتھ خوش خبری لے کر اور ڈرانے کے لئے بھیجا ہے۔ یعنی جنھوں نے دعوت حق کو قبول کیا انھیں آپ دائمی مسرت اور جنت کی نعمتوں کی بشارت دیں گے اور جو حق کی راہ پہ چلنے سے انکار کریں گے انھیں دائمی عذاب اور دوزخ کی سختیوں سے ڈرائیں گے)۔

بضعۂ رسول / بِضْعَۃٌ مِنِّی (لغ: رسولؐ کا جگر گوشہ۔ بضعہ بمعنی ٹکڑا)۔ مراد حضرت فاطمہ جن کے لئے رسولؐ خدا نے فرمایا۔ فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّی۔ مَنْ اَذَاھَا فَقَدْ اَذَانِی وَمَنْ اَغْضَبَھَا فَقَدْ اَغْضَبَنِی (فاطمہ میرے بدن کا ٹکڑا ہیں)۔ جس نے اُن کو ایذا دی، اُس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے ان کو غضب ناک کیا اُس نے مجھے غضب ناک کیا)۔

بطحا: (لغ: وہ زمین جو پانی کی گذرگاہ ہو اور جس میں سنگریزے بھی ہوں)۔ اُس وادی کا نام جو مکہ کے پاس ہے۔ اکثر اِس سے مراد مکہ ہی لیتے ہیں۔

بقیع غرقد / بقیعہ مدینہ کا قبرستان جس میں غرقد کے درخت کثرت سے ہیں۔ یہیں حضرت فاطمہ اور امام حسن بھی مدفون ہیں۔ اسے جنت البقیع بھی کہا جاتا ہے۔

بکیر بن حمران: مسلم بن عقیل کا قاتل۔ جب مسلم نے طوعہ کے یہاں پناہ لی تو بکیر ان لوگوں میں سے تھا جو ابن اشعث کے ساتھ وہاں پہنچے اور مسلم کو گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ جب مسلم نے مزاحمت کی تو بکیر نے مسلم کے چہرے پر تلوار ماری جس سے ان کا ہونٹ کٹ گیا اور دو دانت گر گئے۔ جب مسلم کو زخمی حالت میں گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا تو اُس نے بھی مسلم کو بکیر کے ہی حوالے کر دیا کہ وہ انھیں قتل کر دے۔ چنانچہ اُس نے مسلم کو شہید کرکے ان کی لاش کو کوٹھے سے نیچے پھینک دیا۔

بلال: امیہ بن خلف کے حبشی غلام تھے جب انھوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے

آقا نے ان پر سخت مظالم ڈھانے شروع کیے۔ بالآخر حضرت ابو بکر نے انھیں خرید کر آزاد کیا۔ جنگ بدر اور دوسری لڑائیوں میں شریک رہے۔ مسجد نبوی میں اذان دینے کی سعادت بھی انھیں کو حاصل تھی۔ حضرت بلال کو رسولؐ خدا سے بے پناہ عقیدت تھی۔ آپؐ کی وفات کے بعد حضرت بلال دمشق چلے گئے اور وہیں سنہ ۲۰ھ میں وفات پائی۔

بلبلِ سدرہ: حضرت جبریل کا نام ہے جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

بلعم باعور: بنی اسرائیل کا ایک عالم تھا جس کو اسم اعظم یاد تھا۔ ایک بار فرعون نے اُسے مجبور کیا کہ وہ حضرت موسیٰ کے لئے بد دعا کرے۔ پہلے تو بلعم نے انکار کیا لیکن بعد میں مال و دولت، عیش و عشرت کے لالچ میں آکر بد دعا پر آمادہ ہوا۔ مگر اسم اعظم اس کی زبان سے جاتا رہا اور اس کی دعا میں اثر نہ رہا۔ باعور، بلعم کے باپ کا نام تھا۔

بلقیس: ملکِ سبا کی ملکہ تھی۔ اپنے حُسن میں یکتا تھی کیونکہ آفتاب پرست تھی اس لئے حضرت سلیمان نے اس کو خدا پرستی کی طرف مائل کرنا چاہا اور ہُدہُد کے ذریعہ اس مضمون کا ایک خط اس کو بھیجا کہ اگر وہ مع اپنی قوم کے خدا پر ایمان نہ لائی تو اس کی بادشاہت چھین لی جائے گی۔ بلقیس اپنے وزیروں اور مشیروں کے مشورے سے حضرت سلیمان کی خدمت میں روانہ ہوئی لیکن اس سے قبل کہ وہ حضرت سلیمان کے پاس پہنچے حضرت سلیمان کے حکم سے اُن کے وزیر آصف نے بلقیس کے عظیم الشان تخت کو جنوں کے ذریعے سبا سے اٹھوا کر حضرت سلیمان کے محل میں منگوا لیا تھا۔ اس تخت کو دیکھ کر اور حضرت سلیمان کی دوسری روحانی اور مادّی طاقتوں کا مشاہدہ کر کے بلقیس بے حد متاثر ہوئی اور اُن پر ایمان لائی۔ بعض روایات کے مطابق بلقیس حضرت سلیمان کی زوجیت میں بھی داخل ہوئی۔

بنت اسد: حضرت علی کی والدہ۔ (دیکھئے فاطمہ بنت اسد)۔

بنت خویلد: حضرت خدیجہ۔ رسولؐ خدا کی زوجہ محترمہ اور حضرت فاطمہ کی والدہ۔ (دیکھئے خدیجہ)۔

بنت زہرا: حضرت فاطمہ زہرا کی صاحبزادی اور امام حسین کی بہن حضرت زینب (دیکھئے زینب)۔

بنت علی: حضرت علی کی صاحبزادی زینب (دیکھئے زینب)۔

بنت عمران: حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت مریم۔

بنت عمیس: دیکھئے اسماء بنت عمیس۔

بنت کسریٰ: امام حسین کی زوجہ محترمہ حضرت شہربانو جو ایران کے آخری تاجدار یزدجرد سوم کی صاحبزادی تھیں۔

بنت مرتضیٰ: حضرت علیؑ کی صاحبزادی اور امام حسین کی بہن حضرت زینب۔

بنت نبی: رسولؐ خدا کی صاحبزادی حضرت فاطمہ۔

بنی اسد: ایک قبیلہ تھا جس کے افراد غاضریہ اور کربلا کے آس پاس کی دوسری بستیوں میں آباد تھے۔ امام حسین کے جاں نثار رفیق حبیب بن مظاہر بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ انھیں کی تحریک سے اس قبیلے کے تقریباً ۹۰ آدمی امام حسین کی مدد کے لئے آئے تھے لیکن شامی لشکر نے انھیں امام حسین تک نہ پہنچنے دیا اور ان میں سے کئی ایک کو قتل کر دیا۔ یہ قبیلۂ بنی اسد کے ہی لوگ تھے جنھوں نے سپاہِ شام کے میدان کربلا سے چلے جانے کے بعد امام حسین اور شہدائے کربلا کو دفن کیا۔

بنی اسرائیل: حضرت یعقوب کی اولاد۔ حضرت یعقوب کا عبرانی نام اسرائیل تھا اس لئے ان کی نسل بنی اسرائیل کہلائی۔ ابتداً کنعان (فلسطین) میں یہ نسل رہی۔ بعد میں حضرت یوسف کے مصر پہنچنے کے بعد مصر میں اس نسل نے

فروغ حاصل کیا۔ بنی اسرائیل میں کئی پیغمبر مبعوث ہوئے جن میں سب سے
جلیل القدر حضرت موسیٰ تھے۔

بنی اُمیّہ: کہا جاتا ہے کہ عبد مناف کے دو بیٹے عبد الشمس اور ہاشم جڑواں پیدا
ہوئے اور ایک کی انگلی دوسرے کی پیشانی سے چسپاں تھی۔ جب ان کو
علیٰحدہ کیا گیا تو خون جاری ہوا۔ لوگ اس کو بدشگونی سمجھ کر کہنے لگے کہ
ان دونوں کی نسلوں میں خونریزیاں ہوا کریں گی۔ جب ہاشم اپنے باپ
عبد مناف کے بعد ان کی جگہ رئیس ہوئے تو اُمیّہ بن عبد الشمس کے دل میں
ہاشم کی جانب حسد پیدا ہوا۔ خاندانِ ہاشم و اُمیّہ میں عداوت کی یہ ابتدا
تھی۔ اس کے علاوہ بنی اُمیہ کو قریش کی سپہ سالاری کا عہدہ ملا ہوا تھا۔
اُن کا پیشہ تجارت تھا جو کہ مصر و شام تک پھیلی ہوئی تھی اس وجہ سے وہ
بڑے مالدار تھے۔ جب بنی ہاشم میں حضرت محمدؐ صلعم کو نبوت کے شرف سے
نوازا گیا تو بنی ہاشم کا پلّہ بھاری ہو گیا اور بنی اُمیہ کی چشمک تیز ہو گئی اور کیونکہ
فوج کی سرداری بنی اُمیہ میں تھی اس لیئے اُن کی مخالفت زیادہ نمایاں
ہوئی۔ چنانچہ ابو سفیانؓ (جو اُمیّہ کا پوتا تھا) بار بار قریش کو مجتمع کر کے
مسلمانوں کے خلاف لایا اور کئی معرکوں کی سرکردگی کی۔ حضرت عثمانؓ (جو کہ
خود اموی تھے) کے عہد میں بنی اُمیہ کی جاہ پرستی نے پھر گل کھلانا شروع کیے
اور حضرت علیؓ کے عہدِ خلافت میں ابو سفیان کے بیٹے معاویہ نے حضرت علیؓ سے
جنگ کی، امام حسنؓ کی مخالفت کی اور بالآخر معاویہ کے بیٹے یزید نے معرکۂ
کربلا میں بنی ہاشم کے گلستاں کو تاراج کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔
خاندان بنی اُمیہ میں تقریباً ایک سو سال تک خلافت رہی اور اس میں
چودہ خلیفہ ہوئے۔

بنی غالب: خاندان قریش کی ایک اہم شاخ تھی۔ غالب، فہر کے دو بیٹوں

میں سے ایک تھے۔ فہر کا ہی لقب قریش تھا اور وہی خاندان قریش کے جد اعلیٰ تھے۔ غالب سے رسولؐ خدا اور حضرت علی تک گیارہ پشتیں ہوتی ہیں۔ اُن تک رسولؐ خدا کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔ حضرت محمدؐ صلعم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔

بنی ہاشم: رسولؐ خدا کے پردادا ہاشم کی اولاد۔ چونکہ ہاشم کی نسل اُن کے بیٹے عبدالمطلب سے ہی بڑھی۔ اس لیے بنی ہاشم سے مراد رسولؐ اللہ اور اُن کے چچاؤں کا خاندان ہے۔ خدا نے اس خاندان کو یہ شرف بخشا کہ اس میں خاتم الانبیاء پیدا ہوئے۔ (مزید دیکھئے عبدالمطلب اور بنی اُمیّہ)

بُوقُبیس: ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکّہ کے قریب جنوب مشرق میں واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ خُدا نے اس پہاڑ کو سارے پہاڑوں سے پہلے پیدا کیا تھا۔ اور طوفان نوحؑ کے دوران حجر اسود اسی پہاڑ پر محفوظ رکھا گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت آدمؑ کی قبر بھی اسی پہاڑ پر واقع ہے۔

بہتّرتن: امام حسینؑ کے بہتّر رفقا جو اُن کے ساتھ معرکۂ کربلا میں شریک ہو کر شہید ہوئے۔

بہرام: ایران کے ساسانی خاندان کا چوتھا بادشاہ تھا۔ اس کا باپ ہرمز تھا۔ یہ ۲۷۳ء میں ایران کے تخت پر بیٹھا۔ نہایت نرم دل اور فیاض بادشاہ تھا۔ ۲۷۶ء میں مر گیا۔

بہرام گور: ایران کے ساسانی خاندان کا چودھواں بادشاہ تھا۔ یہ یزدجرد اول کا بیٹا تھا اور اس کی پرورش عرب میں حیرہ کے فرمانروا نعمان بن منذر کے یہاں ہوئی تھی۔ ۴۲۰ء میں تخت نشین ہوا۔ اس کو گورخر کے شکار کا بڑا شوق تھا اسی لئے بہرام گور مشہور ہوا۔ ۴۳۸ء میں ایک

گورخر کے تعاقب میں ہی مرا۔

بہزاد: ایک اعلیٰ پائے کا مصوّر تھا جو مانی کا مدمقابل سمجھا جاتا تھا۔

بہشت: جنّت، وہ مقام جہاں نکوکار مومن اپنے ایمان اور نیکیوں کے صلے میں طرح طرح کی نعمتوں سے سرفراز کیے جائیں گے اور جہاں وہ روزِ حشر کے بعد ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (مزید دیکھیے ہشت بہشت)۔

بہمن: ایران کا ایک قدیم باشندہ تھا۔ یہ اسفندیار کا بیٹا اور دارا کا دادا تھا۔ اس نے رستم کے خاندان کو قتل و برباد کیا۔ بالآخر ایک رات ایک اژدہے نے اس کا خاتمہ کر دیا۔

بَیتُ الحرام: خانہ کعبہ کا نام ہے۔ بیت الحرام اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے حدود کے اندر ہر طرح کا کشت و خون حرام ہے۔

بَیتُ الحُزن: (لغ: غم کا گھر)۔ وہ مکان یا حجرہ جس میں بیٹھے بیٹھے حضرت یعقوب اپنے بیٹے حضرت یوسف کی گم شدگی پر رویا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اندھے ہو گئے۔ اس کو کبھی کلبۂ احزاں بھی کہتے ہیں۔ (دیکھیے یوسف اور یعقوب)۔

بَیتُ الشَّرَف: (لغ: بزرگی کا گھر)۔ ماہرینِ فلکیات کی اصطلاح میں بیت الشرف اجرام فلکی کی بلند ترین منزل کو کہتے ہیں۔ مراثی میں اس سے عام طور پر امام حسین کا خیمہ مراد لیا جاتا ہے۔

بَیتُ العتیق، (لغ: آزاد گھر)۔ مُراد خانۂ کعبہ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا پہلا گھر تھا جسے حضرت آدم نے تعمیر کیا تھا۔ طوفانِ نوح میں خانۂ کعبہ کے سوا ساری دنیا غرق ہو گئی تھی۔ اس طرح کعبہ اس تباہی سے آزاد رہا اور بیت العتیق کہلایا۔

بیت اللہ: (لغ: اللہ کا گھر)۔ مراد خانۂ کعبہ

بیت المعمور: (لغ: بھرا ہوا گھر)۔ بعض روایات کے مطابق چوتھے آسمان پر

اور بعض کے مطابق ساتویں آسمان پر ایک مسجد ہے جو کعبے کے عین مقابل ہے
یہ مسجد یاقوت، زمرد اور دوسرے جواہرات سے بنی ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے
کہ طوفان نوح سے قبل یہ زمین پر تھی لیکن طوفان کی وجہ سے آسمان پر
اُٹھالی گئی کیونکہ یہ ہر وقت فرشتوں سے پُر رہتی ہے۔ اس لئے اس کو
بیت المعمور کہا جاتا ہے۔

بیتُ المقدس: (لغ: متبرک گھر) فلسطین میں ایک مشہور و معروف مسجد ہے
جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حضرت داؤد نے اس کی بنیاد ڈالی
تھی اور حضرت سلیمان نے اس کو پورا کیا تھا اور اس کی تعمیر میں جنوں
سے مدد لی تھی۔ یہ مسجد اکثر نبیوں کے لئے قبلہ رہا ہے شروع میں مسلمان
بھی بیت المقدس کی جانب ہی منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس کو
مسجد اقصیٰ بھی کہتے ہیں۔ شب معراج رسولؐ خدا کعبے سے یہیں تک بُراق
پر تشریف لائے تھے اور یہاں سے آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔ واپسی میں
یہیں انبیا کی امامت فرمائی۔

بئرُ الالم: دیکھئے بئرُ العَلَم۔

بئرُ العَلَم: ایک کنوئیں کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کنوئیں میں کافر جنات
آباد تھے حضرت علیؓ نے اس کنوئیں میں کود کر جنوں سے جہاد کیا جس کے
بعد وہ سب مسلمان ہوگئے۔

بیژن / بیژن: ایک پہلوان کا نام ہے جو گیو کا بیٹا اور رستم کا بھانجا تھا۔ بیژن افراسیا
کی بیٹی منیژہ کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔ جب افراسیاب کو اس کا علم ہوا
تو اُس نے بیژن کو ایک کنوئیں میں قید کر دیا اور اس پر ایک بھاری پتھر
رکھوا دیا۔ بعد میں رستم نے بیژن کو قید سے رہائی دلوائی۔

بے ستون: ایران کی ایک پہاڑی کا نام جس کو فرہاد نے اپنی محبوبہ شیریں کی

خاطر کاٹ کر دودھ کی نہر نکالی تھی۔

بیعتِ رضواں : دیکھئے صلحِ حدیبیہ اور فوقَ ایدیہم

بیمارِ کربلا : امام زین العابدین جو معرکۂ کربلا کے موقع پر اچانک علیل ہو گئے تھے اور اسی بنا پر جنگ میں شریک نہ ہو سکے (دیکھئے زین العابدین)۔

پ

پرویز : دیکھئے خسرو۔

پسرِ حُر ، کہا جاتا ہے کہ حُر بن یزید ریاحی کے ایک صاحبزادے تھے۔ ان کا نام عبدالرحمن تھا۔ حُر کے ساتھ یزیدی فوج سے علیٰحدہ ہو کر امام حسین کے انصار میں شامل ہوئے اور ۶۴ دشمنوں کو قتل کر کے شہادت پائی۔

پسرِ حمران ، مسلم بن عقیل کا قاتل۔ (دیکھئے بکیر بن حمران)۔

پسرِ نوح : حضرت نوح کا بیٹا کنعان (جس کا بعض دوسری روایات کے مطابق نام سام تھا)۔ اس نے حضرت نوح کی دعوتِ حق کی جانب توجہ نہ کی اور نہ خدا پر ایمان لایا۔ جب طوفان شروع ہوا تب بھی حضرت نوح نے اس کو بلایا مگر اس نے آنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ کسی بڑے پہاڑ کی پناہ لے گا۔ چنانچہ وہ حضرت نوح کی کشتی میں سوار نہ ہوا اور طوفان میں غرق ہوا۔

پشن ، پشنگ کا مخفف ہے جو کہ افراسیاب کے باپ کا نام ہے۔

پُلِ صراط ، جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پُل ہے جس پر سے روزِ حشر مومن گذر کر جنت میں پہنچیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پُل بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا۔ نیک اور پرہیزگار لوگ اس پر سے بجلی کی سی

تیز رفتاری سے گذر جائیں گے۔ لیکن کافر اس پر سے گر کر سیدھے جہنم میں جائیں گے۔

پلید: (لغ: نجس)۔ یزید کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی کئی وجوہ ہیں۔
(۱) پلید کلمۂ ذم ہے (۲) یزید کے فسق و فجور اور دشمنئ اہل بیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نام سے پکارا گیا ہے (۳) چونکہ یزید نے امام حسینؑ کو جو کہ اصحاب تطہیر میں سے تھے یعنی خدا نے اُن کو نجاست سے دور رکھا تھا، شہید کیا۔ اس لئے وہ طہارت کی ضد یعنی نجاست سے متصف ہوا۔
(۴) پلید، یزید کے ہم وزن اور ہم قافیہ ہے۔

پنج ارکان: دین اسلام کے پانچ رکن جو کہ شیعی اعتقاد کے مطابق (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت (۴) امامت اور (۵) قیامت ہیں۔

پنج تن: پانچ بزرگ ہستیاں یعنی (۱) رسولؐ خدا محمدؐ صلعم (۲) حضرت علیؑ۔ (۳) حضرت فاطمہؑ (۴) حضرت حسنؑ اور (۵) حضرت حسینؑ۔

پنجسورہ: قرآن حکیم کی ایسی پانچ سورتیں جو بڑی فضیلت کی مالک ہیں اور جن کی تلاوت بڑی برکت کا باعث ہے۔ اسی وجہ سے ان سورتوں کو حمائل کی صورت میں علیحدہ چھاپا جاتا ہے۔ گو ان کے انتخاب میں کبھی کبھی فرق رہتا ہے۔ پھر بھی عام طور پر پنجسورے میں یہ سورتیں شامل کی جاتی ہیں۔ (۱) سورۂ یٰسین (۲) سورۂ رحمٰن (۳) سورۂ ملک (۴) سورۂ مزمّل اور (۵) سورۂ واقعہ۔

پنجہ: رسولِ خدا کا فوجی نشان فولادی پنجہ تھا جو عَلَم پر لگا رہتا تھا۔

پیرِ کنعاں: حضرت یعقوبؑ مراد ہیں جو کنعان یعنی فلسطین میں اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کے غم میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے۔

پیراہنِ یوسف: (لغ: حضرت یوسف کا کرتا)۔ جب کنعان میں قحط پڑا اور حضرت یوسف کے بھائی مصر پہنچے تو واپسی پر حضرت یوسف نے اُن کے ساتھ اپنا پیراہن بھی کر دیا۔ لیکن اس سے قبل کہ یہ لوگ حضرت یعقوب کے پاس

پہنچیں یعقوبؑ کو حضرت یوسف کی خوشبو آتی ہوئی محسوس ہوئی اور وہ بے چین ہوگئے۔ جب اُن کے بیٹوں نے حضرت یوسف کا پیراہن اُن کو دیا تو انھوں نے اُسے اپنی آنکھوں سے لگا لیا اور ان کی آنکھوں کی روشنی واپس آگئی۔ (مزید دیکھئے یوسف)۔

پیمانِ روزِ ازل: دیکھئے الست۔

ت

تابوتِ سکینہ: تبرکات کا وہ صندوق جو بنی اسرائیل کے پاس تھا اور جس میں کہا جاتا ہے کہ توریت کی دو تختیاں، حضرت موسیٰؑ کا عصا۔ اُن کا پیرہن اور جوتے، حضرت ہارون کا عمامہ اور منّ کا ایک مرتبان محفوظ تھے۔ یہ تابوت ڈھائی ہاتھ لمبا، ڈیڑھ ہاتھ چوڑا اور اتنا ہی اونچا تھا اور اندر اور باہر لکڑی پر سونا منڈھا ہوا تھا۔ یہ تابوت بنی اسرائیل کے لئے بڑی برکتوں کا باعث تھا اور اس کو جنگ کے موقع پر آگے آگے لے کر چلتے تھے۔ بعد میں یہ عمالقہ کے ہاتھوں میں چلا گیا۔ لیکن فرشتے اس کو پھر طالوت کے پاس لے آئے۔ توریت کی کتاب شموئیل میں اس کی تفصیلات درج ہیں۔ حضرت داؤد نے اس کے لئے ایک الگ ہیکل تعمیر کروایا تھا۔ اس تابوت کو بخت نصر یا تو اٹھا کر لے گیا یا اس کو تباہ کر دیا۔

(۲) مراثی میں "تابوت سکینہ" سے وہ صندوق بھی مراد لیا جاتا ہے جس میں رسولؐ خدا اور اہلِ بیت کے تبرکات محفوظ تھے۔

تَبَّتْ یَدَا: تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَہَبٍ (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں)۔ قرآن کی ۱۱۰ویں سورۃ سورۂ لہب کی پہلی آیت ہے۔

تبوک : مدینہ سے ۱۲ منزل کے فاصلے پر شام اور وادی القریٰ کے درمیان ایک قصبہ ہے۔ ۹ ہجری (۶۳۰ء) میں رسول اللہ کو قیصر روم کی سپاہ کے اجتماع کی خبر ملی۔ چنانچہ آپ ۳۰ ہزار صحابہ کے ساتھ نکلے۔ مگر رومی سپاہ کا پتہ نہ لگا اور آپ تبوک میں بیس روز قیام فرما کر واپس مدینہ آ گئے۔

اس غزوے کے موقع پر رسول خدا نے حضرت علی کو نائب بنا کر مدینہ میں قیام کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ بعد میں ارشاد نبوی ہوا کہ علی میرے لئے ایسے ہی ہیں جیسے ہارون حضرت موسیٰ کے لئے تھے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کو "حدیث منزلت" کہتے ہیں۔

تختِ بلقیس : دیکھئے **بلقیس**

تختِ سلیمانی : حضرت سلیمان کا وہ تخت جسے ہوا ان کی مرضی کے موافق کہیں بھی لے جاتی تھی اور وہ برسوں کی مسافت لمحوں میں طے کرتا تھا۔ خدا نے ہوا کو حضرت سلیمان کے حق میں مسخر کیا تھا اور وہ اُن کے حکم کی تابع تھی۔ تخت سلیمانی کی حرکت بھی اسی کا اعجاز تھی۔ (مزید دیکھئے سلیمان)۔

تراہ : ایک شہر کا نام جہاں کی تلوار اچھی سمجھی جاتی ہے۔

ترویہ : (لغ: سیراب کرنا)۔ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو کہتے ہیں جب عرب اونٹوں کو سیراب کرتے ہیں تاکہ دو دن کے بعد قربانی کریں۔

تسبیح : سُبْحَانَ اللّٰہ (پاکیزگی ہے اللہ کے لئے) کہنا۔

تسبیح فاطمہ : ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھنا۔ یہ تسبیح نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے اور رسولِ خدا نے اس کو اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ کو تعلیم فرمایا تھا۔

تسنیم : جنت کی ایک نہر کا نام ہے۔

تشہّد : اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوائے

کوئی معبود نہیں) کہنا۔

تعزُّ مَنْ تَشَاءُ : (لغ۔ تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے)۔ سورہ آل عمران (رکوع ۳) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ۔ بِیَدِکَ الْخَیْرُ۔ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر (کہیئے کہ اے اللہ کہ مالک ہے سلطنت کا، تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے۔ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ تیرے ہی ہاتھ میں ساری بھلائی ہے۔ بے شک تو ہر چیز پہ قادر ہے)

تعقیب : نماز کے بعد پڑھا جانے والا وظیفہ۔

تعوّذ : دیکھئے اَعُوْذُ بِاللّٰہ۔

تقی : نویں امام۔ دیکھئے محمد تقی۔

تکبیر : اَللّٰہُ اَکْبَر (اللہ سب سے بڑا ہے) کہنا۔

تمیم بن قحطبہ : اُمرائے شام میں سے تھا اور یزیدی لشکر میں شامل تھا جنگ کربلا میں جب سارے رفقا کے شہید ہو جانے پر امام حسینؑ خود مقابلے پہ نکلے تو تمیم پہلا شخص تھا جو آپ کے مقابل آیا اور مارا گیا۔

تہلیل : لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں) کہنا۔

تہمتن : مشہور ایرانی پہلوان رستم کا نام ہے۔

توراۃ، توریت : خدا کی کتاب جو حضرت موسیٰؑ پہ نازل ہوئی۔

ثعلبیہ : مکے سے کوفے کی راہ میں ایک منزل ہے۔ امام حسینؑ نے کربلا جاتے ہوئے

یہاں قیام کیا تھا اور یہ آپ کی تیسری منزل تھی۔ یہ مقام دوسری منزل ذات العرق اور چوتھی منزل واقصہ کے درمیان واقع تھا۔ ثعلبیہ سے ہی امام حسین نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر کو اپنا پیغام دے کر مسلم بن عقیل کے پاس کوفہ روانہ کیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق اسی منزل پر امام حسین کو حضرت مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی تھی۔

ثَقَلَین: (لغ: دو بھاری چیزیں) مراد قرآن اور اہل بیت۔ غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ نے اپنے خطبے میں فرمایا تھا: "اِنّی تارِکٌ فیکُمُ الثَّقَلَین کِتابَ اللّٰہِ وَعِترَتی" کے نام سے مشہور ہے۔

قرآن حکیم میں سورۂ رحمٰن میں "ثقلان" سے مراد جن و انس کے دو گروہ ہیں۔

ثَمُودُ: ثمود حضرت نوح کا پرپوتا تھا۔ اُس کے بعد اُس کی نسل بھی قوم ثمود کہلائی یہ قوم مغربی اور شمالی عرب میں آباد تھی اور سنگتراشی میں کمال رکھتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے پہاڑوں کو اندر سے کھود کر بڑے بڑے عالیشان مکان بنائے تھے اور انھیں نقش و نگار سے آراستہ کیا تھا۔ یہ لوگ بُت پرست تھے۔ خدا نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت صالح کو نبی بنا کر بھیجا۔ پھر اُن کے اصرار پر حضرت صالح نے پہاڑ سے اونٹنی پیدا کر کے دکھائی۔ مگر یہ قوم ایمان نہ لائی اور اونٹنی کو بھی ہلاک کر دیا جس کی وجہ سے اس قوم پر ہولناک کڑک کا عذاب بھیجا گیا اور پوری قوم تباہ ہو گئی۔

ج

جابر بن حجاج: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ عامر بن نہشل تیمی کے آزاد کردہ

غلام تھے۔ کوفہ کے باشندے تھے۔ مسلم بن عقیل کی رفاقت کی۔ پھر عمر و بن سعد کی فوج میں بھرتی ہو کر کربلا آئے اور کسی طرح امام حسین سے آ ملے اور جنگ میں شہید ہوئے۔

جابر بن عبداللہ انصاری: رسولؐ اللہ کے صحابی تھے۔ طویل عمر پائی۔ امام باقرؑ کو دیکھنے اور انھیں رسولؐ پاک کا سلام پہنچانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان سے مروی ہے کہ رسولؐ اللہ نے ان سے فرمایا تھا کہ تم میرے اہل بیت کے ایک فرزند سے ملو گے جس کا نام میرا نام اور جس کی صورت میری صورت ہو گی۔ اور وہ علوم کی گہرائیوں تک پہنچنے والا (باقر) ہو گا۔ جابر مدینہ میں پیدا ہوئے اور غزوۂ احد میں ان کے والد عبداللہ بن عمرو کی شہادت کے بعد سے یہ سارے غزوات میں شریک رہے۔ رسولؐ اللہ کے بہت نزدیک تھے اور ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ کہا جاتا ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بعد سب سے پہلے کربلا پہنچنے والوں میں جابر ہی تھے۔ ۹۴ سال کی عمر میں ۷۸ھ (۶۹۸ء) میں مدینہ میں انتقال کیا۔

جالوت: دیکھئے طالوت و جالوت۔

جالینوس: مشہور یونانی حکیم جس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ اُس نے برسوں یونان اور مصر میں سیاحت کی اور جنگلوں میں جڑی بوٹیاں تلاش کیں کہا جاتا ہے کہ اُس نے تقریباً چار سو کتابیں تصنیف کیں۔ آخر میں شہر روم میں مقیم ہوا اور پیچیدہ سے پیچیدہ بیماریوں کا اس طرح علاج کیا کہ لوگ اُسے جادوگر سمجھنے لگے۔ ۹۰ سال کی عمر میں اس نے ۱۹۳ قبل مسیح میں وفات پائی۔

جام جم، جام جمشید، جام جہاں نما: وہ پیالہ جو ایرانی حکما نے مشہور بادشاہ جمشید کے شراب پینے کے لئے بنایا گیا تھا۔ دوسری روایات کے مطابق یہ پیالہ

کیخسرو نے بنایا تھا اور اس میں دیکھ کر دنیا کے حالات معلوم کئے جا سکتے تھے۔ بطلیموس) اس نے ایسے خطوط اور دائرے اور دوسری شکلیں بنوائی تھیں جن کی مدد سے ستاروں کی بلندی وغیرہ معلوم کر سکتا تھا۔ عام روایت کے مطابق وہ اس میں دیکھ کر ان سب حالات کو معلوم کر لیتا تھا جو دنیا کے کسی حصے میں بھی واقع ہو رہے ہوں۔

جاء الحق: (یعنی سچائی آئی)۔ سورۂ بنی اسرائیل (رکوع ۹) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (اور کہہ دیجئے کہ حق آگیا اور باطل دور ہو گیا اس لئے کہ باطل دور ہونے کے لئے تھا)۔ فتح مکہ کے بعد جب خانۂ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا جا رہا تھا اس وقت رسولؐ خدا کی زبان مبارک پر یہی آیت قرآنی تھی۔

جبرئیل: روح الامین لقب۔ خدا کے مقرب فرشتوں میں سے ایک ہیں۔ انھیں پیغمبروں کے پاس خدا کی وحی لے کر حاضر ہونے کی خدمت تفویض تھی۔

(۲) روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہ مصروف عبادت ہوتیں اور امام حسین اپنے پالنے میں سو رہے ہوتے تو حضرت جبرئیل گہوارے کو جھلاتے رہتے۔

(۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ معرکۂ خیبر میں حضرت علی نے مرحب پر وار کیا تو خدا نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ وہ زمین پر اپنے پر بچھا دیں تاکہ مرحب کے دو ٹکڑے ہونے کے بعد آپ کی تلوار کی فاضل ضرب سے ساری کائنات ہی تہ و بالا نہ ہو جائے۔ چنانچہ حضرت جبرئیل نے تلوار کا یہ وار اپنے پروں پر سنبھالا اور بعض مراثی میں شامل روایت کے مطابق اس کوشش میں حضرت جبرئیل کے چند پر کٹ گئے۔

(۴) حضرت جبرئیل کا مقام عرش کے قریب سدرۃ المنتہیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل کے لئے بلبل سدرہ، طائر سدرہ وغیرہ اشارے

استعمال کئے جاتے ہیں۔

جحیم: دوزخ کا ایک طبقہ۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ دوزخ بت پرستوں کیلئے مخصوص ہوگی۔

جرجیس: ایک پیغمبر تھے جنھیں شام کے بادشاہ نے مختلف طریقوں سے قتل کردیا لیکن خدا نے اُن کو ہر بار زندہ کیا اور انھوں نے زندہ ہوکر ہر بار دعوتِ حق دی۔

جعدہ: امام حسن کی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس جس نے امام حسن کو زہر دیا۔ امام حسن کو تین بار زہر دیا گیا لیکن آخر بار جو زہر دیا گیا اُس سے آپ کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور آپ نے وصال فرمایا۔ روایت ہے کہ معاویہ نے جعدہ کو ایک لاکھ درہم اور یزید سے نکاح کا لالچ دیا تھا۔ بعض مواقع پر جعدہ کا نام اسمار لکھا گیا ہے۔

جعفر بن عقیل: امام حسین کے چچازاد بھائی تھے۔ عبداللہ بن عروہ خثعمی نے انھیں معرکۂ کربلا میں شہید کیا۔

جعفر بن علی: امام حسین کے سوتیلے اور حضرت عباس علمدار کے سگے بھائی تھے انھیں ہانی بن ثبیط حضرمی نے کربلا میں شہید کیا۔

جعفر ثانی: حضرت عباس علمدار کا لقب۔ انھیں حضرت جعفر طیار کی طرح علمداری کا شرف حاصل ہوا تھا اور ان کی ہی سی شجاعت و دلیری کے مالک تھے۔ حضرت جعفر کی طرح ہی حضرت عباس کے بھی شہادت سے قبل دونوں ہاتھ قطع ہوگئے تھے۔

جعفر صادق: چھٹے امام ہیں۔ آپ امام محمد باقر کے صاحبزادے اور امام حسین کے پرپوتے تھے۔ آپ کے القاب صادق، صابر، فاضل، طاہر ہیں۔ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر آپ کی والدہ تھیں۔ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو مدینے میں ولادت ہوئی اور ۱۵ شوال ۱۴۸ھ کو وہیں انتقال فرمایا۔

جعفر طیار: حضرت علی کے حقیقی بھائی اور عمر میں تقریباً دس سال بڑے تھے۔

سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے تھے۔ حبشہ کی ہجرت میں شریک تھے۔ ۷ھ میں مدینہ لوٹے۔ ۸ھ میں موتہ کا معرکہ پیش آیا۔ اس جنگ میں رسولؐ خدا نے آپ کو عَلَم دیا۔ آپ نے نہایت شجاعت کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ اسلامی عَلَم کی حفاظت میں آپ کے دونوں ہاتھ قطع ہو گئے۔ اُن کی شہادت پر رسولؐ پاک کو بے حد صدمہ پہنچا۔ اور بے اختیار آنسو نکل آئے۔ تب ہی حضرت جبرئیلؑ نے یہ بشارت دی کہ خدا نے جعفرؓ کے دو کٹے ہوئے ہاتھوں کے بدلے میں دو نئے جواہرات کے بازو عنایت کئے ہیں جن سے وہ جنت کے فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے طیّار (لغ: بڑا اڑنے والا) اور ذوالجناحین (لغ: دو بازوؤں والا) آپ کے القاب ہوئے۔ (مزید دیکھئے نمازِ جعفرِ طیار)۔

جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً: (لغ: سورج کو چمک بنایا)۔ سورۂ یونس (رکوع ۱) کی اس آیت کا جزو ہے: **هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا** (وہی ہے جس نے سورج کو چمک اور چاند کو اُجالا بنایا)۔

جَم: ایران کا بادشاہ جمشید (دیکھئے جمشید)۔

جَمّال: یزیدی لشکر کا ایک فوجی جس نے امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اُن کا ٹپکا لیا اور انگوٹھی لینے کے لئے آپ کا ہاتھ کاٹ لیا تھا۔

جمشید: حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً آٹھ سو سال قبل ایران کے پیش دادی خاندان کا چوتھا بادشاہ تھا۔ اُس کے عہد میں شراب دریافت ہوئی اور اس نے جشن نوروز کا آغاز کیا۔ تختِ جمشید بنوایا اور فردوسی کے قول کے مطابق اس نے ایک ہزار سال حکومت کی اور خدائی کا دعویٰ کیا۔ بالآخر ضحاک کے ہاتھوں تباہ ہوا۔ (مزید دیکھئے جامِ جم)۔

جَمَل (جنگ): (لغ، اونٹ والی لڑائی)۔ ۳۶ھ میں حضرت علیؑ اور حضرت

عائشہ وغیرہ کے درمیان بصرے میں ہونے والی جنگ۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ جس وقت حضرت عثمان قتل ہوئے اور حضرت علی خلیفہ منتخب ہوئے اس وقت حضرت عائشہ مکہ میں تھیں۔ بعد میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی مکہ پہنچے اور انھیں حالات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ حضرت عثمان کے قصاص پر آمادہ ہوئیں اور ایک خاصی جمعیت کے ساتھ بصرے کی طرف روانہ ہوئیں۔ جب حضرت علی کو ان تیاریوں کا علم ہوا تو انھوں نے بھی عراق کا قصد کیا۔ جمادی الثانی ۳۶ھ میں ذی قار کے مقام پہ دونوں جماعتوں کا آمنا سامنا ہوا۔ جنگ میں حضرت عائشہ بھی اونٹ پر آہنی ہودہ رکھوا کر شریک ہوئیں۔ شدید لڑائی ہوئی۔ بالآخر حضرت علی کے اشارے سے حضرت عائشہ کے اونٹ کو زخمی کر دیا گیا جس سے وہ بیٹھ گیا اور حضرت عائشہ کے حامیوں میں افراتفری پھیل گئی۔ اسی بنا پر اسے جنگ جمل کہتے ہیں۔

جناب احدی: مراد خدائے واحد سے ہے۔

جناب امیر: حضرت علی کا لقب ہے۔ "امیر" امیرالمومنین کا مخفف ہے جو کہ حضرت علی کے القاب میں سے ایک ہے۔

جنت البقیع: مدینہ کا قبرستان (دیکھیے بقیع غرقد)۔

جنت الفردوس: آٹھ جنتوں میں سے ایک ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک یہ چھٹی اور بعض کے نزدیک اعلیٰ ترین یعنی آٹھویں جنت ہے۔ اور جنت عدن اس کا ہی ایک اعلیٰ طبقہ ہے۔

جنت الماویٰ: (لغ: پناہ کا باغ)۔ آٹھ جنتوں میں سے ایک ہے۔ بعض مفسرین کے مطابق یہ سب سے پہلی جنت ہے۔

جنت عدن: یہ جنت ساری جنتوں سے برتر و اعلیٰ ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ جنت الفردوس کا ہی ایک اعلیٰ طبقہ ہے جہاں تجلیات الٰہی نمودار

ہوں گی اور گوناگوں بے اندازہ نعمتیں عطا فرمائی جائیں گی۔

جنت نعیم: آٹھ بہشتوں میں سے ایک ہے۔

جودی: وہ پہاڑ جس کی چوٹی پر، جیسا کہ قرآن حکیم سورۂ ہود (رکوع ۴) میں بتاتا ہے، حضرت نوحؑ کی کشتی جا کر ٹھہری تھی۔ توراۃ میں اس مقام کو ارارات بتایا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت نوح کی قوم دجلہ اور فرات دریاؤں کے درمیان واقع علاقے میں رہتی تھی۔ اس لئے خیال کیا جاتا ہے کہ جودی کی چوٹی بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتی ہے۔

جوشن: آفتوں سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھی جانے والی یہ دو دعائیں ہیں جو "جوشن صغیر" اور "جوشن کبیر" کے نام سے مشہور ہیں۔

جون: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ حبشی نسل سے تھے۔ پہلے یہ فضل بن عباس کی غلامی میں آئے، جن سے حضرت علیؑ نے خرید کر حضرت ابوذر غفاری کی خدمت میں دے دیا۔ ابوذر کے انتقال کے بعد یہ پھر حضرت علی کی خدمت میں آئے امام حسین کے ساتھ کربلا پہنچے اور جنگ میں شرکت کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اجازت نہ ملی تو بے حد رنج کیا۔ لیکن بعد میں حضرت امام پر اپنی جان قربان کی۔ حضرت حسین نے ان کو دعا دی تھی جس کی برکت سے ان کے جسم سے خوشبو آنے لگی۔ مورخین کے نزدیک ان کی سب کے بعد شہادت کی روایت معتبر نہیں ہے۔

جوئے شیر: (لغ: دودھ کی نہر)۔ دیکھئے کوہ کن۔

جوین بن مالک: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ عمرو بن سعد کے لشکر کے ساتھ کربلا پہنچے۔ جب امام حسین کی شرائط منظور نہ کی گئیں تو یہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ رات کے وقت امام حسین کی طرف آ گئے تھے۔

جہنم: دوزخ۔ (دیکھئے ہفت دوزخ)۔

جیحون: وسط ایشیا کا مشہور دریا ہے جس کو آمو دریا، سیر دریا اور دریائے بلخ بھی کہتے ہیں۔ اس کا مخرج تبت کی ایک چھوٹی سی جھیل ہے اور یہ کوہستان پامیر پر ہوتا ہوا نیچے آتا ہے اور مرداب کے قریب بحیرہ ارال میں گرتا ہے۔ اس دریا کو ایران اور توران کے درمیان حدِ فاصل سمجھا جاتا تھا اور دریا کے پار شمال میں جو ممالک تھے وہ ماوراء النہر کہلاتے تھے۔

چ

چار طوفان: (۱) پانی کا طوفان قومِ نوح پر (۲) ہوا کا طوفان قومِ ہود پر (۳) آگ کا طوفان قومِ لوط پر اور (۴) خاک کا طوفان قومِ صالح پر۔

چار قُل: قرآن کریم کی چند آخری سورتیں جو لفظ "قُل" سے شروع ہوتی ہیں۔ (۱) قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ (۲) قُلْ هُوَ اللّٰهُ (۳) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۴) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ یہ سورتیں فاتحہ کے طور پر یا پھر نظر بد یا کسی دوسرے برے اثر سے بچنے کے لئے پڑھی جاتی ہیں۔

چار کتابیں: خدا کی بھیجی ہوئی چار کتابیں مراد ہیں۔ (۱) زبور جو حضرت داؤد کو بھیجی گئی (۲) توریت جو حضرت موسیٰ کو دی گئی۔ (۳) انجیل جو حضرت عیسیٰ پر اتاری گئی اور (۴) قرآن جو حضرت محمد صلعم پر نازل ہوا۔

چار مَلک: (لغ: چار فرشتے) خدا کے چار مقرب فرشتے۔ (۱) جبریل جو خدا کا پیغام اس کے نبیوں تک لے جاتے ہیں (۲) میکائیل جو تقسیم رزق پر مامور ہیں۔ (۳) عزرائیل جنھیں روح قبض کرنے کا کام سپرد ہے اور (۴) اسرافیل جو روزِ قیامت صور پھونکیں گے۔

چاہِ بابل: بابل کا وہ کنواں جس میں ہاروت وماروت قید ہیں۔ (دیکھئے ہاروت وماروت)۔

چاہِ بیژن: دیکھئے بیژن۔

چاہِ حب حب: دیکھئے چاہ ہب ہب۔

چاہِ رُستم: کابل کا وہ کنواں جس میں گر کر رُستم ہلاک ہوا۔ شغاد رستم کا سوتیلا بھائی تھا۔ اس کو رستم کی شہرت سے رشک پیدا ہوا۔ چنانچہ اُس نے ایک رات رستم کو دعوت دی اور راستے میں کئی گہرے گڑھے کھدوا کر اُن کی تہہ میں تیز بھالے اور برچھیاں لگوا دیں اور اوپر سے انھیں گھاس سے ڈھکوا دیا۔ جب رستم آیا تو وہ مع گھوڑے کے گڑھے میں گر پڑا۔ گھوڑے نے جست لگائی تو دوسرے گڑھے میں گر گیا۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے متعدد گڑھوں میں گرنے سے رُستم اتنا زخمی ہوا کہ ہلاک ہوگیا۔

چاہِ زمزم: دیکھئے زمزم۔

چاہِ کنعاں: دیکھئے چاہِ یوسف۔

چاہِ نخشب: دیکھئے ماہِ نخشب۔

چاہِ ہب ہب: حدیث میں ہے اِنَّ فی جَہَنَّم وادِیقال لہٗ ھبھب یسکنہٗ الجبّارون (جہنم میں ایک وادی ہے جسے ہب ہب کہتے ہیں وہ جباروں کے لئے ہے)۔ چنانچہ اس سے جہنم کا ایک حصہ مراد ہے۔

چاہِ یوسف: وہ کنواں جس میں حضرت یوسف کے بھائیوں نے اُن کو ڈال دیا تھا اور جہاں سے سوداگروں کا ایک قافلہ ان کو نکال کرلے گیا اور مصر لے جا کر انھیں فروخت کردیا۔ (دیکھئے یوسف)۔

چشمۂ حیواں، چشمۂ خضر: دیکھئے آبِ حیواں۔

چہاردہ معصومین: (لغ: چودہ معصوم ہستیاں) وہ چودہ[۱۴] بزرگ ہستیاں جو معصوم ہیں۔ اُن میں خود رسولؐ اللہ۔ اُن کی صاحبزادی فاطمہ اور

بارہ امام شامل ہیں۔ (دیکھئے بارہ امام)۔

ح

حاتم طائی: رسولؐ خدا کی پیدائش سے قبل عرب کے قبیلۂ طے کا سردار تھا۔ اس کا نام اُس کی فیاضی اور سخاوت کی بنا پر ضرب المثل بن گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی سائل کو بغیر بخشش کے اور کسی مہمان کو بغیر ضیافت کے جانے نہ دیتا تھا۔ حاتم کے پاس ایک بہت، اچھی نسل کا گھوڑا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کو لینے کے لئے ایک بادشاہ نے اپنے آدمی کو بھیجا۔ حاتم کے جانور اس وقت تک جنگل سے نہ آئے تھے۔ یہ گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ حاتم نے اُسی کو ذبح کر کے مہمان کو کھلا دیا۔ جب مہمان سے اُس کے آنے کا سبب معلوم ہوا تو حاتم نے بیحد افسوس کیا۔ حاتم کے باپ کا نام عبداللہ بن سعد تھا اور بعض روایات کے مطابق وہ آتش پرست تھا۔

حارث: ایک یہودی تھا جس کو خیبر کی جنگ میں مرحب نے حضرت علی سے مقابلے کے لئے بھیجا تھا۔ حارث حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوا اور پھر مرحب خود جنگ کیلئے نکلا۔

(۲) کوفے کا باشندہ تھا۔ مسلم بن عقیل کے کمسن فرزندوں، محمد اور ابراہیم، کو اس نے بے دردی سے قتل کیا۔ اُن کے سر اُتار لئے اور اُن کی لاشوں کو دریا میں ڈال دیا۔

حارث بن بنہان: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ ان کے والد بنہان حضرت حمزہ کے غلام تھے۔ خود ان کو حضرت علی، امام حسن اور امام حسین کی خدمت کا شرف ملا۔ امام حسین کے ساتھ کربلا پہنچے اور پہلے حملے میں شہید ہوئے۔

حائر: وہ مقام جہاں امام حسین کی قبر واقع ہے۔ کبھی اس سے کربلا کا شہر بھی مراد لیتے ہیں۔

حَبْلُ الْوَرِیْد: (لغ: گردن کی رگ، شہ رگ، رگ جاں)۔ سورۂ قاف (رکوع ۲) کی اس آیت کی جانب اشارہ ہے۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (اور ہم اس کی دھڑکتی رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں)۔ خدا اپنے بارے میں کہہ رہا ہے کہ وہ انسان کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

حَبْلِ مَتین: (لغ: مضبوط رسّی) سورۂ آل عمران (رکوع ۱۱) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا (سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو)۔ امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ اس آیت میں اللہ کی رسی سے مراد اہل بیت ہیں۔

حبیب ابن مظاہر: قبیلۂ بنی اسد سے تعلق رکھتے تھے۔ امام حسین کے ساتھ کھیلے ہوئے اُن کے بچپن کے دوست تھے۔ دوسرے لوگوں کے ساتھ انھوں نے بھی امام حسین کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی۔ آخر تک امام حسین کے ساتھ رہے اور حضرت حسین کے خلاف شامیوں کی بدکلامی کا بھرپور جواب دیا۔ امام حسین نے ۱۰ محرم کو اپنی جماعت کے میسرے پہ مقرر کیا تھا۔ ان کی عمر ساٹھ سال سے تجاوز کرتی تھی پھر بھی معرکۂ کربلا میں حیرت انگیز شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے ۶۲ آدمیوں کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ حصین بن تمیم نے ان کو ہلاک کیا۔

حُجّاج بن مسروق جعفی: شہدائے کربلا میں سے ہیں جضرت علی کے ہمراہ کوفہ میں رہے۔ جب امام حسین مکہ روانہ ہوئے تو یہ بھی مکہ چلے گئے اور سفر کربلا میں اُن کے ساتھ تھے۔ اوقات نماز میں یہ ہی اذان دیا کرتے تھے۔

حَجّار ابن ابجر جابر بن عجلی: اُن کوفیوں میں سے تھا جنھوں نے امام حسین کو کوفہ آنے کے لیے خط لکھے تھے۔ لیکن بعد میں یہ شامیوں کے ساتھ امام حسین کے مقابلہ

کے لئے نکلا۔ ابن زیاد نے اس کو ایک ہزار سواروں پر سردار بنایا۔ حجار کا باپ عیسائی تھا۔ خود حجار حضرت عمر کے زمانے میں مسلمان ہوا تھا۔

حُجتہ اللہ / حُجت خُدا (لغ، خدا کا ثبوت یا دلیل)۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ رسولِ خدا نے فرمایا کہ حضرت علی قیامت کے روز میری اُمت پر میری حجت ہیں۔

حَجرِ اسود: (لغ، کالا پتھر)۔ وہ سیاہ رنگ کا پتھر جو خانۂ کعبہ میں رُکن شامی پر لگا ہوا ہے۔ حاجی طواف کرتے وقت اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے کعبہ کی بنیاد ڈالی تو طواف کی جگہ متعین کرنے کے لئے یہ پتھر لگا دیا تھا۔ طوفانِ نوحؑ کے وقت جبریلؑ اس کو آسمان پر لے گئے تھے جب حضرت ابراہیمؑ کعبے کی تعمیر کرنے لگے تو جبریلؑ نے یہ پتھر انھیں لا کر دیا تھا دوسری روایت کے مطابق طوفانِ نوح کے دوران حجر اسود کوہ بوقبیس پر محفوظ رہا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ یہ پتھر خُدا نے بہشت سے بھیجا تھا اس وقت یہ سفید رنگ کا تھا لیکن طواف کرنے والوں کے گناہوں سے سیاہ ہو گیا۔ اسی طرح یہ بھی روایت ہے کہ اس پتھر میں خدا نے عہد نامہ روزِ الست محفوظ رکھوا دیا ہے۔ اور قیامت کے دن اس پتھر کے دو آنکھیں اور ایک زبان پیدا ہوگی اور یہ پتھر گواہی دے گا کہ کس نے اس کو چھوا اور بوسہ دیا۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ یہ وہ پتھر ہے جسے حضرت ابراہیمؑ نے جبل بوقبیس سے اٹھا کر کعبے میں بطور مذبح نصب کیا تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں ایک عورت کے ہاتھ سے کعبے کے پردے میں آگ لگ گئی جس سے کعبہ اور یہ پتھر جل گئے اور یہ پتھر کالا ہو گیا۔ بہرحال یہ پتھر صدیوں سے انتہائی مقدس سمجھا جاتا رہا ہے اور اسلام سے قبل بھی اس کی حد درجہ تکریم کی جاتی تھی۔

حُدیبیہ: دیکھئے صلح حدیبیہ۔

حدیثِ بساط: حضرت سلمان فارسی سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار امام حسن نے حضرت علی سے عرض کیا کہ خدا نے حضرت سلیمان کو تو تختِ سلیمانی عطا کیا تھا اور انھیں ہوا پر برتری بخشی تھی تو کیا خدا نے آپ کو بھی اس میں سے کچھ عطا کیا ہے۔ حضرت علی نے اپنا ہاتھ بلند کر کے نیچے کیا تو اس کے ساتھ ابر کا ایک ٹکڑا بھی زمین کی طرف کھنچتا چلا آیا۔ اسی طرح دوسرے ہاتھ کے اشارے سے ایک اور ٹکڑا زمین پر آگیا۔ پھر ایک پر آپ سوار ہوگئے اور دوسرے پر آپ کے اصحاب۔ اس کے بعد آپ نے اَبر کو بلند ہونے کا حکم دیا۔ ابر کے ان ٹکڑوں پر سوار ہو کر حضرت علی اپنے اصحاب کو سدِ سکندری تک لے گئے اور قوم یاجوج و ماجوج کا نظارہ کرایا۔ پھر حضرت سلیمان کو زندہ کیا اور قوم عاد کے منکرین سے جنگ کی۔ پھر آپ مع اپنے اصحاب کے انھیں ابر کے ٹکڑوں پر واپس مدینہ آگئے۔

حدیثِ ثقلین: دیکھئے ثقلین۔

حدیثِ سفینہ: اہلِ بیت کی فضیلت میں رسولِ اکرم کے اس ارشاد کی جانب اشارہ ہے: مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَمَثَلِ سَفِينَةِ نُوحٍ۔ مَنْ رَكِبَهَا نَجَىٰ وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرَقَ وَهَوىٰ (تم میں میرے اہل بیت حضرت نوح کی کشتی کی طرح ہیں کہ اس پر جو سوار ہوا نجات پا گیا اور جو مخالف ہوا ہلاک ہوگیا)

حدیثِ منزلت: دیکھئے تبوک۔

حُر: (لغ: آزاد) حُر بن یزید ریاحی کوفے کے نامی سپہگروں میں تھے۔ کوفے کی جانب امام حسین کی پیشقدمی کی اطلاع ملنے پر ابن زیاد نے ان کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ امام حسین کا تعاقب کرنے پر مقرر کیا تھا۔ جب امام حسین نے نینوا یا غاضریہ میں قیام کرنا چاہا تو حُر نے ابن زیاد کے حکم کے مطابق انھیں وہاں ٹھہرنے نہ دیا اور کربلا کے بے آب و گیاہ میدان تک

کھینچ لائے۔ لیکن معرکۂ کربلا کے روز یہ امام حسین کے خطبہ سے بے حد متاثر ہوئے اور یزیدی لشکر چھوڑ کر امام حسین سے آملے۔ آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے اور آپ کی جانب سے جنگ کرنے کی اجازت چاہی، دوسرے کئی یزیدیوں کے علاوہ انھوں نے صفوان بن حنظلہ اور یزید بن ابوسفیان جیسے آزمودہ کار شہسواروں کو بھی تہ تیغ کیا۔ آخر میں عمرو بن سعد کے حکم سے ان پر ہر طرف سے تیر برسائے گئے جس سے یہ بہت بری طرح زخمی ہو گئے امام حسین کے اصحاب انھیں اٹھا لائے اور انھوں نے پائے حسین پر جان دی۔

کہا جاتا ہے کہ حُر کے ساتھ اُن کے بھائی مصعب اور ان کے بیٹے عبدالرحمٰن اور ان کے غلام عروہ بھی یزیدی لشکر چھوڑ کر امام حسین کے رفقا میں شامل ہو گئے تھے اور ان کی حمایت میں جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے بعض مرثیہ گو ان کی بیوی کو بھی کربلا میں موجود بتاتے ہیں۔ یہ تاریخی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔

حَرَم: (لغ: عزت، معزز) (۱) حرم کعبہ۔ (۲) گھر کی بی بیاں اور شریف زادیاں۔

حُرملہ بن کاہل: یزیدی فوج کا ایک مشّاق تیرانداز تھا۔ اسی نے امام حسین کے شیر خوار صاحبزادے علی اصغر کو ایسا تیر مارا کہ وہ اُن کے حلق کے پار ہو گیا۔ اس نے امام حسین کے بازو پر بھی تیر مار کر ان کو زخمی کیا تھا۔

حَسّان: حسّان بن ثابت انصاری عرب کے ممتاز شاعروں میں سے تھے اور دربار نبوی کا شاعر ہونے کا فخر حاصل تھا۔ کفار قریش رسول اکرم کی ہجو میں جو اشعار کہتے حسّان اُس کا جواب دیتے۔ مسجد نبوی میں ان کے لئے منبر رکھ دیا جاتا اور اس پر بیٹھ کر یہ رسول پاک کی مدح میں اشعار پڑھتے۔ رسولِ خدا کی وفات پر انھوں نے دردناک مرثیے لکھے۔ حسّان مدینے کے قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور ظہور اسلام سے قبل ہی اپنی فصاحت و

بلاغت کی بنا پر عربی شاعری میں ممتاز حیثیت حاصل کر چکے تھے۔ رسولؐ خدا کے مدینہ ہجرت کرنے پر ایمان لائے۔ اس وقت اُن کی عمر قریب ۶۰ سال کے تھی انھوں نے ۵۴ھ میں ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

حسّانِ عجم: فارسی شاعر خاقانی کا لقب ہے جو فارسی میں نعتیہ شاعری میں وہی مقام رکھتا ہے جو عربی میں حسّان بن ثابت کا ہے۔

حَسَنؑ: حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے سب سے بڑے صاحبزادے اور بارہ اماموں میں سے دوسرے امام ہیں۔

(۱) القاب: امام مسموم، حسنِ سبز قبا، زکی، سبطِ اکبر، سید مسموم، طیب، مجتبیٰ، ولی۔

(۲) کنیت: ابو محمدؐ۔

(۳) ولادت اور نام: ۱۵ رمضان ۳ھ کو مدینے میں ولادت ہوئی۔ خدا کے حکم اور جبرئیلؑ کے مشورے پر رسولِؐ خدا نے ان کا نام حضرت ہارونؑ کے صاحبزادے کے نام پر رکھا۔ (دیکھیے شبّر)۔ آپ سر سے سینہ تک رسولؐ خدا کے شابہ تھے۔

(۴) راکبِ دوشِ نبی: بچپن میں رسولِؐ خدا ان کو اکثر اپنے کاندھے پر سوار کر لیا کرتے تھے۔ ایک بار جب آپؐ سجدے میں تھے تو امام حسنؑ آپؐ کے کاندھے پر سوار ہو گئے۔ آپ نے انھیں ملول خاطر نہ ہونے دیا اور سجدے کو طول دیا یہاں تک کہ امام حسن خود اتر گئے۔

(۵) حسنِ سبز قبا: دیکھیے شہِ گلگوں قبا۔

(۶) خلافت: حضرت علیؑ کی رمضان ۴۰ھ میں وفات کے بعد امام حسنؑ خلیفہ ہوئے اور غالباً پانچ ماہ بیس دن تک خلافت کی۔ اس کے بعد آپ چند شرائط کے ساتھ امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے علیحدہ ہو گئے۔

(۷) زہر دیا جانا: خلافت ترک کرنے کے بعد آپ مدینہ تشریف لے آئے لیکن معاویہ کو آپ کی جانب سے اندیشہ لگا رہا۔ چنانچہ مروان بن حکم کو جو اس وقت مدینہ کا حاکم تھا اس پر پابند کیا کہ وہ آپ کو کسی تدبیر سے راہ سے ہٹا دے۔ مروان نے الیسونیہ نامی ایک رومی کنیز کے ذریعہ جو مدینہ میں دلّالی کا پیشہ کرتی تھی، امام حسن کی بیوی جعدہ بنت اشعث کو طرح طرح کا لالچ دلوا کر امام حسن کو زہر دلوا دیا۔ آپ نے ۲۸ صفر ۵۰ھ کو وفات پائی۔

(۸) تابوت پر تیروں کی بارش: آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ آپ کو رسولِ خدا کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ لیکن اگر کسی قسم کے نزاع کا اندیشہ ہو تو پھر جنت البقیع میں سپرد خاک کیا جائے۔ جب جنازہ آرام گاہ نبوی کی طرف روانہ ہوا تو کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ اور مروان بن حکم وغیرہ مزاحم ہوئے اور بات یہاں تک بڑھی کہ مخالفین نے تیر چلانا شروع کر دیئے۔ ان میں سے کئی تیر امام حسن کے جنازہ میں پیوست ہوگئے۔

(۹) اولاد: آپ کی اولاد میں ۱۲ بیٹے اور ۵ بیٹیاں ہیں۔ ان میں سے قاسم، عمر اور عبداللہ معرکۂ کربلا میں شہید ہوئے۔

(۱۰) مزید دیکھئے ابنا ئنا۔ شباب اہل جنت، سردار شباب، سردار مومنان اور حسین کے تحت "گہر دو ہونا" اور "آہو بچہ"۔

حَسَن عسکری: گیارھویں امام ہیں۔ امام علی نقی کے صاحبزادے اور امام مہدی کے والد ہیں۔ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ کو ولادت ہوئی۔ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو وفات ہوئی اور سامرہ میں مدفون ہوئے۔

حسنین: امام حسن اور امام حسین دونوں۔

حُسَین: حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا کے صاحبزادے اور رسول خدا کے نواسے ہیں۔ بارہ اماموں میں تیسرے امام ہیں۔

(۱) ولادت: مدینے میں ۳ شعبان سنہ ۴ھ کو ولادت ہوئی۔ ولادت کے موقع پر فرشتے رسولِ خداؐ کو تہنیت پیش کرنے کے لئے آئے۔ انھیں کے ساتھ فطرس بھی آیا جو معتوب الٰہی تھا۔ اور جس کے بال و پر نوچ لئے گئے تھے۔ امام حسین سے اپنے کو مَس کرنے سے اُس کے بال و پر اُگ آئے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے فطرس)۔

(۲) نام: جبرئیلؑ نے رسول اللہؐ کو خدا کا پیغام پہنچایا کہ علی آپ کے لئے ایسے ہی ہیں جیسے ہارونؑ، موسیٰؑ کے لئے تھے۔ اس لئے علی کے صاحبزادے کا نام بھی ہارونؑ کے صاحبزادے شبیر کے نام پہ رکھیں۔ اسی عبرانی نام کا عربی ترجمہ حسین ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی نام رکھا گیا۔ امام حسین کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔

(۳) القاب: مراثی نگاروں نے آپ کے لئے لاتعداد القاب استعمال کئے ہیں جن میں سے چند اہم القاب یہ ہیں۔
ابنِ علی، ابنِ فاطمہ، ابنِ مرتضیٰ، آفتابِ دیں، آقائے نامدار، امامِ دہر، امامِ زماں، امامِ غیور، امامِ ہمم، بازوئے حیدر، بوسہ گاہِ مصطفیٰ، پسرِ سید البشر، تاجدارِ دو عالم، جگر بندِ مصطفیٰ، چشمۂ فیض، خامسِ آلِ عبا، خسروِ زمن، دُرِّ نجف، راکبِ دوشِ نبی، رکنِ دیں، سبطِ پیمبر، سلطانِ مشرقین، سید الشہداء، شاہِ بطحا، شاہِ تشنہ کام، شاہِ حجاز، شاہِ کربلا، شاہِ یثرب، شمعِ قبرِ رسالت پناہ، شہِ عرش نشیں، شہنشاہِ امم، صاحبِ تطہیر، غریبِ نینوا، فاطمہ کا لال، فرزندِ بوتراب، فرزندِ پیمبر، قبلۂ عالم، قمرِ آسمانِ دیں، گلِ ریاضِ محمدؐ، لختِ جگرِ مصطفیٰ، مسافرِ کربلا، مظلومِ کربلا، نیرِ دین، یداللہ کا پیارا۔

(۴) زبان چوسنا: رسولِ خدا ان کے لئے عالمِ شیر خواری میں اپنی زبان

دہن مبارک سے نکال دیتے تھے اور یہ اس کو چوستے رہتے تھے۔

(۵) جبرئیل کا جھولا جھلانا: جب حضرت فاطمہ نماز تہجد کے بعد محو خواب ہوتیں اور حسین گہوارے میں بیدار ہو کر رونے والے ہوتے تو فرمان الٰہی ہوتا کہ جبرئیل جائیں اور ایسا نہ ہو کہ فاطمہ اٹھ آئیں۔ چنانچہ جبرئیل آتے اور اپنے شہپر سے جھولا جھلاتے۔

(٦) راکب دوش نبی: امام حسین اکثر رسول خدا کی پشت پر سوار ہو کر کھیلا کرتے تھے۔ ایک بار آپؐ سجدے میں تھے تب امام حسین آپؐ کی پشت پر آکر بیٹھ گئے۔ آپؐ نے سجدے کو طویل کیا یہانتک کہ حسین اٹھ نہ گئے۔

(۷) عف عف: ایک بار امام حسن اور امام حسین نے رسول خدا سے اونٹ پر سواری کے لئے اصرار کیا۔ آپؐ زمین پر ہاتھ ٹیک کر خود اونٹ بن گئے اور ان دونوں کو سوار کر کے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنے لگے۔ دونوں نے کہا کہ اونٹوں کے تو مہار ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے گیسوان کے ننھے ہاتھوں میں تھما دیئے۔ انھوں نے کہا کہ اونٹ تو بولا کرتے ہیں تو آپ نے بھی اونٹ کی طرح عف عف کی آواز پیدا کی۔ روایت ہے کہ اسی وقت جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی رحمت اس وقت جوش میں ہے اور آپ کے عفو عفو (معاف کرو، معاف کرو) کہنے سے ساتوں جہنم خاموش ہوئے جاتے ہیں۔ اگر آتش دوزخ بجھ گئی تو پھر آپ کے دشمن کہاں جائیں گے۔

(۸) گوہر کا دو ہونا: امام حسن اور امام حسن نے کچھ تحریر کیا اور اپنی والدہ سے خواہش ظاہر کی کہ وہ فیصلہ کریں کہ کس کا خط بہتر ہے۔ حضرت فاطمہ اپنے فیصلے سے ان دونوں میں سے کسی کو ملول نہ کرنا چاہتی تھیں۔ چنانچہ آپ نے اپنا ایک ہار توڑ کر ڈال دیا۔ اور فرمایا جو زیادہ موتی چن لے گا اسی کا خط بہتر ہوگا۔ ہار کے سات موتیوں میں سے ہر ایک نے تین تین

موتی چُن لئے۔ ایک موتی باقی رہا تھا کہ خدا کے حکم سے جبرئیل اسی لمحہ آئے اور اپنے پر سے اُس موتی کے دو ٹکڑے کر دیئے اور دونوں بھائیوں نے آدھا آدھا لے لیا۔

(۹) آہو بچہ: ایک بار رسولؐ خُدا کی خدمت میں ایک اعرابی نے ایک ہرن کا بچہ پیش کیا جو رسول خُدا نے امام حسن کو عنایت کیا۔ امام حسین نے آکر خواہش ظاہر کی کہ وہ بھی ویسا ہی ہرن کا بچہ لیں گے۔ جب انھوں نے بہت بے چینی کا اظہار کیا تو رسولؐ خدا نے دُعا فرمائی اور خُدا نے ہرنی کو حکم دیا کہ وہ اپنا بچہ لے کر حاضر ہو۔ چنانچہ ہرنی بچہ لے کر رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ خُدا نے اُس کو گویائی عطا کی اور اُس نے بتایا کہ کس طرح وہ آپؐ کی خدمت میں آنے کی مشتاق ہوئی اور کس طرح شیر نے نہ اُس کو اور نہ اُس کے بچے کو کوئی گزند پہنچایا اور وہ منزل کے بعد منزل طے کرتی ہوئی، خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئی۔

(۱۰) حُلّۂ بہشتی: رضوانِ بہشت نے عید کی پوشاک تیار کر کے بھیجی (دیکھئے شہ گلگوں قبا)۔

(۱۱) حسینٌ منّی: رسولِ خُدا نے ارشاد فرمایا حُسَینٌ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الحُسَیْن اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیناً حُسَیْن سِبْطٌ مِنَ الاَسْبَاط۔ (حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے۔ خُدا نے اس کو دوست رکھا جس نے حسین کو دوست رکھا اور حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں)۔

(۱۲) وقت سے پہلے آفتاب غروب ہونا: کہا جاتا ہے کہ امام حسین ابھی بچے ہی تھے کہ آپ نے روزہ رکھ لیا جو آپ پر گراں گذرا۔ لیکن غروب آفتاب سے قبل آپ افطار کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ چنانچہ حکمِ الٰہی سے سورج وقت سے پہلے غروب ہوگیا اور آپ نے افطار کیا۔

(۱۳) ابراہیم پسر رسول اور حسین: رسولؐ خدا نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کے مقابلہ میں امام حسین ہی کو اختیار کیا۔ دیکھئے ابراہیم ۲

(۱۴) راہب کو پسر دینا: ایک بار امام حسین نے سفر کے دوران ایک راہب کے یہاں قیام فرمایا۔ راہب نے آپ کی بڑی تواضع کی۔ راہب لاولد تھا۔ آپ کی دُعا سے اس کے یکے بعد دیگرے سات بیٹے ہوئے۔

(۱۵) شہادت کی پیشین گوئی: امام حسین کی ولادت کے بعد ہی جبرئیل نے رسولِ خُدا کو خبر دی تھی کہ جس حلق کو آپ بوسہ دے رہے ہیں، اس کو تیغِ جفا سے مجروح کیا جائے گا۔ انھوں نے رسولؐ اللہ کو اس مقام کی مٹی بھی دی جہاں حسین شہید کئے جائیں گے۔ یہ مٹی حضرت ام سلمہ نے ایک شیشے میں رکھ دی تھی۔ شہادت کے دن وہ خون ہو گئی۔

(۱۶) ایفائے عہد: روایت ہے کہ امام حسین نے بچپن میں ہی رسولِ اکرم سے اُن کی اُمّت کی نجات کے لئے اپنا سر دینے اور ہر طرح کی مصیبتیں جھیلنے کا وعدہ کیا تھا اور آپ کی رسالت کی تکمیل کے لئے اپنی شہادت منظور کر لی تھی۔ یہی وعدہ انھوں نے میدانِ کربلا میں پورا کیا۔

(۱۷) واقعۂ کربلا: دیکھئے کربلا۔

(۱۸) شہادت پر آثارِ قدرت: امام حسین کی شہادت کے وقت انتہائی تاریک غبار چھا گیا جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ آسمان سے خون کی بارش ہوئی۔ جس پتھر کو اٹھایا جاتا اُس کے نیچے سے خون نکلتا۔ سات دن تک آسمان سُرخ رہا اور در و دیوار خون میں رنگے رہے۔ اس کے علاوہ غیب سے ایک شیر پیدا ہوا اور وہ مسلسل امام حسین کی لاش کی نگہبانی کرتا رہا۔

(۱۹) مزید دیکھئے۔ ذبحِ عظیم، ذوالجناح، زعفر، محمود، انبا نما، ارکبوا، بنی اسد، شاہ جوانانِ بہشت، حائر۔

(۲۰) ازدواج : دیکھئے لیلیٰ، رباب اور شہربانو۔

(۲۱) اولاد : دیکھئے زین العابدین، سکینہ، علی اصغر، علی اکبر، فاطمہ صغریٰ، فاطمہ کبریٰ۔

حُصَین بن نمیر : قبیلۂ بنو تمیم سے تعلق رکھتا تھا۔ کوفہ میں عبیداللہ بن زیاد کی پولیس کا سردار تھا۔ جیسے ہی ابن زیاد کو امام حسین کی مکّہ سے روانگی کی اطلاع ملی اُس نے ابن نمیر کو لشکر دے کر روانہ کیا۔ ابن نمیر نے قادسیہ کے آس پاس اپنی ساری سپاہ پھیلا دی۔ بعد میں ابن زیاد نے اُسے مزید چار ہزار سواروں کے ساتھ کربلا پہنچنے کا حکم دیا۔

حفص : عمرو بن سعد کا بیٹا تھا اور اُس کے ساتھ کربلا میں موجود تھا۔ ابن سعد نے اُسے قلب لشکر میں جگہ دی اور اپنا قائم مقام بنا کر اُس کو معاویہ کا عَلَم دیا تھا۔ مختار ثقفی نے جب قاتلانِ حسین کا انتقام لیا تو حفص کو بھی قتل کیا۔

حکیم بن طفیل : یزیدی فوج میں شامل تھا۔ اسی نے حضرت عباسؑ علمدار کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا تھا اور امام حسین کی پیشانی پر بھی تیر مارا تھا۔ یہ اُن لوگوں میں بھی شامل تھا جنھوں نے اپنے گھوڑوں سے امام حسین کی لاش کو پامال کیا۔ بعد میں جب مختار ثقفی نے امام حسین کے قاتلوں سے انتقام لیا تو ابن طفیل کو تیر مار کر ہلاک کیا گیا۔

حَلّالِ مشکلات : (لغ : مشکل حل کرنے والا، مشکل کشا) حضرت علیؑ کا لقب ہے

حَلَب : ملک شام کا ایک شہر جہاں کا آئینہ مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں کے رئیس کی بیٹی سے حضرت علی اکبر کی شادی ہونے والی تھی۔ امام حسین اور حضرت علی اکبر کی شہادت کے بعد یہ رئیس اور اُن کی بیٹی کربلا پہنچے اور اپنے رنج و غم کا اظہار کیا۔ تاریخ سے اس روایت کی صداقت نہیں ہوتی۔

حَمّالَةُ الحَطَب : (لغ : لکڑیاں لادنے والی)۔ سورۂ لہب کے اس فقرے سے

ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل مراد ہے۔ (دیکھئے ابولہب)۔

حمزہ: رسولؐ خدا کے چچا تھے جو اپنی شجاعت اور رعب و دبدبے میں اپنی مثال آپ تھے نبوت کے دوسرے سال ایمان لائے اور آپ کے اسلام لانے سے اسلام کو بڑی طاقت حاصل ہوئی۔ لشکر اسلام کے پہلے علم برداروں میں سے تھے۔ جنگ بدر میں عتبہ بن ربیعہ کو، جو اسلام کی مخالفت میں پیش پیش تھا قتل کیا۔ جب شوال ۳ھ (مارچ ۶۲۵ء) میں جنگ احد ہوئی تو اس میں ایک غلام کو جس کا نام وحشی تھا ایک ایسا موقع مل گیا کہ اُس نے حضرت حمزہ پر وار کرکے اُنھیں شہید کردیا۔ عتبہ کی بیٹی ہندہ نے انتقام کی آگ بجھانے کے لئے حضرت حمزہ کا دل و جگر نکال کر دانتوں سے چبایا اور آپ کی ناک، کان، ناخن اور جلد کے ٹکڑے کاٹ کر اور تاگوں میں پرو کر بازوں اور کانوں میں پہنے۔ حضرت حمزہ کی شہادت سے رسول خدا کو بے حد رنج پہنچا اور آپ نے حضرت حمزہ کو سید الشہدا کے لقب سے یاد کیا۔

حُمَید: حمید بن مسلم ازدی معرکہ کربلا کا ایک واقعہ نگار تھا۔ یہ فوج یزید میں شامل تھا۔ اُس کے بقول اُس نے کوفیوں کو ظلم و تعدّی سے روکنے کی بارہا کوشش کی۔ اُس نے ہی اہل بیت کے خیموں کو آگ لگانے کی مخالفت کی اور شمر کو امام زین العابدین کے قتل سے روکا۔ جب خولی امام حسینؑ کا سر لے کر ابن زیاد کے پاس گیا تو حمید اُس کے ساتھ تھا۔

حمیری: سید اسمٰعیل بن محمد یمنی حمیری عربی کے اچھے شاعروں میں سے تھے اور حضرت علی اور آل رسول سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ ساری زندگی اہل بیت کی مدح سرائی کی۔ ان کا دیوان علامہ محسن امین عاملی نے جمع کرکے شائع کیا ہے۔ امام جعفر صادق کی نظر میں ان کے شعر و سخن کی بڑی قدر تھی

اور انھوں نے حمیری کو سید الشعراء کا خطاب دیا تھا۔ حمیری نے ۱۷۳ھ میں وفات پائی۔

حنظلہ بن اسعد شیبانی: اہل کوفہ میں سے تھے۔ خوش تقریر اور حافظِ قرآن تھے۔ امام حسین سے کربلا میں آ کے ملے اور صلح کی گفتگو کے درمیان عمر و بن سعد کے پاس پیغامات لے کر آتے گئے۔ معرکہ کربلا کے روز انھوں نے دشمنوں کو خدا کے عذاب سے ڈرایا اور امام حسین کے قتل سے باز رہنے کی ہدایت کی یہ امام حسین کے سامنے مسلسل سینہ سپر رہے اور آپ کو دشمنوں کے تیروں اور نیزوں سے بچائے رکھا۔ بالآخر دشمنوں نے انھیں ہر طرف سے گھیر کر ان پر تیروں کی بارش کر دی اور انھیں شہید کر دیا۔

حنفی: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ (دیکھئے سعید بن عبداللہ حنفی)۔

حنین: یہ مکہ سے تین میل کے فاصلے پر طائف کی طرف ایک وادی ہے۔ یہاں فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں رسولؐ خدا اور ثقیف اور ہوزان قبیلوں کے درمیان ایک جنگ ہوئی تھی۔ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اور ان کو زعم ہوا کہ ان کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ یہ بات خدا کو ناگوار ہوئی اور حنین کی جنگ میں پہلے ہی حملے میں مسلمانوں کے پیر اکھڑ گئے اور رسولؐ خدا اپنے چند اصحاب کے ساتھ (جن میں حضرت علی شامل تھے) میدانِ جنگ میں رہ گئے۔ آپ کے آواز دینے پر مسلمان واپس آئے اور جنگ کی اور خدا نے مسلمانوں کو کفار پر غالب کیا۔

حوّا: وہ عورت جنھیں خدا نے سب سے پہلے پیدا کیا۔ (عام روایت کے مطابق انھیں خدا نے حضرت آدم کی بائیں پسلی سے تخلیق کیا)۔ شیطان نے بہشت میں داخل ہو کر انھیں شجرِ ممنوعہ کا پھل کھانے کے لئے بہکایا۔ حوّا شیطان کے بہکانے میں آ گئیں اور یہ پھل (جو عام روایت کے مطابق گیہوں تھا)

کھالیا اور حضرت آدم کو بھی کھانے کے لئے مجبور کیا۔ اس کے نتیجے میں آدم و حوا کو جنت سے نکال کر دنیا میں بھیج دیا گیا۔ (مزید دیکھئے آدم اور ابلیس)۔

حیدر: (لغ: شیر) حضرت علی کے ناموں میں سے ایک ہے۔

حَیَّ علیٰ خیرِ العَمَل: (لغ: بہترین عمل کے لئے دوڑو)۔ یہ کلمہ فرقہ شیعہ کی اذان میں شامل ہے۔

خ

خاتمُ الانبیار: حضرت محمدؐ صلعم کا لقب ہے کیونکہ وہ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد خدا کا کوئی اور رسول نہیں آئے گا۔

خاتمُ الاوصیار: حضرت علی کا لقب ہے جو رسول خدا کے وصی ہیں، اور کیونکہ حضرت محمدؐ صلعم کے ساتھ نبیوں کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے اس لئے حضرت علی بھی وصیوں میں سب سے آخری ہیں۔ حضرت علی رسولؐ خدا کے بے واسطہ وصی ہیں جب کہ دوسرے ائمہ رسولؐ خدا کے بالواسطہ وصی ہیں۔

خاتمِ سلیمانی: حضرت سلیمان کی وہ انگوٹھی جس پر اسم اعظم نقش تھا اور جس کی وجہ سے جن اور ہوا، پرندے، اور چرندے، غرض کہ فطرت کی ہر طاقت ان کے تابع تھی۔ (مزید دیکھئے سلیمان)۔

خاتونِ جناں
خاتونِ جنت
خاتونِ قیامت
حضرت فاطمہ کے القاب ہیں۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا کہ آپ جنت کی ساری عورتوں کی سردار ہوں گی۔
(دیکھئے سیدۃ النسار)۔

خارجی: مسلمانوں کا ایک فرقہ جو حضرت علی کے دورِ خلافت میں وجود میں آیا۔

اور جس کا موقف تھا: لَا حُکمَ اِلَّا لِلّٰہِ (فیصلہ کا حق سوائے خدا کے کسی کو نہیں)۔ اس کی ابتدا جنگ صفین سے ہوئی جب امیر معاویہ نے حضرت علی کی فوج کے سامنے لڑائی بند کرنے اور باہمی جھگڑوں میں قرآن کو حَکَمْ بنانے کی کوشش کی حضرت علی اس کو معاویہ کی ایک سیاسی چال سمجھتے تھے مگر ان کی فوج کے ایک حصے نے اس پیشکش کو ماننے کا اصرار کیا اور وہ اسے ماننے پہ مجبور ہوئے۔ معاویہ کی طرف سے عمرو بن عاص اور حضرت علی کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری کو حَکَمْ بنایا گیا۔ جب معاہدہ ہوگیا تو قبیلۂ مراد، بنو راسب اور بنو تمیم نے اس کو ناپسند کیا اور اس پہ زور دیا کہ کتاب اللہ کے ہوتے ہوئے کسی شخص کو حَکَمْ نہیں بنایا جا سکتا۔ جب حَکَموں کا فیصلہ معلوم ہوا تو اس فرقے نے حضرت علی کی بیعت سے الگ ہو کر عبداللہ بن وہب راسبی کے ہاتھ پہ بیعت کی اور مختلف شہروں سے آ کر نہروان میں جمع ہوئے اور اپنے نظریے سے اختلاف رکھنے والوں کے خلاف قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا۔ جنگِ نہروان اسی شورش کا نتیجہ تھی جس میں حضرت علی کی فوجوں کا مقابلہ کرتے ہوئے تقریباً چار ہزار خارجی ہلاک ہوئے۔ لیکن پھر بھی ان کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ یہانتک کہ حضرت علی ایک خارجی ابن ملجم کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

خاقانی: مشہور فارسی شاعر ہے۔ افضل الدین بدیل نام ۵۲۰ھ میں بمقام شروان پیدا ہوا۔ قصیدہ گوئی میں کمال رکھتا ہے۔ اس کی مثنوی "تحفتہ العراقین" بھی مشہور ہے۔ نعتِ رسولؐ سے اسے خاص شغف تھا اسی لئے اس کو حسانِ عجم کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۵۹۵ھ (۱۱۸۶ء) میں تبریز میں وفات پائی۔

خاکِ شفا: کربلا کی مٹی جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ اس سے بیمار شفا پاتے ہیں۔

اس مٹی سے تسبیحیں بھی بنائی جاتی ہیں۔

خالد بن ولید: مشہور اسلامی جرنیل و فاتح۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے مسلمانوں کو زک دینے میں پیش پیش تھے۔ جنگ اُحد میں انھوں نے ہی موقع پاکر مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کیا تھا اور افراتفری پیدا کی تھی۔ بعد میں اسلام لائے اور متعدد فتوحات کیں۔ سب سے پہلے جنگ موتہ میں شریک ہوئے اور زید بن حارثہ اور جعفر طیار کی شہادت کے بعد انھوں نے عَلَم سنبھالا اور فتح پائی۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے دور خلافت میں عراق و شام کی کئی فتوحات ان ہی کی سپہ سالاری میں ہوئیں۔ ۲۱ھ میں وفات پائی۔

خامس آلِ عبا: (لغ: آل عبا میں پانچویں)۔ مراد امام حسین۔ (مزید دیکھیے آلِ عبا)۔

خَتَمَ اللہُ: (لغ: اللہ نے مُہر لگادی)۔ سورۂ بقرہ (رکوع ۱) کی یہ آیت مراد ہے۔

خَتَمَ اللہُ عَلیٰ قُلُوبِھِمْ وَعَلیٰ سَمْعِھِمْ (خدا نے ان کے دلوں اور کانوں پر مُہر لگادی)۔

خَتمُ المرسلین: (لغ: رسولوں میں سب سے آخر)۔ رسول خدا حضرت محمد صلعم کا لقب۔

خدیجہ: رسول اکرمؐ کی پہلی بیوی اور حضرت فاطمہؑ کی والدہ۔ نبوت سے ۱۵ سال قبل آنحضرت کے نکاح میں آئیں اور نبوت کے دسویں سال میں ان کا انتقال ہوا۔

خدیجہ ثانی: رسولِ خدا کی زوجہ محترمہ اُمِ سلمہ کو کہا جاتا ہے۔ (دیکھیے اُمِ سلمہ)۔

خسرو: خسرو پرویز ایران کا مشہور ساسانی بادشاہ تھا۔ وہ ہُرمز کا بیٹا اور نوشیرواں کا پوتا تھا۔ ۵۹۰ء میں اپنے باپ کے قتل کے بعد تخت نشین ہوا اور تقریباً ۳۸ سال حکومت کی۔ اس دوران اُس نے زبردست فتوحات کیں اور بے اندازہ دولت جمع کی جس سے اُس کے مشہور آٹھ خزانے بنے۔ شیریں جس سے فرہاد محبت کرتا تھا خسرو کی بیوی تھی اور وہ اس کو بے حد چاہتا تھا۔ ۶۲۸ء میں اسکے بیٹے شیرویہ نے اسکو قتل کرادیا اور خود تخت نشین ہوگیا۔

خضرؑ: ایک پیغمبر ہیں جنھوں نے عام روایت کے مطابق آبِ حیات پیا ہے۔ اس وجہ سے تاقیامت زندہ رہیں گے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ اُن لوگوں کو جو راستے سے بھٹک جاتے ہیں، صحیح راستہ بتاتے ہیں اور کیونکہ یہ ان لوگوں کے سامنے سبز پوشاک میں ظاہر ہوتے ہیں اس لئے ان کو خضر کہا جاتا ہے۔ (مزید دیکھئے آبِ بقا اور سکندر)۔

سورۂ کہف میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ کو خدا نے حضرت خضر سے ملنے کے لئے بھیجا۔ خضرؑ نے موسیٰؑ کو اس شرط پر ساتھ چلنے کو کہا کہ وہ جو بھی عمل کریں موسیٰؑ اس کے بارے میں کوئی سوال نہ کریں چنانچہ ایسے تین موقعے آئے۔ ایک تو خضرؑ نے اُس کشتی میں سوراخ کیا جس میں انھوں نے دریا پار کیا تھا۔ دوسرے ایک مقام پہ جہاں لوگوں نے اُن کے ساتھ بدسلوکی کی تھی۔ انھوں نے ایک دیوار کی مرمت کی اور تیسرے یہ کہ اُنھوں نے ایک بچے کو قتل کردیا۔ چنانچہ موسیٰؑ سوال کئے بغیر نہ رہ سکے خضرؑ نے وضاحت کی کہ کشتی میں سوراخ اس لئے کیا کہ وہ ایک غریب ملاّح کی روزی کا وسیلہ تھی اور اس مقام کا جابر حاکم ساری کشتیوں پہ اپنا قبضہ کرنے والا تھا۔ اس لئے سوراخ کے نقص سے یہ کشتی بچ جائے گی۔ جس دیوار کی مرمت کی تھی وہ دراصل دو یتیموں کی تھی جن کا مال اُس کے نیچے دفن تھا۔ اور وہ لڑکا جس کو قتل کیا گیا وہ بڑا ہوکر انتہائی بدکردار ہونے والا تھا۔ حالانکہ اُس کے باپ اور ماں نہایت نیک اور پرہیزگار تھے۔ اسی وضاحت کے ساتھ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ سے رخصت چاہی۔

خلیلُ اللہ: (لغ: اللہ کا دوست) حضرت ابراہیم کا لقب جن کے لئے خدا نے نمرود کی آگ گلزار کردی تھی۔ (دیکھئے ابراہیم)۔

خُمّ غدیر: دیکھئے غدیرِ خم۔

خندق: غزوۂ خندق جسے غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے۔ ۵ھ میں پیش آیا۔ جب رسول اللہ کو یہ خبر ملی کہ قریش کے تمام قبیلے ابو سفیان کی سرکردگی میں اکٹھا ہو کر اور بنی نضیر کے یہودیوں کے ساتھ متحد ہو کر مدینہ کا قصد رکھتے ہیں تو آپ نے حضرت سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ کی حفاظت کے لئے خندق کھدائی اور مشرکین سے مقابلہ کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لائے۔ ایک جگہ سے خندق کم چوڑی تھی۔ مشہور قریشی شہسوار عمرو بن عبدِ وُد اور عکرمہ بن ابی جہل گھوڑے کُدا کر اِدھر آگئے اور مقابلہ کے لئے کسی کو طلب کرنے لگے۔ حضرت علیؑ نے عمرو کا مقابلہ کیا اور اس کو قتل کیا۔ عکرمہ جان بچا کر بھاگ نکلا۔ ادھر یہودیوں اور قریش میں اختلاف پیدا ہو گیا اور ساتھ ہی ایک تیز آندھی نے ان کا سارا نظام درہم برہم کر دیا اور کفار سراسیمہ ہو کر واپس لوٹ گئے۔

خوارج: دیکھئے خارجی۔

خوانِ ابراہیم | خوانِ خلیل: حضرت ابراہیم بڑے مہمان نواز تھے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ کسی روز بغیر مہمان کے کھانا نہیں کھاتے تھے۔ اسی وجہ سے خوانِ خلیل یا مائدۂ خلیل مشہور ہے۔

خَوَرْنَق: ایک عجیب محل جو نعمان بن منذر نے بہرام گور کے لئے بابل میں سنمار معمار سے بنوایا تھا۔ کسی عالی شان عمارت کی جانب اس سے کنایہ کیا جاتا ہے۔

خَوَلی: خولی بن یزید اصبحی یزیدی فوج کے سرداروں میں تھا۔ ابن زیاد نے اس کو ایک جداگانہ علم کے ساتھ دس ہزار سواروں پر سردار مقرر کر کے کربلا بھیجا تھا۔ اُن لوگوں میں سے تھا جنھیں لے کر شمر امام حسین کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھا تھا۔ جب سنان بن انس کے نیزے کے وار سے امام حسین گر پڑے تو شمر نے خولی سے سر کاٹنے کو کہا تھا۔ مگر اُس سے یہ نہ ہو سکا

اور کانپنے لگا۔ دوسری روایات کے مطابق خولی نے بھی امام حسین کو ایک نیزہ مارا تھا جو آپ کے سینے کے پار ہو گیا تھا۔ بعد میں عمرو بن سعد نے خولی کو ہی امام حسین کا سر اپنے نیزے پر چڑھا کر ابن زیاد کے پاس لے جانے پر مقرر کیا تھا۔ مختار ثقفی نے جب قاتلان حسین سے انتقام لیا تو خولی کو بھی انتہائی عبرتناک انداز سے قتل کروایا۔

خویشِ رسول : (لغ: رسول خدا کے داماد)۔ حضرت علی جن کی زوجہ رسول خدا کی صاحبزادی حضرت فاطمہ تھیں۔

خیبر : مدینہ کے شمال میں یہودیوں کی ایک اہم بستی تھی جہاں اُن کے بہت سے مضبوط قلعے تھے۔ یہ بستی مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا ایک مرکز بن گئی تھی۔ چنانچہ ۷ھ میں رسول خدا نے خیبر کی جانب پیش قدمی کی۔ حضرت علی بھی رسول اللہ کے لشکر کے ساتھ تھے لیکن آنکھیں دکھنے کی شکایت پیدا ہو گئی۔ رسول اللہ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا جس سے وہ اچھی ہو گئیں۔ پھر آپؐ نے ان کو عَلَم دیا۔ اس وقت قلعہ قموص کا سردار مرحب قلعے سے باہر نکلا اور اپنی بڑائی ہانکنے لگا۔ حضرت علی نے اس کا مقابلہ کیا اور اُسے قتل کر دیا۔ جب قلعے کے پاس پہنچے تو اپنی ڈھال پھینک کر قلعے کے ایک دروازے کو اُکھاڑ کر ڈھال بنا لیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ فتح پائی۔

خیرُ الانام : (لغ: ساری مخلوق سے بہتر)۔ رسول خدا کا لقب ہے۔

خیرُ الاوصیا : حضرت علی کا لقب ہے۔ دیکھئے وصی

خیرُ البشر : (لغ: انسانوں میں سب سے بہتر)۔ (۱) رسول خدا کا لقب ہے۔ (۲) حضرت علی کے لئے بھی کبھی یہ لقب استعمال ہوا ہے۔

خیرُ العمل : دیکھئے حیَّ علیٰ خیر العمل۔

خَیرُالنسا: (لغ: سب عورتوں سے بہتر)۔ حضرت فاطمہ کا لقب ہے۔

خَیرُالورا: (لغ: سب سے اچھا انسان)۔ رسول پاک کا لقب ہے۔

خَیرُالوصیین: (لغ: وصیوں میں سب سے بہتر) حضرت علی کا لقب ہے۔ دیکھیے وصی۔

خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ: (لغ: ہزار مہینوں سے بہتر ہے) سورۂ قدر کی آیت ہے اور شب قدر کی فضیلت بتاتی ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے (دیکھیے شب قدر)۔ امام حسن سے ایک یہ روایت بھی منقول ہے کہ رسولؐ خدا نے خواب میں دیکھا کہ بنی اُمیہ یکے بعد دیگرے آپ کے منبر پر بندروں کی طرح اُچک رہے ہیں تو آپ کو اس سے تکلیف ہوئی۔ اس وقت خدا نے سورۂ قدر نازل فرمائی جس میں ہے کہ تمہاری ایک شب بنی امیہ کے ہزار مہینے (مدّتِ حکومتِ بنی اُمیّہ) سے افضل ہے۔

د

دارا: ایران کا بادشاہ تھا۔ اسے دارائے اکبر اور داراب بھی کہتے ہیں۔ ۳۳۱ قبل مسیح میں سکندر نے اس کو شکست دی اور یہ مارا گیا۔

دارُالبوار: (لغ: تباہی کا گھر)۔ مراد جہنم۔ قرآنی حوالہ ہے۔ دیکھیے سورۂ ابراہیم رکوع ۵ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَہُمْ دَارَ الْبَوَارِ جَہَنَّمَ۔ یَصْلَوْنَہَا وَ بِئْسَ الْقَرَارُ (کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنھوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدل لیا اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں اُتارا جو دوزخ ہے۔ وہ اس میں پہنچیں گے اور وہ بُرا ٹھکانا ہے)۔

دارُالسّلام: (لغ: سلامتی کا گھر)۔ مُراد جنّت۔ بعض مفسرین کے نزدیک جنّت کے

آٹھ مدارج ہیں جن میں سے دارالسلام دوسرا درجہ ہے۔

داؤد: قوم بنی اسرائیل کے بادشاہ اور پیغمبر تھے۔ خدا نے انھیں اپنی حمد کے نغموں سے معمور کتاب زبور عطا کی تھی اور ساتھ ہی انتہائی سحر آگیں لحن عطا کیا تھا کہ جب وہ زبور کی تلاوت کرتے تو چرند و پرند حتیٰ کہ پہاڑ بھی وجد میں آجاتے اور خدا کی تسبیح و تہلیل میں ان کا ساتھ دیتے۔ ایک اور وصف جو خدا نے حضرت داؤد کو عطا کیا تھا وہ یہ تھا کہ لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم ہو جایا کرتا تھا جس کی وجہ سے یہ وزن میں ہلکی مگر مضبوط زرہیں بغیر بھاری مشقت کے اور بغیر لوہاری کے آلات استعمال کئے ہوئے تیار کر لیتے تھے۔

اسرائیلی خرافات میں حضرت داؤدؑ سے یہ افسانہ بھی منسوب کیا جاتا ہے کہ داؤدؑ کو اپنے ایک لشکری اوریا کی بیوی اشجاع یا باتشیبا سے دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔ چنانچہ انھوں نے اوریا کو کسی جنگ پر روانہ کر دیا۔ جہاں وہ ہلاک ہو گیا اور داؤدؑ نے باتشیبا سے نکاح کر لیا۔

حضرت سلیمان جن کو جن و پری، ہوا اور پانی پر حکمرانی حاصل تھی، حضرت داؤد کے ہی صاحبزادے تھے۔

دجّال: ایک کافر جو قیامت کے قریب لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے ظہور کرے گا۔ یہ قوم یہود سے ہوگا، داہنی آنکھ سے کانا ہوگا، پیشانی پر لفظ "کافر" لکھا ہوگا اور اس کی سواری میں ایک بہت بڑا گدھا ہوگا۔ اوّلاً اس کا ظہور عراق و شام کے درمیان ہوگا۔ پہلے یہ نبوت کا اور پھر خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ بہت سے لوگ اس کے پیرو ہو جائیں گے۔ پھر یہ دمشق کا رُخ کرے گا اور ایک دن حضرت عیسیٰ دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینارے پر نزول کریں گے اور امام مہدی سے جو اس وقت مومنین کی ہدایت کر رہے ہوں گے ملاقات کریں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ دجّال سے مقابلہ کریں گے اور اس کو قتل کریں گے۔

دخترِ سلطانِ عجم: مراد حضرت شہر بانو (امام حسین کی زوجہ محترمہ) جو ایران کے آخری بادشاہ یزدجرد سوم کی صاحبزادی تھیں۔

دخترِ طیموس: مراد زلیخا۔ (دیکھئے زلیخا)۔

دَرِ علوم: حضرت علی کا لقب ہے۔ دیکھئے بابُ العلم۔

دُرِ نجف: سفید و شفاف پتھر جو نجف میں پایا جاتا ہے۔ اس کے درمیان سیاہ دھاریاں نظر آتی ہیں۔ اس پتھر کے نگ کی انگوٹھی پہنا فلاح و برکت کا باعث سمجھا جاتا ہے۔

دُرُود: (لغ، دُعا، تعریف، شکریہ، رحمت، برکت) عربی عبارت اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ---- الخ (خداوندا محمد اور آلِ محمد پر رحمت نازل کر ---- تا انتہا) جو نماز میں اور رسولِ خدا پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ قرآن میں (سورۂ احزاب میں) خدا نے ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی اُس پر درود پڑھو اور سلام بھیجو)۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے رسولِ خدا سے پوچھا کہ سلام کرنا تو ہم جانتے ہیں، درود کیسے پڑھیں، تو آپؐ نے اِس طرح درود پڑھنا بتایا۔

درہمی: دبیر نے اپنے ایک مرثیے میں عمر ابنِ سعد کے خزانچی کا نام بتایا ہے۔

دستاں: مشہور پہلوان رستم کے باپ زال کا نام۔

دِعبِل: دعبل بن علی خزاعی عباسی دور کا مشہور ہجو نگار شاعر تھا۔ ۱۴۸ھ میں پیدا ہوا۔ اس نے معاصر عباسی خلفا تک کی ہجو کی اور مامون، امین، معتصم، ابراہیم بن مہدی کسی کو نہ چھوڑا۔ لیکن اس کی شاعری کی سب سے اہم خصوصیت بنی ہاشم سے وہ والہانہ عقیدت تھی جسے کسی قسم کا جبر و

خوف دبا نہ سکا۔ دعبل نے ایک طویل مرثیہ لکھا جو امام علی رضا کے حضور میں پڑھا گیا۔ یہ مرثیہ بہت مشہور ہے۔ دعبل نے ۲۴۶ھ میں وفات پائی۔

دعوت ذوالعشیرہ، دعوت عشیرہ، دیکھئے علی کے تحت ۱۲۔

دقیانوس: ایک ظالم کافر بادشاہ تھا جس کے قہر و جبر سے تنگ آکر چند خدا پرست لوگوں نے ایک غار میں پناہ لی اور وہاں خدا نے ان پر نیند مسلّط کر دی۔ (مزید دیکھئے اصحاب کہف)۔

دُلدُل: حضرت علی کے گھوڑے کا نام۔

دَنٰی فَتَدَلّٰی: (لغ: قریب آیا، پھر جھک گیا)۔ سورۂ نجم (رکوع ۱) میں رسولِ خدا کی معراج کے اُن رموز کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جب آپؐ کو خدا سے نہایت قربت حاصل ہوئی تھی۔ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پھر وہ قریب آئے اور جھک گئے، یہاں تک کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا)۔ مزید دیکھئے قاب قوسین۔

دوازدہ امام: بارہ امام۔ (دیکھئے بارہ امام)۔

دوزخ: جہنم وہ مقام جہاں بدکار اور بے دین، کفر و بدی کی ابدی سزا پائیں گے۔ دوزخ کے سات طبقے بیان کئے گئے ہیں۔ (دیکھئے ہفت دوزخ)۔

دیوارِ قہقہہ: بعض کے نزدیک یہ دیوارِ چین ہے۔ اور بعض سکندر ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار (سدّ سکندری) کو دیوار قہقہہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس دیوار کی دوسری طرف کا حال کوئی نہیں جان سکتا۔ اس لئے کہ جو بھی اس دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف دیکھتا ہے۔ وہ یا تو ہنستے ہنستے دوسری طرف گر جاتا ہے یا پھر وہیں مر جاتا ہے۔

ذ

ذَاتِ الْبُرُوْج: (لغ: بُرجوں والا) ۔ سورۂ بروج کی پہلی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (قسم ہے آسمان کی جس میں بُرج ہیں) بُرجوں سے مراد وہ بارہ منطقے ہیں جن میں ماہرینِ علم نجوم آسمان کو تقسیم کرتے ہیں۔

ذات السلاسل: اس نام سے مسلمانوں کی ایک لشکر کشی مشہور ہے۔ جو جمادی الآخر (دسمبر ۶۲۹ء) میں پیش آئی رسولؐ خدا کو اطلاع ملی کہ بنو قضاعہ اور بنو قین کے لوگ مدینہ پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت سعد بن وقاص کی سرکردگی میں ایک جماعت بھیجی جس نے مخالفین کو اچانک جا لیا اور ان کو پسپا کر دیا۔ روایت ہے کہ اس چڑھائی سے واپسی پر عمرو بن عاص نے رسولؐ خدا سے دریافت کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ کون عزیز ہے تو آپ نے دوسروں کے نام لئے۔ جب حضرت علی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو میری جان ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت علی کا لقب نفسِ رسول ہوا۔

ذبحِ عظیم: سورۂ صافات (رکوع ۳) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ (پھر ہم نے بڑی قربانی کو اس کا فدیہ بنایا) یہ اور اس سے متعلقہ آیات حضرت اسمٰعیل کی قربانی کو بیان کرتی ہیں۔ (دیکھئے اسمٰعیل)۔ روایت میں ہے کہ اس آیت میں جس بڑی قربانی کا ذکر ہے اور جس کے بدلے خدا نے حضرت اسمٰعیل کو بچایا وہ دراصل امام حسین کی شہادتِ عظمیٰ تھی۔

ذبیح اللہ: حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کا لقب جنھوں نے حکم خداوندی کے بموجب قربانی کے لئے اپنے والد کے سامنے بلا تامّل سر جھکا دیا (دیکھئے اسمٰعیل)

ذکریا: دیکھئے زکریا۔

ذکیہ: دیکھئے زوجۂ عباس۔

ذوالجناح: امام حسین کا گھوڑا جس پر انھوں نے معرکۂ کربلا میں سواری کی۔ آپ کی شہادت کے بعد گھوڑا آپ کے خون میں اپنے بال تر کئے ہوئے خیمۂ حرم میں پہنچا اور امام زین العابدین کے پاؤں سے اپنا منہ ملتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ایک روایت ہے کہ وہ اسی وقت زمین پر سر مار کر فنا ہو گیا۔

ذوالجناحین: (لغ: دو بازو والے) حضرت جعفر طیار کا لقب جنھیں خدا نے ان کے دونوں ہاتھ قطع ہو جانے پر جنت میں دو جواہرات کے پر عطا کئے۔ (دیکھئے جعفر طیار)۔

ذوالفقار: حضرت علی کی تلوار کا نام۔ اس کا پھل دوہرا تھا اور حضرت علی نے سارے غزوات میں اس سے کام لیا۔ اس کے بارے میں کئی روایات مشہور ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ذوالفقار کو جبرئیل آسمان سے لے کر رسولِ خدا کے پاس آئے اور خدا کا یہ ارشاد آپ کو پہنچایا کہ ہم نے تمام دنیا میں دیکھا مگر اس تلوار کا اہل سوائے علی کے کوئی نظر نہیں آیا۔ اس لئے آپ یہ تلوار جناب علی کو عطا کر دیں۔

ذوالقرنین: (لغ: دو سینگوں والا)۔ سکندر ذوالقرنین ایک نیک صالح بادشاہ تھا جس کا ذکر قرآن میں سورۂ کہف میں ہوا ہے۔ اس کے لقب ذوالقرنین کی کئی تاویلات کی گئی ہیں۔ (۱) وہ روم و فارس دو مملکتوں کا مالک تھا اور "قرن" جس کے معنی سینگ کے ہیں۔ بطور استعارہ طاقت و حکومت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ (۲) وہ فتوحات

کرتا ہوا اقصائے مشرق و مغرب تک پہنچا اور دونوں جہات میں بہت سے ممالک پر قابض و مسلّط ہوا (۳) اس کے سر میں دونوں جانب سینگ کے مشابہ دو غدود ابھرے ہوئے تھے (۴) اس کی زلفیں دراز تھیں جن کو وہ دو چٹیوں کی شکل میں گوندھ کر دونوں کاندھوں پر ڈالے رکھتا تھا (۵) ایک جابر بادشاہ کو جسے اس نے دعوتِ توحید دی اُس کے سر پر ایک ایسی سخت چوٹ لگائی کہ وہ مر گیا۔ اس کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر پھر تبلیغ کا فرض انجام دیا۔ اس مرتبہ پھر دوسری جانب چوٹ مار کر قوم نے اس کو شہید کر دیا۔ ان ضربوں سے اس کے سَر پر جو دو نشان پڑ گئے اس کی وجہ سے اس کو یہ لقب دیا گیا۔ (۶) وہ نجیب الطرفین تھا۔ (۷) اس قدر طویل عمر پائی کہ دو قرن (صدیاں) زندہ رہا (۸) جب وہ جنگ کرتا تھا تو بیک وقت دونوں ہاتھوں سے ہتھیار چلاتا تھا (۹) اس نے زمین کے تاریک اور روشن دونوں حصوں کی سیاحت کی تھی۔ (۱۰) وہ ظاہر و باطن دونوں علوم کا حامل تھا۔ (مزید دیکھئے سکندر ذوالقرنین، سدِ سکندری)۔

(۲) حضرت علی کا لقب ہے جو آپ کو رسول اکرم نے دیا تھا۔ اس لقب کی کئی مناسبتیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) حضرت علی کے سَر پر بھی دو بار دو طرفہ زخم آئے۔ ایک جنگِ خندق میں عمرو بن عبدِ وُدّ سے اور دوسرا ابن ملجم سے (۲) حضرت علی بہشت کے خزانے اور اُس کے ملک عظیم دونوں کے مالک ہیں۔ (۳) وہ ثقلین یعنی دو بزرگ چیزوں (قرآن اور اہل بیت) میں سے ایک ہیں۔ (۴) وہ سب سے اول شہادتیں یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کے ادا کرنے والے ہیں۔ (۵) انھوں نے دو قبلوں (یعنی بیت المقدس اور کعبہ) کی طرف نماز پڑھی۔ (۶) انھوں نے دو بیعتیں یعنی بیعتِ عقبہ

(جو ہجرت سے قبل مکہ میں ہوئی) اور بیعتِ رضواں (جو حدیبیہ میں ہوئی) کیں (۷) وہ سبطین یعنی حسن و حسین کے والد ہیں (۸) وہ جن و انس کے مولا ہیں (۹) ان کے لئے آفتاب کی دو مرتبہ رجعت ہوئی۔
(دیکھئے رجعتِ شمس)۔

ذوالمنن: (لغ: منّت و احسان والا)۔ مراد خدا جو سب پر مہربان اور احسان کرنے والا ہے۔

ذوالنّون: (لغ: مچھلی والے) حضرت یونس کا لقب جنھیں مچھلی نے نگل لیا تھا۔
(دیکھئے یونس)۔

ر

راضیہ: حضرت فاطمہ کا لقب ہے۔

رافع بن عبداللہ: مسلم بن کثیر کے غلام تھے۔ کربلا میں شہید ہوئے

راکبِ دوشِ نبی: (۱) حضرت علی جنھوں نے فتح مکہ پر رسول خدا کے دوشِ مبارک پر بلند ہو کر کعبے سے بُت ہٹائے اور تصویریں مٹائیں (۲) حضرت حسن اور حضرت حسین جنھیں ان کے بچپن میں رسولِ خدا کبھی کبھی کھیل میں اپنے کاندھے پر سوار کر لیتے تھے۔

ربابؑ: رباب بنت امرئ القیس۔ حضرت حسین کی زوجہ محترمہ جو ان کی صاحبزادی سکینہ اور صاحبزادے علی اصغر کی والدہ تھیں۔ امام حسین کو رباب سے خاص لگاؤ تھا۔ امام حسین کے ساتھ کربلا میں تھیں اور دیگر اسیرانِ اہلبیت کے ساتھ شام جانے کی مشقتیں بھی جھیلی تھیں۔ امام حسین کی شہادت کے بعد تقریباً ایک سال زندہ رہیں۔ لیکن اس حادثے سے ان کو اتنا زیادہ ذہنی صدمہ پہنچا کہ کسی گھر کی چھت نے ان پر سایہ نہ کیا اور بالآخر اسی سوگ میں انتقال کر گئیں۔

ربذہ: مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک مقام ہے جہاں حضرت ابوذر غفاری صحابیٔ رسولؐ نے ۳۰ھ سے ۳۲ھ تک اپنی زندگی کے آخری تین سال انتہائی تنہائی کے عالم میں گذارے۔ انھوں نے یہیں انتقال کیا اور یہیں دفن ہوئے۔ انھیں کے نام سے ربذہ کی مسجد ابوذر مشہور ہے۔

رجعتِ شمس: روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ کے لئے آفتاب دو بار غروب ہونے کے بعد پلٹا۔ (۱) پہلی بار غزوۂ خیبر کے موقع پر ایک روز رسول پاک حضرت علی کے زانو پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے کہ اس حالت میں وحی نازل ہوئی۔ حضرت علی نے عصر کی نماز ادا نہیں کی تھی اور وقت جا رہا تھا اور یہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ رسول پاک کو تکلیف دیں۔ چنانچہ انھوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے اشارے سے نماز پڑھلی۔ جب رسول پاک ان کی جانب متوجہ ہوئے تو نماز کا وقت گذر چکا تھا۔ آپؐ نے ان سے نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے اشارے سے نماز ادا کرنے کے بارے میں بتایا۔ تب رسولؐ اکرم نے دعا کی کہ خدا آفتاب کو لوٹا دے۔ آفتاب مغرب سے پھر بلند ہوا اور حضرت علی نے نماز ادا کی۔

(۲) دوسری بار سورج اُس وقت پھرا جب صفین کی جنگ سے قبل حضرت علی شہر بابل کے نزدیک دریائے فرات عبور کر رہے تھے اور ان کے رفقاء اپنی بار برداریوں کو دریا سے پار اتارنے میں مشغول تھے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا اور ان میں سے بہت سے نماز عصر نہ پڑھ سکے حضرت علی نے خدا سے دعا کی تاکہ سب لوگ عصر کی نماز پڑھ سکیں۔ خدا نے آپ کی دعا قبول کی اور آفتاب کو لوٹا دیا۔ جب یہ لوگ نماز پڑھ چکے تو سورج پھر اچانک غروب ہوگیا۔

رَخش: مشہور پہلوان رُستم کے گھوڑے کا نام تھا۔

رَدَدْنَاہُ اِلٰی اُمِّہٖ : (لغ : ہم نے اُسے اُس کی ماں کو لوٹا دیا) ۔سورۂ قصص (رکوع ۱) میں بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح حضرت موسیٰ کی ماں نے انھیں دریا میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ وہ فرعون کے محل میں جا پہنچے اور جب فرعون کی بیوی (آسیہ) نے حضرت موسیٰ کی پرورش کی خواہش ظاہر کی تو موسیٰؑ کی بہن نے زوجۂ فرعون سے کہا کہ وہ ایک عورت کو جانتی ہیں جو بچے کو دودھ پلا سکتی ہے اور وہ اپنی ماں کو وہاں لے کر پہنچیں۔اس طرح حضرت موسیٰ دوبارہ اپنی والدہ کو مل گئے۔

ردِّ شمس : دیکھیے رجعتِ شمس۔

رُستم : ایران کا مشہور پہلوان تھا۔اس کا لقب تہمتن تھا۔ یہ زال کا بیٹا اور سام کا پوتا تھا۔اس کا بیٹا سہراب تھا جس کو خود اُس نے دھوکے میں قتل کر دیا (دیکھیے سہراب)۔ بعد میں اس کے سوتیلے بھائی شغاد نے اسکی دھوکے سے جان لی۔ (دیکھیے چاہِ رستم)۔ فردوسی کا شاہنامہ رُستم کی حیرت انگیز بہادری کے کارناموں سے بھرا ہوا ہے۔کیونکہ رستم کے باپ زال کا نام دستان بھی ہے اس لئے اس کو بعض اوقات رستم دستاں بھی کہا جاتا ہے۔

رسول الثقلین : (لغ : دو گروہوں کے پیغمبر)۔ رسولِ خدا کا لقب ہے۔دو گروہوں سے مُراد انسان اور جن ہیں۔اس طرح رسولؐ اکرم تمام مخلوق کے رسول ہیں۔

رضا : آٹھویں امام۔ دیکھیے علی رضا۔

رضوان : بہشت کے داروغہ اور دربان کا نام۔

رَعد : وہ فرشتہ جس کی آواز بادل کی گرج ہے۔

رَفرَف : وہ سواری کا جانور جس پر رسولِؐ خدا شبِ معراج سدرۃ المنتہیٰ سے بارگاہ خداوندی تک تشریف لے گئے تھے۔

رقیم : قرآنِ حکیم میں اصحابِ کہف کو " اصحاب الکہف والرقیم " کہا گیا ہے مفسّرین

میں" رقیم" کے معنی کے بارے میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض اسے اُس پہاڑ کا نام بتاتے ہیں جس میں وہ غار تھا جس میں اصحاب کہف روپوش تھے بعض کے نزدیک یہ وہ وادی ہے جس میں یہ پہاڑ تھا۔ بعض اسے ایک شہر کا نام بتلاتے ہیں۔ بعض اس کو "رقم" سے مشتق سمجھتے ہیں اور اس کے معنی مرقوم (مکتوب) مُراد لیتے ہیں کیونکہ بادشاہِ وقت نے اُن کے نام ایک تختی پہ کھُدوا دیئے تھے۔ شواہد بہر حال یہ کہتے ہیں کہ یہ ملک اَدّوم کا دارالحکومت تھا۔ (مرثیوں میں کہیں کہیں رقیم کو ایک پہاڑ سمجھ کر تذکرہ کیا گیا ہے)۔

رُقیہ: امام حسین کے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کی صاحبزادی جو امام حسین کے ساتھ کوفے کے جانب سفر میں شریک تھیں۔

رُکنِ یمانی: کعبہ کے جنوبی گوشے کی دیوار جہاں ایک پتھر نصب ہے جس پر طواف کرتے وقت حاجی ہاتھ پھیرتے ہیں۔

رملہ: یزید کی بیٹی۔

روح الامین: (لغ: امانت دار فرشتہ)۔ حضرت جبرئیل کا نام۔ جبرئیل خدا کے رازوں کے امین ہیں۔ انھیں امین اس لیے بھی کہا گیا کہ جو کلام جیسا خُدا سے سنتے بالکل ویسا ہی پیغمبروں تک پہنچا دیتے۔

روح القدس: (لغ: پاک روح)۔ مراد حضرت جبرئیل۔

روح اللہ: حضرت عیسٰی کا لقب۔ خدا نے حضرت جبرئیل کو ان کی والدہ حضرت مریم کے پاس بھیجا۔ انھوں نے خدا کی جانب نفخ روح کیا جس کے نتیجے میں حضرت عیسٰی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔

روزبہ: حضرت سلمان فارسی کا اسلام قبول کرنے سے پہلے کا نام۔ (دیکھیے سلمان فارسی)

روضۂ رضواں: مراد باغِ بہشت جس کے دربان کا نام رضوان ہے۔

ز

زاکیہ: حضرت فاطمہ کا لقب۔
زال: مشہور ایرانی پہلوان رستم کا باپ۔ سام کا بیٹا اور نریمان کا پوتا تھا۔ زال نے افراسیاب کو فارس سے نکال کر زو پسر طہماسپ کو بادشاہ بنا دیا تھا بہمن نے زال کو قید کر دیا۔ قید سے بھاگ کر وہ زابلستان پہنچا اور رودابہ دختر محراب سے شادی کی جو رستم کی ماں ہوئی۔ زال پھر بہمن کے ہاتھ آ گیا۔ اور بہمن نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ زال کا نام دستان بھی ہے۔
زاہر بن عمرو اسلمی: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ رسول اللہ کے صحابی تھے۔ بیعت رضوان کا شرف حاصل تھا۔ جنگ خیبر اور صلح حدیبیہ میں شامل تھے۔ رسول اللہ سے روایت بھی کی ہے۔ سنہ ۶۰ھ میں حج کے لئے مکہ آئے تھے وہیں سے امام حسین کے ہمراہ کربلا آئے اور پہلے حملے میں شہید ہوئے۔
زبالہ: امام حسین کے سفر کربلا میں ایک درمیانی منزل۔ اسی منزل پر امام حسین سے ہلال بن نافع بجلی اور عمرو بن خالد ازدی کوفے سے آ کر ملے اور مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر پہنچائی۔ اسی مقام پر امام حسین نے اپنے رفقا کو آنے والے مصائب اور آزمائشوں سے آگاہ کیا اور فرمایا جو ان مصائب کی برداشت کی طاقت نہ رکھتے ہوں وہ علیحدہ ہو جائیں۔ چنانچہ بدوی قبائل کے وہ لوگ جو امام حسین کے ساتھ محض انعام واکرام کے لالچ میں ہو گئے تھے، جدا ہو گئے اور صرف وہی لوگ باقی رہ گئے جو اہل بیت کے سچے فدائیوں میں سے تھے۔

زبانِ خدا: حضرت علی کی طرف اشارہ ہے۔ روایت ہے کہ رسولؐ اکرم نے فرمایا کہ خدا نے شبِ معراج آپؐ سے حضرت علی کی زبان میں کلام کیا۔

زبور: خدا کی کتاب جو حضرت داؤدؑ پہ نازل ہوئی۔ یہ کتاب خدا کی حمد میں نغمات پر مشتمل تھی اور جب حضرت داؤد لحن کے ساتھ اس کی تلاوت کرتے تو جانور اور درخت تک وجد میں آجاتے۔

زرارہ بن صالح: جب امام حسین مکہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے تو زرارہ راہ میں ملے اور آپ کو یزیدی فوجوں کی کوفے میں آمد سے مطلع کیا۔

زرارہ بن محارب: یزیدی فوج میں شامل تھا۔ حضرت عباس علمدار پہ ایک کمیں گاہ سے چھپ کر حملہ کیا جس سے ان کا دایاں ہاتھ قطع ہو گیا۔ بعد میں اس نے امام حسین پر بھی تلوار چلائی (مزید دیکھئے ابن محاربی)۔

زرعہ بن شریک تمیمی: جب سارے رفقا کے شہید ہونے کے بعد امام حسین مقابلے کے لئے بڑھے تو سب سے پہلے زرعہ نے تلوار کا بھرپور وار آپ پر کیا۔ اور آپ کے بائیں ہاتھ اور کاندھے کو زخمی کیا۔ لیکن امام حسین نے اس پر ایسا جوابی وار کیا کہ وہ ہلاک ہو کر گر پڑا۔

زعفر: کہا جاتا ہے کہ زاہد جنوں کا سردار تھا۔ جب امام حسین کربلا میں تن تنہا رہ گئے تو یکایک ایک غبار اٹھا اور اس میں سے زعفر نمودار ہوا اور امام حسین سے اجازت چاہی کہ اپنا جنوں کا لشکر لے آئے اور دشمنوں کو ہلاک کر ڈالے لیکن امام حسین نے یہ پسند نہ فرمایا کہ وہ رسولؐ خدا کی امت کو کسی پوشیدہ مدد یا کمک سے قتل ہونے دیں۔ چنانچہ زعفر بڑے افسوس کے ساتھ آپ سے رخصت ہوا۔

زکریا: مشہور پیغمبر ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت مریم کے خالو تھے۔ جب حضرت مریم کو منت کے مطابق "ہیکل" کے نذر کیا گیا تو زکریاؑ کو ہی انکا

کفیل مقرر کیا گیا۔ خدا نے ان کو بڑھاپے میں (جب کہ بعض روایات کے مطابق ان کی عمر ۹۰ سال اور بعض کے مطابق ۱۲۰ سال تھی) اولاد عطا کی۔ ان کے بیٹے حضرت یحییٰ بھی پیغمبر ہوئے۔ بعد میں یہودی حضرت زکریا کے درپے آزار ہوئے اور ان کو قتل کرنا چاہا۔ چنانچہ انھوں نے ایک درخت کے شگاف میں داخل ہو کر پناہ لینی چاہی۔ یہودی آرہ لے کر آئے اور درخت اور اُس کے ساتھ حضرت زکریا کے بھی دو ٹکڑے کر دیئے۔

زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ : (لغ : زمین میں جنبش دی گئی) دیکھئے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ۔

زلیخا : عزیزِ مصر کی بیوی جو حضرت یوسف پر عاشق تھی۔ عزیزِ مصر نے حضرت یوسف کو ان قافلے والوں سے غلام کے طور پر خرید لیا تھا جو انھیں کنوئیں سے نکال کر لائے تھے۔ زلیخا حضرت یوسف کے حسن و جمال کو دیکھ کر فریفتہ ہوگئی اور ان کو بہکانا چاہا۔ مگر یوسفؑ نے اپنی پاکبازی قائم رکھی۔ زلیخا کی اپنے غلام پر فریفتگی کا جب چرچا دوسری عورتوں میں عام ہوا تو اُس نے ان سب عورتوں کو اپنے یہاں بلایا اور ان کے ہاتھ میں چھریاں اور لیمو دیئے۔ تب حضرت یوسف کو آنے کو کہا۔ یہ عورتیں اُن کا حسن دیکھ کر دم بخود رہ گئیں۔ اور عالمِ بیخودی میں بجائے لیمو کے اپنے ہاتھ کاٹ لئے زلیخا کو جب حضرت یوسف کی جانب سے پوری مایوسی ہوگئی تو اُس نے اپنے شوہر سے کہہ کر انھیں قید میں ڈلوا دیا۔ بعد میں جب یوسفؑ مصر کے خزانوں کے محافظ بنے اور عزیزِ مصر نے وفات پائی تو روایت کے مطابق زلیخا کا شباب عود کر آیا اور وہ حضرت یوسف کی زوجیت میں آگئی۔ (مزید دیکھئے یوسف)۔

زمزم : خانہ کعبہ میں ایک کنواں ہے۔ حضرت ابراہیم اپنی پہلی بیوی سارہ کی

خواہش کے بموجب اپنی دوسری بیوی ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو اُس ویران مقام پر لے گئے جہاں بعد میں خانۂ کعبہ تعمیر ہوا اور وہاں ماں بیٹے کو چھوڑ دیا۔ کچھ دنوں کے بعد ہاجرہ کے پاس کچھ نہیں رہا اور پانی بھی ختم ہو گیا۔ پیاس کی شدت سے اسمٰعیل تڑپنے لگے۔ ہاجرہ پریشانی کے عالم میں پانی کی تلاش میں ادھر اُدھر دوڑنے لگیں۔ تب خدا نے حضرت جبرئیل کو بھیجا جنھوں نے حضرت اسمٰعیل کے قریب ہی ایڑی ماری جہاں سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ ہاجرہ زَم زَم (تھم جا تھم جا) کہتی جاتی تھیں اور باڑھ باندھتی جاتی تھیں۔ یہی چشمہ جس نے اب کنوئیں کی شکل اختیار کرلی ہے زمزم ہے اور اس کا پانی نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے اور اس کا پینا باعثِ نجات تصور کیا جاتا ہے۔

زندانِ شام: ملک شام کا وہ قید خانہ جس میں واقعۂ کربلا کے بعد اہلِ بیت کو رکھا گیا تھا۔ کربلا کے معرکے کے بعد ابن زیاد نے امام حسین اور دوسرے شہدائے کربلا کے سروں کے ساتھ اہلِ حرم اور امام زین العابدین کو شمر ذی الجوشن کی معیت میں دمشق روانہ کیا تھا۔ دمشق میں اہلِ حرم کو تنگ و تاریک قید خانے میں رکھا گیا کہا جاتا ہے کہ اس قید خانے میں یزید کی بیوی ہند بھی بی بیوں سے ملنے آئی تھی۔

زوجِ بتول: حضرت علی جو حضرت فاطمہ (جن کا لقب بتول ہے) کے شوہر محترم تھے۔

زوجۂ حسن: اُمِّ فروہ امام حسن کی زوجہ محترمہ اور حضرت قاسم کی والدہ۔ بعض روایتوں کے مطابق ان کا نام رملہ تھا۔

زوجۂ عباس: حضرت عباس علمدار کی زوجہ محترمہ۔ ان کا نام ذکیہ یا لبابہ بیان کیا جاتا ہے۔ عبیداللہ بن عباس بن عبد المطلب ان کے والد تھے۔ ان کے دو صاحبزادے فضل اور عبیداللہ اور ایک صاحبزادی تھیں۔ ان کے علاوہ

آپ کی اولاد میں دو اور صاحبزادوں حسن اور قاسم کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

زوجۂ مُسلم: حضرت مسلم بن عقیل کی زوجۂ محترمہ رقیہؓ جو کہ امام حسین کی سوتیلی بہن تھیں۔ ان کی والدہ اُم حبیب بنت ربیعہ کنیز تھیں۔ رقیہ کے بطن سے عبداللہ اور علی پیدا ہوئے۔ عبداللہ بن مسلم کربلا میں شہید ہوئے۔

زہرا: حضرت فاطمہ کا لقب ہے۔

زہرائے ثانی: امام حسین کی بہن حضرت زینب کو کہا گیا ہے۔

زہیر بن قین: زہیر بن قین بجلی اپنے قافلے کے ساتھ حج سے لوٹ رہے تھے کہ راستے میں ان کو امام حسین کا ہم سفر ہونے کا اتفاق ہوا۔ ایک دن امام حسین نے ان کو بلایا اور ان سے گفتگو کی۔ جب واپس ہوئے تو خدمت اہل بیت کے لئے کمربستہ تھے۔ اپنی بیوی کو طلاق دی، قافلے والوں سے رخصت چاہی اور امام حسین کے ہمراہیوں میں شامل ہوگئے۔ جب سپاہِ شام کا سامنا ہوا تو انھوں نے یزیدیوں کی ہر گستاخی اور چیلنج کا دندان شکن جواب دیا۔ امام حسین نے عاشورہ کے دن انھیں اپنی فوج کے میمنے پر سردار مقرر کیا تھا۔ انھیں کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس نے شہید کیا۔

زید بن ارقم: رسولؐ خدا کے صحابی تھے اور مدینے کے قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ اُحد کے بعد کے سارے غزوات میں شریک رہے اور جنگ صفین میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ بعد میں انھوں نے کوفے میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ معرکۂ کربلا کے بعد جب امام حسین کا سر ابن زیاد کے سامنے لایا گیا اور وہ بید کی چھڑی سے اُن کے دانتوں اور لبوں سے گستاخی کرنے لگا تو زید بن ارقم نے اس کو اس فعل سے روکنا چاہا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ کے لب اِن دانتوں اور لبوں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ یہ کہکر ابن زیاد کی مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ ابن زیاد نے

دھمکی دی کہ اگر وہ بوڑھے نہ ہوتے تو وہ ان کو قتل کر ڈالتا۔ زید نے ۶۶ھ یا ۶۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

زید بن حارثہ: پہلے حضرت خدیجہ کے غلام تھے۔ انھوں نے انکو رسول اللہ کی خدمت کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔ بعد میں رسول خدا نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا یہ شروع میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں۔ رسول خدا ان سے بے حد محبت کرتے تھے۔ جب حضرت حمزہ ایمان لائے تو زید سے اُن کا بھائی چارہ کرا دیا۔ قیام مساوات کے لیے رسول خدا نے ان سے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت جحش سے نکاح کرا دیا۔ لیکن مزاج کی ناموافقت کی بنا پہ طلاق ہوگئی زید ہی تنہا ایسے صحابی ہیں جن کا نام قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ (سورہ احزاب رکوع ۵)۔ ۸ھ میں رسول اللہ نے انہیں موتہ کی مہم کا سردار بنا کر بھیجا۔ اسی جنگ میں زید شہید ہوئے۔ انکی اولاد میں اُسامہ ہی بڑی عمر تک زندہ رہے۔

زید بن رقاد۔ یزیدی فوج میں شامل تھا۔ اس نے اپنے تیروں سے مسلم بن عقیل کے صاحبزادے عبداللہ کو جنگ کربلا میں شہید کیا۔ بعد میں مختار ثقفی کے آدمیوں نے اس کو تیر مار مار کر گرا دیا اور پھر زندہ ہی جلا دیا۔

زید بن ورقہ: یزیدی لشکریوں میں سے تھا۔ اس نے حضرت عباس علمدار پہ چھپ کر حملہ کیا تھا۔ اور انھیں زخمی کیا تھا۔

زین العابدین: امام حسین کے صاحبزادے اور چوتھے امام ہیں۔ علی نام اور ابو محمد ابوالقاسم، ابوالحسن کنیتیں ہیں۔ زین العابدین، زین العباد، سید الساجدین، زکی اور امین القاب ہیں۔ سجاد اور عابد بھی کہا گیا ہے۔ ۱۵ جمادی الثانی ۳۸ھ کو پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ حضرت شہربانو تھیں سفر کربلا میں امام حسین کے ساتھ تھے لیکن علالت کی وجہ سے جنگ میں شریک نہ ہو سکے (اسی وجہ سے بعض اوقات ان کی جانب "بیمار کربلا" کہہ کر

اشارہ کیا جاتا ہے)۔ چنانچہ آپ کو اہل بیت کے ساتھ اسیری کی حالت میں شام لے جایا گیا اور آپ نے یزید کے سامنے بے خوفی کے ساتھ آوازِ حق بلند کی۔ اہل بیت کے ساتھ آپ بعد میں مدینہ لوٹے۔ ۲۵ محرم ۹۵ھ کو آپ نے وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو ولید بن عبد الملک کی سازش سے زہر دیا گیا تھا۔

زین العبا، زین العباد: دیکھئے زین العابدین۔

زینب: حضرت علی کی صاحبزادی اور امام حسین کی حقیقی بہن۔ امام حسین سے بےحد محبت کرتی تھیں اور معرکۂ کربلا میں ان کے ساتھ تھیں۔ اُن کی شہادت کے بعد آپ نے اُن کی یاد میں دردناک مرثیے کہے تھے۔ کربلا سے جب آپ کو کوفہ و دمشق لے جایا گیا تو آپ کی جرأت اور حاضر جوابی نے کوفے اور شام کے درباروں کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ امام حسین کے صاحبزادے حضرت علی اکبر سے بھی انھیں خاص لگاؤ تھا جو کہ اکثر مراثی کا موضوع بنا ہے ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر سے ہوا تھا۔ ان کے دو صاحبزادے عون و محمد امام حسین کے ساتھ معرکہ کربلا میں شریک ہو کر شہید ہوئے (بعض مورخ محمد کی والدہ کا نام خوصار بتاتے ہیں)۔ حضرت زینب کی صحیح تاریخ وفات تاریخ کی کتابوں میں مذکور نہیں ہے۔

س

سارہ: حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی تھیں اور انھیں نہایت عزیز تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ابراہیم کے چچا ہاران کی بیٹی اور پیغمبر لوطؑ کی بہن تھیں۔ نہایت

حسین وجمیل تھیں۔ جب ابراہیمؑ کے ساتھ مصر پہنچیں تو والیٔ مصر تک ان کے حسن وجمال کا چرچا پہنچا اور اس نے ان کو زبردستی بلا بھیجا لیکن قدرت الٰہی سے دراز دستی کرنے سے مجبور رہا۔ چنانچہ ان کی خدمت کے لئے ہاجرہ کو دے کر رخصت کیا۔ سارہ کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے انھوں نے ابراہیمؑ کو ہاجرہ سے نکاح کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن جب ہاجرہ سے اسمٰعیل پیدا ہوئے تو سارہ کو ہاجرہ سے حسد پیدا ہوا۔ خدا نے سارا کو بھی بیٹا دیا جس کا نام انھوں نے اسحٰق رکھا۔ پھر سارا نے ابراہیمؑ کو مجبور کیا کہ وہ ہاجرہ کو اپنے سے جدا کریں۔ چنانچہ ابراہیمؑ ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو صحرائے حجاز میں چھوڑ آئے۔

ساغرِ جم: دیکھئے جامِ جم۔

ساقیٔ کوثر: جنت کے حوضِ کوثر سے پلانے والے۔ رسولؐ اکرم کا لقب ہے۔ رسولِ خدا کی ایک حدیث یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؑ کے بارے میں فرمایا کہ وہ میرے حوض کے پیچھے کھڑے ہوں گے اور میری امت میں سے جسے پہچانتے ہوں گے اسے سیراب کریں گے۔ اسی مناسبت سے "ساقیٔ کوثر" کی اصطلاح حضرت علی کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے۔

سالم: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ عامر بن مسلم عبدی کے غلام تھے اور انھیں کے ساتھ کربلا آئے تھے۔

سام: (۱) حضرت نوحؑ کا نافرمان بیٹا جو طوفانِ نوحؑ میں غرق ہوا۔ (دیکھئے پسرِ نوح)۔
(۲) رستم کے دادا کا نام بھی سام بن نریمان تھا۔

سامری: ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت موسیٰ کے ساتھ قلزم پار کر کے آئے تھے۔ جب موسیٰؑ چالیس دن کے اعتکاف کے لئے کوہِ طور پر گئے تو سامری نے وہ سارے زیور جو بنی اسرائیل اپنے ساتھ مصر سے لائے تھے اکٹھا کر کے ان سے سونے کا ایک بچھڑا بنایا اور حضرت جبرئیل کے قدموں تلے کی خاک جو

اس نے پہلے اٹھائی تھی، بچھڑے کے خول میں ڈالی تو وہ بولنے لگا۔ سامری نے بنی اسرائیل کو یقین دلایا کہ یہی ان کا معبود ہے۔ بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کی پرستش شروع کردی۔ جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے تو انھیں بنی اسرائیل کے اس عمل سے بے حد تکلیف پہنچی اور ان کی بددعا سے اُن لوگوں پر عذاب الٰہی نازل ہوا جس سے یہ بچھڑا بھی جل کر خاک ہوا۔ سامری بھی پاگلوں کی طرح سر ٹکرا ٹکرا کر مرا۔ بعض روایات کے مطابق سامری حضرت موسیٰ کا بھانجا تھا اور سناری کا کام کیا کرتا تھا۔

سَبا: ایک حکومت تھی جس کا اصلی مرکز مشرقی یمن اور دارالحکومت مارب تھا۔ یہ حکومت بعد میں حبش اور شمالی عرب تک پھیل گئی۔ حضرت سلیمان کے زمانے میں بلقیس سبا کی ملکہ تھی۔ بعد میں جب اہل سبا نے حق سے سرتابی کی تو ایک سیلاب نے مارب اور اس سے ملحقہ وادی کو تہ و بالا کر ڈالا۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ: (لغ: پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندے کو رات میں لے گئی) سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت جس میں رسول اللہ کی معراج کی جانب اشارہ ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا۔ (پاک ذات ہے اُس خدا کی جو اپنے بندے کو راتوں رات کعبہ سے اُس مسجد اقصیٰ تک جس میں ہم نے برکتیں رکھی ہیں، اس لئے لے گیا کہ ہم اُسے اپنی نشانیوں میں سے چند دکھلائیں)

سِبطین: (لغ: دونوں سبط۔ سبط بمعنی بیٹے یا بیٹی کی اولاد) مُراد حضرت حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ حضرت حسن کو سبطِ اکبر اور حضرت حسین کو سبطِ اصغر بھی کہا جاتا ہے۔

سَبعِ مثانی: قرآن مجید کی پہلی سورۃ سورۂ فاتحہ کا نام ہے۔ سبع اس لئے کہا گیا ہے کہ اس میں سات آیتیں ہیں، اور مثانی اس وجہ سے کہ دو بار نازل ہوئی۔

ایک بار مکہ میں اور دوسری بار مدینہ میں۔

سجّاد: امام زین العابدین کا لقب جو آپ کے کثرتِ سجود کی وجہ سے پڑ گیا۔ (مزید دیکھئے زین العابدین)۔

سحاب: (لغ: بادل کا ٹکڑا) (۱) رسول اللہ کے ایک عمامے کا نام۔ اس کا رنگ گلابی تھا۔ اسے جنگ خندق کے موقع پر رسول خدا نے حضرت علیؑ کے سر پہ باندھا تھا۔ (۲) یہ بھی روایت ہے کہ بادل کا ایک ٹکڑا رسولِ خدا کے سر پہ سایہ کئے رہتا تھا۔

سَحبانِ وائل: سحبان بن زُفر بن ایاد۔ قبیلۂ ربیعہ کی شاخ وائل میں زمانۂ جہالت میں پیدا ہوا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان ہوا۔ اپنے دور کے پُر اثر مقررین میں سے تھا۔ برجستگی، بلاغت، اسلوب کی جدّت، صنائع و بدائع کے حسن استعمال اور غیر معمولی تاثیر کے باعث اس کا نام خطابت کے فن میں ضرب المثل بن گیا۔ ۵۴ھ میں وفات پائی۔

سِدرہ / سِدرۃ المنتہیٰ: (لغ: بیری کا درخت)۔ سدرۃ المنتہیٰ جنت الماویٰ کے پاس وہ حد ہے جہاں جبرئیل کا مقام ہے اور جس کے آگے جبرئیل یا کوئی اور نہیں جا سکتا۔ (اسی مناسبت سے حضرت جبرئیل کو مرغ سدرہ، طائر سدرہ، بلبل سدرہ اور سدرہ نشین کہا جاتا ہے)۔ اسی مقام تک جبرئیل رسولِ خدا کو شبِ معراج لے گئے تھے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے بارے میں کئی روایتیں مشہور ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی جڑیں پانچویں یا چھٹے آسمان پر ہیں اور اس کی شاخیں ساتویں آسمان سے بھی آگے نکل گئی ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں سے چیزیں نیچے زمین پر آتی یا اوپر چڑھتی ہیں۔

سدِّ سکندر: وہ دیوار جو سکندر ذوالقرنین نے یاجوج و ماجوج کے فتنے سے شمال کے لوگوں کو نجات دلانے کے لئے تعمیر کی۔ یاجوج و ماجوج ایک وحشی قوم تھی جو تباہ کاری پھیلاتی پھرتی تھی۔ جب لوگوں نے سکندر سے اس کے

شمال کے سفر کے دوران اس قوم کی فساد انگیزی کی شکایت کی تو اُس نے لوہے کے ٹکڑوں اور پگھلے ہوئے تانبے سے ایک ایسی مضبوط دیوار تیار کر دی جس سے وہ درّہ بالکل بند ہو گیا جس سے نکل کر یاجوج ماجوج حملہ آور ہوا کرتے تھے۔

سَدُوم: اُردن کا ایک شہر جو بحیرۂ مُردار کے قریب واقع تھا۔ یہاں قوم لوطؑ آباد تھی جو کہ لڑکوں سے اپنی جنسی خواہش پوری کرتی تھی۔ خُدا نے اُن پر عذاب بھیجا اور اس بستی کا پورا تختہ الٹ دیا گیا۔

سردارِ شباب: (لغ: نوجوانوں کے سردار)۔ مُراد حضرت حسنؑ و حضرت حسینؑ۔ رسولِ خدا کے اس قول کی طرف اشارہ ہے۔ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدُ الشَّبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃ (حسن و حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں)۔

سردارِ مومناں: حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ آپ کے القاب میں سے ایک "امیر المومنین" ہے۔ یہ اسی کا ترجمہ ہے۔

سعد بن حارث: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ حضرت علیؑ کے غلام تھے۔ امام حسنؑ کی خدمت میں بھی رہے۔ امام حسینؑ کے ساتھ مدینے سے مکّہ کا سفر کیا اور انہیں کے ساتھ کربلا تک آئے اور شہید ہوئے۔

سعد بن وقاص: رسول اللہؐ کے صحابی تھے۔ شروع میں اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ ایران اُن کی ہی سپہ سالاری میں فتح ہوا اس لئے فاتحِ ایران کہلائے۔ انہیں کے مشورے پر حضرت عمرؓ کے زمانے میں کوفے کی بنیاد ڈالی گئی۔ ۵۵ھ میں وفات پائی۔ عمرو بن سعد جس نے امام حسینؑ کے مقابلہ میں یزیدی فوج کی سرکردگی کی، ان کا ہی بیٹا تھا۔

سعدی: فارسی کے عظیم ترین شعراء میں سے تھے۔ نام شرف الدین بن مصلح بن عبد اللہ سعدی شیرازی۔ ولادت غالباً ۵۸۹ھ میں ہوئی۔ انکی تصانیف

"بوستان" اور "گلستاں" بہت مشہور ہیں۔ ۱۲۹۱ء اور ۱۲۹۴ء کے درمیان وفات پائی۔

سعید بن عبداللہ حنفی: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ کوفے کے معززین میں سے تھے۔ اہل کوفہ کی جانب سے آخری خط امام حسین کی خدمت میں یہی ہانی بن ہانی سبیعی کے ساتھ لے کر گئے تھے۔ مسلم بن عقیل کے کوفہ پہنچنے پر انھوں نے انھیں پوری حمایت کا یقین دلایا تھا۔ روز عاشورہ انھوں نے اپنے آپ کو امام حسین کے لئے برابر ڈھال بنائے رکھا۔ لوگ ان پر تیر چلاتے رہے۔ مگر وہ برابر حضرت حسین کے سامنے ڈٹے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

سعیر: دوزخ کا ایک طبقہ۔ بعض مفسرین کے نزدیک اس دوزخ میں صابئین ڈالے جائیں گے۔ قرآن حکیم میں حق تلفی کرنے والوں کو عام طور پر اسی جہنم کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے۔

سفیان: دیکھئے ابو سفیان۔

سقائے حرم | سقائے سکینہ: حضرت عباس علمدار کی طرف اشارہ ہے جو امام حسین کی صاحبزادی سکینہ کی پیاس کی خاطر مشکیزہ لے کر فرات سے پانی لینے گئے اور اسی کوشش میں شہادت پائی۔ (دیکھئے عباس علمدار)۔

سقر: دوزخ کے سات طبقوں میں سے ایک۔

سکندر ذوالقرنین: ایک نیک و صالح بادشاہ جس کا ذکر سورۂ کہف میں کیا گیا ہے۔ سکندر کون تھا؟ مشہور مقدونی فاتح یا کوئی اور؟ اس بارے میں مفسرین میں بڑا اختلاف ہے۔ قرآن حکیم صرف اتنی روشنی ڈالتا ہے کہ اس نیک و صالح بادشاہ نے تین قابل ذکر مہمیں سر کیں۔ ایک مشرق اقصیٰ کی، دوسری مغرب اقصیٰ کی اور تیسری شمال کی۔ اس تیسری مہم میں اُس نے شمال کے لوگوں کو یاجوج و ماجوج کے فتنے سے نجات دلانے کے لئے اُس درّے کو

لوہے کی تختیوں اور پگھلے ہوئے تانبے سے ایک مضبوط دیوار بنا کر بند کر دیا جہاں سے نکل کر یاجوج و ماجوج تباہی پھیلاتے تھے۔ (دیکھئے سدِ سکندر)۔

(۲) سکندر سے یہ روایت بھی منسوب کی جاتی ہے کہ وہ آبِ حیات کی تلاش میں ظلمات گیا اور جب اُس نے دیکھا کہ کئی پرندے اور جانور جنھوں نے آبِ حیات پی لیا ہے، چشمے کے قریب پڑے سسک رہے ہیں اور مرتے نہیں تو اس نے آبِ حیات پینے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس لوٹ آیا۔

(۳) سکندر سے آئینے کی ایجاد بھی منسوب ہے (دیکھئے آئینۂ سکندر۔ مزید دیکھئے ذوالقرنین)۔

سکینہ: امام حسین کی چھوٹی صاحبزادی جو رباب بنت امرئ القیس کے بطن سے تھیں۔ ان کا اصل نام آمنہ یا امیمہ بتایا جاتا ہے۔ لیکن فرطِ محبت سے والدین نے انھیں سکینہ (باعثِ سکونِ دل) پکارنا شروع کیا۔ مرثیہ نگار معرکۂ کربلا میں ان کی عمر بہت کم بتاتے ہیں۔ پیاس سے ان کی بیتابی کی تاب نہ لا کر ان کے چچا حضرت عباس علمدار پانی لینے فرات پر گئے اور شہید ہوئے۔ امام حسین کی شہادت کے بعد شمر نے خیمۂ حرم لوٹنے کے دوران ان کو طمانچے لگائے اور کانوں سے بالیاں نوچ لیں۔ واقعہ کربلا کے بعد وہ عرصے تک زندہ رہیں اور مدینہ میں وفات پائی۔ لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زندانِ شام میں جب امام حسین کا سر ان کے سامنے لایا گیا تو شدتِ غم سے انھوں نے انتقال کیا۔

سگِ ابلق: شمر ذی الجوشن جس نے امام حسین کا سر اتارا۔ شمر کو برص کا مرض تھا جس سے اس کی جلد داغدار تھی۔ روایت ہے کہ ایک بار رسولِ خدا نے خواب میں دیکھا کہ ایک ابلق کتا اہلِ بیت کے خون میں منہ ڈالتا ہے اور آپؐ نے اس کی تعبیر فرمائی تھی کہ کوئی کوڑھی حسین کو مارے گا۔

سگِ اصحاب کہف: دیکھیے اصحاب کہف اور قطمیر۔

سَلسَبِیل: جنت کا ایک چشمہ جو شہد کا ہے اور جو طوبیٰ کی جڑ سے نکلتا ہے۔

سلطانِ کربلا: مُراد امام حسینؑ۔

سَلع: مدینہ کے پاس ایک پہاڑ ہے جس کو جنگ خندق کے موقع پر مسلمانوں نے اپنی پشت پناہ بنایا تھا۔

سلمان بن مضارب بجلی: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ زہیر بن قین بجلی کے چچا زاد بھائی تھے۔ انھیں کے ساتھ حج کر کے لوٹ رہے تھے۔ جب زہیر امام حسینؑ کی نصرت کے لئے آگے آئے تو یہ بھی ان کے ساتھ حضرت حسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بالآخر شہید ہوئے۔

سلمان فارسی: رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ پہلے ماہ بہ یا روزبہ نام تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد سلمان رکھا گیا۔ اصفہان کے قریب کے رہنے والے تھے۔ آبائی مذہب مجوسی تھا۔ پھر عیسائی مذہب قبول کیا۔ بالآخر مسلمان ہوئے۔ رسولؐ اللہ اور آپ کے اہلِ بیت سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ جب غزوۂ خندق کے موقع پر یہ بحث ہوئی کہ سلمان انصار میں سے ہیں یا مہاجر؟ تو رسولؐ خدا نے فرمایا کہ سلمان میرے اہلِ بیت میں سے ہیں۔ ۳۵ھ میں مدائن کے مقام پر وفات پائی۔ لکھا گیا ہے کہ حضرت سلمان پر ایک بار صحرا میں شیر نے حملہ کر دیا۔ انھوں نے پکارا یا فارس الحجاز اُدرکنی (اے حجاز کے شہسوار میری خبر لیجئے)۔ ایک سوار آیا اور اس نے انھیں شیر سے نجات دلائی۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ سوار حضرت علیؑ تھے۔

سُلیمان: اپنے والد حضرت داؤد کی طرح قوم بنی اسرائیل کے حاکم اور پیغمبر تھے خدا نے انھیں کئی اوصاف سے سرفراز کیا تھا۔ (۱) یہ چرند و پرند حتیٰ کہ چیونٹیوں تک کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔ چنانچہ قرآن حکیم (سورۂ نمل) میں

یہ ذکر ہے کہ ایک بار حضرت سلیمان کا اپنے لشکر کے ساتھ چیونٹیوں کی وادی (وادی نملہ) میں گذر ہوا۔ جب چیونٹیوں نے اس لشکر جرار کو بڑھتا دیکھا تو اُن میں سے ایک نے کہا۔" اے چیونٹیو اپنے گھروں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں سلیمان اور ان کا لشکر تم کو پیس ڈالے"۔ حضرت سلیمان یہ سُن کر ہنس پڑے اور چیونٹیوں کے سردار کے عاقلانہ حکم کی انھوں نے داد دی۔ اسی طرح قرآن حکیم میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایکبار ہُد ہُد نے حضرت سلیمان کو سبا کی ملکہ بلقیس کے بارے میں مطلع کیا چنانچہ انھوں نے اسی پرندے کے ذریعہ بلقیس کے پاس ایک خط روانہ کیا جس میں انھیں ایمان لانے کی دعوت دی گئی تھی۔ اسی بنا پر ہُد ہُد کو لئے پیک سلیمان، قاصد سلیمان اور مرغ سلیمان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۲) خدا نے حضرت سلیمان کو دوسرا وصف یہ دیا تھا کہ جنّ اور حیوانات ان کے تابع تھے۔ چنانچہ اس سے قبل کہ بلقیس حضرت سلیمان کے پاس پہنچیں انھوں نے ایک جنّ سے بلقیس کا تخت اپنے محل میں منگوا لیا تھا جس کو وہاں دیکھ کر بلقیس حیران رہ گئیں۔ اسی طرح حضرت سلیمان نے شیشے کا ایک ایسا محل جنوں سے تیار کروایا جس کے نیچے پانی رواں تھا۔ اور جب بلقیس کو اس پر سے گذرنے کو کہا گیا تو انھوں نے اپنے پائنچے چڑھالئے بالآخر بلقیس حضرت سلیمان کی حیوانات اور جنوں پر طاقت کو دیکھ کر ان پر ایمان لے آئیں۔

(۳) خدا نے ہوا کو بھی حضرت سلیمان کے حق میں مسخر کیا تھا۔ چنانچہ وہ اُن کے حکم سے اپنی رفتار بدل دیتی تھی۔ اور ان کے تخت کو حیرت انگیز رفتار سے ایک جگہ سے دوسری جگہ اڑا کر لے جاتی تھی۔ (مزید دیکھئے تخت سلیمانی)

کہا جاتا ہے کہ یہ تخت دو خونخوار شیروں کی پیٹھ پر قائم رہتا تھا۔ جب حضرت سلیمان اس پر بیٹھنا چاہتے تو یہ شیر نیچے جھک جاتے تھے۔ اس تخت پر دو گدھ اپنے پروں سے سایہ کئے رہتے تھے۔

اسرائیلی روایات میں سے ہے کہ ایک بار کچھ عرصے کے لئے تخت سلیمانی پر شیطان کا (یا ایک جن کا جس کا نام صخرہ بتایا جاتا ہے) قبضہ ہو گیا۔ اسکی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت سلیمان کی ایک بیوی بت پرست تھی چنانچہ خدا نے انھیں یہ سزا دی کہ جس مدت تک ان کی بیوی نے بت پرستی کی تھی اتنی مدت کے لئے وہ تخت و سلطنت سے محروم کر دئے گئے۔ ہوا یوں کہ حضرت سلیمان کی وہ انگشتری جس پر اسم اعظم کھدا ہوا تھا (دیکھئے خاتم سلیمانی) کسی طرح سے دھوکے سے شیطان (یا صخرہ جن) نے حاصل کر لی۔ اور وہ حضرت سلیمان کی صورت اختیار کر کے اُن کی جگہ حکومت کرنے لگا۔ مدت ختم ہونے پر یہ انگوٹھی شیطان (یا جن) کے ہاتھ سے نکل کر ایک دریا میں گر گئی اور وہ مچھلی جس نے اس انگوٹھی کو نگل لیا تھا شکار ہو کر حضرت سلیمان کے پاس آئی اور اس طرح اس کے پیٹ سے سلیمانؑ کو دوبارہ اپنی انگوٹھی حاصل ہو گئی اور انھیں پھر پہلی سی طاقتیں حاصل ہو گئیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پریاں (جن کا مسکن کوہ قاف بتایا جاتا ہے) حضرت سلیمان کی اُمت میں ہیں اور وہ ان کو اپنا پیغمبر مانتی ہیں۔

سَمِعَ اللّٰہ: (لغ: اللہ نے سُن لیا)۔ وہ دُعا جو رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہوتے وقت نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ پوری دُعا یہ ہے: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہٗ (خُدا نے اس بندے کی بات سُن لی جس نے اُس کی تعریف کی)۔

سَمَک: (لغ: مچھلی)۔ وہ مچھلی جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اُس کی پیٹھ پر وہ گائے کھڑی ہے جس کے سینگوں پر زمین قائم ہے۔

سنان بن انس، یزیدی لشکر کا ایک سردار تھا۔ ابن زیاد نے اس کو ایک علم اور دس ہزار سوار دے کر عمرو بن سعد کی ماتحتی میں کربلا بھیجا تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنھیں لے کر شمر امام حسین کے قتل کے لئے آگے بڑھا تھا۔ اسی شقی نے امام حسین کی پشت پر پیچھے سے آکر نیزہ مارا تھا جس سے آپ گر پڑے تھے۔ اور آپ کی شہادت کے بعد اس نے آپ کی انگوٹھی اور زرہ پر ہاتھ ڈالا۔

سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَق: (لغ: پتلے اور دبیز ریشمی کپڑے)۔ جنتی لوگوں کے ریشمی لباس۔ قرآن حکیم میں تین جگہ اس لباس کا تذکرہ کیا گیا ہے جیسے سورۂ کہف (رکوع ۴) میں: یَلْبَسُوْنَ ثِیَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَق (وہ سبز کپڑے پہنیں گے جو پتلے اور موٹے ریشم کے ہوں گے) دوسرے مقامات یہ ہیں۔ سورۂ دخان (رکوع ۳) اور سورۂ دہر (رکوع ۱)۔

سنگِ اسود، سنگ کعبہ: دیکھئے حجر اسود۔

سُواع: عرب کے ایک بت کا نام جو اسلام کے ظہور سے قبل قبیلۂ ہذیل میں پوجا جاتا تھا۔ یہ دومتہ الجندل میں نصب تھا اور اسکی شکل عورت کی تھی۔

سورۂ اخلاص: قرآن مجید کی ۱۱۲ ویں سورۃ جس کی پہلی آیت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے) ہے۔ یہ سورۃ خدا کی صفات بتاتی ہے اور اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ فضیلت میں ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تمھاری مثال میری اُمت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی ہے جو تم سے دل سے محبت کرے گا گویا اس نے ثلث قرآن پڑھا اور جس نے تم سے دل سے محبت کی اور زبان سے مدد کی گویا اس نے دو ثلث قرآن پڑھا اور جس نے تم سے دل سے محبت کی اور زبان اور ہاتھ سے مدد کی گویا اس نے سارا قرآن پڑھا۔ اس سورہ میں صرف ایک زیر (لَمْ یَلِدْ میں) استعمال ہوا ہے

اس سورۃ کو سورۂ توحید بھی کہتے ہیں۔

سورۂ براءت: قرآن مجید کی نویں سورۃ جسے سورۂ توبہ بھی کہتے ہیں۔ اس سورۃ کی ابتدائی چالیس آیات آخر ۹ھ میں نازل ہوئیں۔ حج کا وقت قریب آرہا تھا چنانچہ رسول پاک نے حضرت ابوبکر کو ان آیات کے ساتھ مکہ روانہ کیا تاکہ وہ حج کے بعد لوگوں کو انھیں سنا دیں۔ لیکن حضرت ابوبکر کی روانگی کے بعد ہی جبرئیل نازل ہوئے اور فرمایا کہ ارشاد خداوندی یہ ہے کہ اس سورۃ کو لے کر آپ جائیں یا وہ شخص جائے جو آپ کا ہو۔ چنانچہ رسول خدا نے فوراً حضرت علی کو طلب فرمایا اور کہا کہ وہ حضرت ابوبکر سے چالیس اور ان سے سورۂ براءت لے کر معہ دوسری ہدایات کے لوگوں کو سنائیں چنانچہ حضرت علی نے ایسا ہی کیا۔

سورۂ تبارک: قرآن مجید کی ۶۷ ویں سورۃ، سورۂ ملک، اس سورۃ کو نظر بد کے اثرات اور عذاب قبر سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھا جاتا ہے۔

سورۂ توحید: سورۂ اخلاص جس کی پہلی آیت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے) توحید کا اعلان ہے۔ (مزید دیکھئے سورۂ اخلاص)۔

سورۂ صاد: دیکھئے صاد۔

سورۂ فاتحہ: قرآن حکیم کی پہلی سورۃ جس کو عرف عام میں اَلْحَمْد کی سورۃ کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی پہلی آیت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (تعریف ہے اس پروردگار کے لئے جو جہانوں کا پالنے والا ہے)۔ اس کو اُمّ الکتاب بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ قرآن حکیم کی ساری سورتوں کے مقاصد پر حاوی ہے۔ اس میں سات آیتیں ہیں اور یہ دو بار نازل ہوئی ہے اس وجہ سے اس کا نام سبع مثانی بھی ہے۔ اس سورۃ کے بڑے فضائل بتائے جاتے ہیں۔ اس کو نہ صرف نماز کی ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے بلکہ خیر و برکت کے لئے اسکو دعاؤں میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔ مُردوں کو ایصالِ ثواب کے لئے بھی دوسری قرآنی

آیات و اوراد کے ساتھ سورۂ فاتحہ کو پڑھا جاتا ہے اور اس طریقے کو "فاتحہ" کا نام دیا جاتا ہے۔

سورۂ فجر: قرآن کریم کی ۸۹ ویں سورہ۔ اس کے بارے میں امام جعفر صادق کا ارشاد منقول ہے کہ اپنے فرائض و نوافل میں سورۂ فجر پڑھو۔ یہ سورۂ حسین ابن علی ہے۔

سورۂ مائدہ: قرآن حکیم کی پانچویں سورۃ ہے۔ مزید دیکھئے تحت "علی ۲۸" سائل اور انگوٹھی۔

سورۂ نصر: قرآن حکیم کی ۱۱۰ ویں سورۃ جو فتح مکہ کے وقت نازل ہوئی۔ اس کی پہلی آیت ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ (جب خدا کی مدد اور فتح آئی)۔

سورۂ نور: قرآن کریم کی ۲۴ ویں سورۃ۔ کہا جاتا ہے کہ اگر اس سورۃ کو سات مرتبہ پڑھا جائے تو بہتان سے نجات ملتی ہے اور اگر بازو پہ باندھا جائے تو دل شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتا ہے۔ (مزید دیکھئے آیہ حجاب اور نورٌ علیٰ نور)۔

سورۂ یٰسین: دیکھئے یاسین۔

سوزنِ عیسیٰ: وہ سوئی جو حضرت عیسیٰ کے دامن میں الجھی ہوئی اُن کے ساتھ آسمان پر چلی گئی۔ جب حضرت عیسیٰ کو ان کے دشمنوں نے صلیب پہ چڑھا دینا چاہا تو خدا نے اُن کو زندہ آسمان پہ اٹھا لیا۔ مگر کیونکہ ان کے دامن میں یہ سوئی الجھی رہ گئی تھی اور یہ دنیاوی تعلقات کی علامت تھی اس لئے حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان سے آگے نہ جا سکے۔

سوید بن عمرو: معرکہ کربلا میں سب سے آخری شہید ہیں۔ یزیدی لشکر سے لڑتے ہوئے یہ پہلے زخمی ہو کر گر پڑے تھے۔ جب امام حسین بھی شہید ہو گئے تو اسی زخمی حالت میں یہ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک خنجر سے دشمنوں پر حملہ کر دیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

سہراب: مشہور پہلوان رستم کا بیٹا جو رستم کی طرح ہی طاقتور اور دلیر تھا۔

سہراب کی پیدائش سے پہلے ہی رستم اپنی بیوی تہمینہ سے دور چلا گیا تھا۔ چنانچہ اس کی بیوی نے اس خوف سے کہ رستم اپنے بیٹے کو بھی اپنی ہی طرح ہر قسم کے خطرات میں نہ ڈالتا رہے، رستم کو یہ اطلاع دی کہ اس کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ سہراب جب بڑا ہوا تو افراسیاب نے اپنی چال سے رستم و سہراب کو ایک دوسرے کے مقابل اس طرح لا کھڑا کیا کہ وہ ایک دوسرے کی حقیقت سے ناواقف رہے چنانچہ وہ ایک دوسرے سے لڑے اور رستم نے سہراب کو مہلک طور پر زخمی کیا۔ جب سہراب تڑپ رہا تھا تب رستم کو معلوم ہوا کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ رستم بے بسی کے عالم میں دیکھتا رہا اور سہراب نے دم توڑ دیا۔

سُہَیل: ایک بڑا چمکدار ستارہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ملک یمن میں طلوع ہوا کرتا ہے اور اس کی تاثیر سے چمڑے میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے اور کل حشرات الارض مر جاتے ہیں۔

سَیِّدُ الاَبرار: (لغ: نیکوں کے سردار)
سَیِّدُ الاَنام: (لغ: دنیا کے لوگوں کے سردار)
سَیِّدُ البشر: (لغ: انسانوں کے سردار)
سَیِّدُ المُرسلین: (لغ: رسولوں کے سردار)

} یہ سب رسولؐ خدا کے القاب ہیں۔

سَیِّدُ السّاجدین: (لغ: سجدہ کرنے والوں کے سردار)۔ امام زین العابدینؑ کا لقب ہے۔

سَیِّدُ الشُّہدا: (۱) حضرت حمزہؓ کا لقب ہے (۲) امام حسینؑ کا بھی لقب ہے۔

سَیِّدُ الصّادقین، سَیِّدُ العرب، سَیِّدُ المسلمین، سَیِّدُ المومنین، حضرت علیؑ کے القاب ہیں۔

سَیِّدِ مسموم: امام حسنؑ کا لقب جنھیں ان کی بیوی جعدہ (یا اسماء) بنت اشعث نے زہر دیا تھا۔

سَیِّدہ، سَیِّدۃُ النساء، سَیِّدۂ عالم: حضرت فاطمہؑ کے القاب ہیں۔ رسولؐ خدا کے

ارشاد فرمایا کہ فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہیں (فاطمۃ سیّدۃ النساء اھل الجنّہ)۔

سَیفُ اللہ: (لغ: اللہ کی تلوار) حضرت علیؑ کا لقب۔ روایت ہے کہ ایک بار رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا تھا کہ علی خدا کے دشمنوں کیلئے خدا کی برہنہ شمشیر ہیں۔

سیفی: ایک ایسا عمل ہوتا ہے جو دشمن کو نقصان پہنچانے کی نیت سے پڑھا جاتا ہے لیکن اگر اس کے لئے ضروری شرائط پوری نہ ہوں یا پڑھنے میں بداحتیاطی ہو تو اس کا اثر خود عامل پر الٹ جاتا ہے۔

سَیَنجَلی: دیکھیے نادِ علیؑ جس میں یہ الفاظ شامل ہیں۔ کُلُّ ہَمٍّ وَّ غَمٍّ سَیَنجَلی (قریب ہے کہ ہر مصیبت و غم زائل ہو جائے)۔

ش

شافعِ محشر: (لغ: حشر کے دن سفارش کرنے والا)۔ رسول پاک کا لقب ہے آپؐ حشر کے دن خدا کے سامنے اپنی اُمت کی بخشش کے لئے شفاعت کریں گے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جبرئیلؑ نے رسول خدا سے کہا کہ مصلحت باری یہ ہے کہ حسنؑ کی موت زہر سے ہو اور حسینؑ ذبح ہوں۔ ہر پیغمبر کی ایک دُعا ضرور مستجاب ہوتی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو یہ مصیبت ضرور ٹل جائے گی لیکن اگر خدا کی اس مصلحت پر راضی ہوں گے تو قیامت میں گنہگاروں کی شفاعت کا حق حاصل ہوگا۔ رسول خدا نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا کہ وہ امت کے گنہگاروں کی شفاعت کے حقدار بنیں۔

شاہِ جوانانِ بہشت: مُراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا:
الحسنُ والحسینُ سید شبابِ اھلِ الجنّۃ (حسن اور حسین نوجوانانِ بہشت کے سردار ہیں)۔

شاہِ دوسرا: رسولِ خداؐ کا لقب ہے۔

شاہِ زماں: امام حسینؑ کی زوجۂ محترمہ حضرت شہربانو کا نام جو یزدجرد سوم کی صاحبزادی تھیں۔

شاہِ شہیداں: امام حسینؑ مُراد ہیں۔

شاہِ نجف: حضرت علیؑ مراد ہیں جو کہ نجف میں مدفون ہیں۔

شاہِ ولایت: حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ حضرت علی کی ذات تصوف کا سرچشمہ تھی اور صوفیاء کے تمام بڑے سلسلے آپ ہی پر آ کر ملتے ہیں۔

شبابِ اہلِ جنت: مُراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ۔ (دیکھئے شاہِ جوانانِ بہشت)۔

شبث بن ربعی: اُن لوگوں میں سے تھا جنھوں نے امام حسینؑ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی مگر بعد میں اُس نے یزیدیوں کا ساتھ دیا۔ ابنِ زیاد نے اس کو ایک لشکرِ جرار لے کر عمرو بن سعد کی کمک کے لئے بھیجا تھا۔ جب کہ عمرو بن سعد امام حسین سے مقابلے کے لئے پہلے ہی پانچ ہزار لشکریوں کے ساتھ کربلا پہنچ چکا تھا۔ ابن ربعی نے وہاں پہنچتے ہی چار ہزار سوار لے کر نہرِ فرات پر مورچہ باندھا اور امام حسین کے لئے پانی حاصل کرنے کے سارے راستے مسدود کر دیئے۔ جنگ کے روز ابن سعد نے اس کو پیادوں پر مقرر کیا تھا۔ (مرثیوں میں کبھی کبھی ابن ربعی کا نام "شیث" تحریر کیا ہوا ملتا ہے جو تحریر کی غلطی ہے)۔

شبدیز: ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے ایک گھوڑے کا نام۔ مُشکی گھوڑے۔ سیاہ رنگ کے اچھی نسل کے گھوڑے کو بھی شبدیز کہتے ہیں۔

شبّر: حضرت ہارونؑ کے بڑے بیٹے کا نام جس پر حضرت حسنؑ کا نام رکھا گیا۔
روایت ہے کہ حضرت حسنؑ کی پیدائش کے بعد جبرئیلؑ نازل ہوئے اور خدا کا پیغام پہنچایا کہ جیسے حضرت موسیٰؑ کے لئے حضرت ہارون تھے، ویسے ہی حضرت علیؑ آپ کے لئے ہیں۔ اس لئے ان کے بیٹے کا نام حضرت ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھیں۔ جبرئیل نے بتایا کہ ہارونؑ کے بیٹے کا نام شبّر تھا اس نام کا ہم معنی عربی نام یعنی "حَسَن" حضرت علیؑ کے بڑے صاحبزادے کے لئے تجویز ہوا۔ حضرت ہارون کے دوسرے صاحبزادوں کے نام شبّیر اور مشبّر تھے اور اسی مناسبت سے حضرت علیؑ کے دوسرے صاحبزادوں کے نام بعد میں حسینؑ اور محسنؑ رکھے گئے۔

شبِ قدر: ماہ رمضان کی ایک انتہائی برکتوں والی رات ہے۔ اسی رات کو قرآن نازل کیا گیا تھا۔ قرآن میں ہی (سورۂ قدرؔ میں) اس کی فضیلت یہ بتائی گئی ہے کہ یہ رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے (خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ) اس رات کو جبرئیل اور دوسرے فرشتے اُترتے ہیں اور خیر و سلامتی کی بارش کرتے ہیں۔ اس رات کے تعین میں اختلاف ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ رمضان کے آخری دس دنوں میں سے کسی طاق تاریخ میں ہوتی ہے۔ عام خیال کے مطابق یہ ۲۷ رمضان کی شب ہے۔

شبیب بن عبداللہ: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ رسولؐ خدا کا زمانہ دیکھا تھا۔ حارث بن سریع کے غلام تھے اور حضرت علی کے ساتھ جمل، صفین اور نہروان کی لڑائیوں میں شریک تھے۔ اپنے آقا زادوں، سیف بن حارث اور مالک بن حارث کے ساتھ امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور جام شہادت نوش کیا۔

شبّیر: حضرت ہارونؑ کے دوسرے بیٹے کا نام ہے۔ سریانی میں یہ نام حسینؑ کے

ہم معنی ہے۔ یہ نام حضرت علیؑ کے دوسرے صاحبزادے کے لئے خدا کے حکم سے جبرئیلؑ نے رسول اللہ کو تجویز کیا تھا۔ (مزید دیکھئے شبّر)

شبیہہ احمد: امام حسینؑ کے صاحبزادے حضرت علی اکبرؑ مراد ہیں جو رسولؐ خدا کے ہم شکل تھے۔ (دیکھئے ہمشکل نبی)

شبّر و شبیّر: دیکھئے شبّر اور شبیّر

شجرِ امین | شجرِ طور: وادی ایمن میں کوہ طور کے نزدیک وہ درخت جس پر حضرت موسیٰؑ کو جلوۂ الٰہی نظر آیا تھا۔ موسیٰؑ اپنی بیوی کے ساتھ وادی سے گزر رہے تھے کہ انھیں آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جب اِدھر اُدھر نگاہ ڈالی تو انھیں ایک درخت سے کچھ شعلہ نکلتا ہوا نظر آیا۔ جب قریب پہنچے تو خدا نے ان سے کلام کیا۔ انھیں نبوت سے سرفراز کیا اور یدِ بیضا اور عصا کے معجزے عطا کئے۔

شجرِ ممنوعہ: بہشت کا وہ درخت جس کے قریب جانے کی خدا نے حضرت آدمؑ اور حوّا کو ممانعت کی تھی۔ عام روایات کے مطابق یہ درخت گیہوں کا تھا (دوسری روایات میں اسے سیب بتایا گیا ہے)۔ شیطان نے حوّا کو بہکایا کہ وہ اس درخت کا پھل کھالیں۔ چنانچہ انھوں نے یہ پھل کھا لیا اور حضرت آدم کو بھی کھلایا۔ اس کے نتیجے میں آدم اور حوّا کو جنت سے نکلنا پڑا۔

شدّاد: قوم عاد کا ایک بادشاہ تھا جس نے دنیا میں جنت تعمیر کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ چنانچہ اُس نے ایک باغ بنایا (جسے باغِ اِرم کہتے ہیں) جس کی زمین پر مشک، عنبر اور زعفران بچھایا گیا تھا۔ بنیاد سنگ مرمر کی تھی، دیواریں سونے اور چاندی کی اینٹوں سے اُٹھائی گئی تھیں۔ دودھ اور شہد کی نہریں اس میں جاری کی گئیں۔ ملک کے خوبصورت لڑکے اور لڑکیاں جمع کر کے اس بہشت میں بطور حور و غلمان رکھے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ

مصنوعی بہشت پانچ سو سال میں تیار ہوئی۔ اس کی تکمیل پر شدّاد بڑے تزک واحتشام سے اُسے دیکھنے پہنچا۔ لیکن قبل اس کے کہ وہ اپنی تیار کی ہوئی جنت میں داخل ہو موت کے فرشتے نے اس کی روح قبض کرلی اس باغ ارم کو آناً فاناً بجلی نے جلا کر خاکستر کر دیا اور شدّاد کی ساری قوم بھی تباہ ہوگئی۔ دوسری روایت کے مطابق یہ بہشت آسمان پر اٹھالی گئی اور یہی آٹھویں بہشت اعراف ہے۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ یہ بہشت اب بھی زمین پر موجود ہے۔ صرف انسانوں کی نگاہ سے پوشیدہ کردی گئی ہے۔

شرابِ طہور: (لغ: پاک شراب)۔ بہشت کا وہ پاک وصاف مشروب جس کے حقدار خدا کے نیک اور پرہیزگار بندے ہوں گے۔

شریک ہمدانی: شریک بن اعور ہمدانی اُن اہلِ بصرہ میں سے تھے جو اہلِ بیت سے عقیدت رکھتے تھے۔ ابنِ زیاد کے ہمراہ بصرے سے کوفے آئے اور ہانی بن عروہ کے یہاں مہمان ہوئے یہاں وہ بیمار پڑ گئے۔ ان کو توقع تھی کہ ابن زیاد ان کی مزاج پرسی کو ہانی کے گھر آئے گا۔ اس لئے انھوں نے مسلم بن عقیل سے جو پہلے سے ہانی کے یہاں مقیم تھے کہا کہ وہ اشارہ پاکر ابن زیاد کو قتل کردیں۔ لیکن مسلم نے یہ منظور نہیں کیا۔ شریک نے اسی مرض میں وفات پائی اور ابن زیاد نے بھی اُن کے جنازے میں شرکت کی۔

ششماہہ: امام حسین کے شیرخوار صاحبزادے علی اصغر کی جانب کنایہ ہے۔ جو شہادت کے وقت چھ ماہ کے تھے۔ (مزید دیکھئے علی اصغر)۔

شعبِ ابی طالب: مکّہ کے نزدیک یہ ایک پہاڑ کا درّہ ہے جو بنی ہاشم کا اپنا موروثی تھا۔ قریش نے رسولؐ اکرم کی نبوت کے بعد جب یہ دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہورہا ہے تو انھوں نے یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت اور آپؐ کے خاندان کو محصور کرکے تباہ کردیا جائے۔ چنانچہ تمام قبائل نے

ایک معاہدہ مرتب کیا جس کی رو سے کوئی شخص خاندانِ بنی ہاشم سے نہ قرابت کر سکتا تھا، نہ کوئی ان کی مدد کر سکتا تھا اور نہ اُن سے خرید و فروخت کر سکتا تھا۔ رسولؐ خدا، اپنے چچا ابو طالب اور اپنے سارے خاندان کے چالیس افراد کے ساتھ شعب ابی طالب میں سنہ ۷ نبوی سے سنہ ۱۰ نبوی تک تین سال پناہ گزیں رہے۔

شعلۂ ایمن، شعلۂ طور: دیکھئے شجرِ ایمن۔

شعیبؑ: خدا کے پیغمبر جو مدین اور ایکہ کے لوگوں کی طرف بھیجے گئے۔ انھوں نے بہت دنوں تک اپنی قوم کو بت پرستی اور خدا کی نافرمانی سے روکا۔ مگر وہ کسی طرح نہ مانی تو سات روز تک گرم آندھی چلی، آسمان سے آگ برسی اور زلزلہ آیا جس سے یہ قوم ہلاک ہو گئی۔ ان کی بیٹی صفورہ کا نکاح حضرت موسیٰ سے ہوا۔

شغاد: رستم کا سوتیلا بھائی جس نے رُستم کو ہلاک کرنے کا کامیاب منصوبہ بنایا۔ لیکن رستم کے مرنے سے پہلے رستم کے ہی تیر سے خود ہلاک ہوا۔ (مزید دیکھئے چاہِ رستم)

شفیع المذنبین: (لغ، گناہگاروں کی سفارش کرنے والا)۔ رسولؐ اکرم کا لقب ہے۔ (دیکھئے شافعِ محشر)۔

شفیعۂ اُمّت: حضرت فاطمہ مُراد ہیں۔

شفیۃ: کربلا کے قریب ایک قریہ ہے۔

شق القمر: رسولؐ خدا کا ایک معجزہ۔ نبوت ملنے کے بعد جب آپ اہلِ مکہ کو دعوتِ اسلام دے رہے تھے تو ایک بار اہلِ مکہ نے آپؐ سے مطالبہ کیا کہ آپ اُن کو کوئی معجزہ دکھائیں جو آپ کی رسالت کا ثبوت ہو۔ چنانچہ آپ نے چاند کی جانب اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کی ایک جانب چلا گیا اور دوسرا دوسری جانب۔

شقِ صدر: کہا جاتا ہے کہ معراج کی رات روانگی سے قبل (اور بعض دوسری روایتوں میں نبوت سے قبل یا بچپن میں) فرشتوں نے رسولِ خدا کے سینے کو شق کیا اور آپ کے قلب کو نکال کر اُسے دنیا کی کثافتوں سے پاک کر کے اور علم و معرفت سے معمور کر کے دوبارہ سینے میں رکھ کر سی دیا۔ لیکن یہ روایت غیر مستند ہے۔

شقوق: کربلا کے راستے میں ایک منزل جہاں امام حسین نے اپنے سفر کے دوران قیام کیا اور جہاں آپ کو مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی۔

شمر ذی الجوشن: کوفے کے اُن باشندوں میں سے تھا جو اہلِ بیت کی دشمنی میں پیش پیش تھے۔ عمرو بن سعد کی روانگی کے بعد ابن زیاد نے اس کو چار ہزار سواروں پر سردار بنا کر کربلا روانہ کیا تھا ۱۰ محرم کو حملے کے وقت شمر کو ابن سعد نے اپنے لشکر کے میسرہ پر مقرر کیا تھا۔ اسی شقی نے امام حسین کو اپنے خنجر سے قتل کیا اور آپ کا سر اُتارا۔ بعد میں ابن زیاد نے شمر کو ہی امام حسین کے سر کے ساتھ یزید کے پاس دمشق بھیجا تھا۔ اُس کو برص کا مرض تھا۔ اسی لئے اُسے سگِ ابلقی بھی کہا گیا ہے۔ حضرت عباس علمدار کی والدہ حضرت ام البنین اس کے ہی قبیلے کی تھیں اس لئے اس نے حضرت عباس کو اپنی قرابت کا واسطہ اور امان کا لالچ دے کر بہکانے کی کوشش کی تھی۔ مختار ثقفی نے جب قاتلانِ حسین سے انتقام لیا تو شمر کا پیچھا کیا اور یہ عبدالرحمٰن بن ابی الکنود کے نیزے سے ہلاک ہوا۔

ذی الجوشن شمر کا باپ تھا۔ اُس کا نام شرجیل یا اوس تھا۔ ذی الجوشن اس لئے کہلایا کہ یہ کسریٰ کے پاس گیا تو اس نے اسے جوشن عطا کیا جو اس نے پہنا۔ ذی الجوشن رسولِ خدا کے صحابہ میں تھا اور بعد میں کوفہ چلا گیا تھا۔

شمعون: بعض مراثی میں اس نام کے ایک یہودی کا واقعہ نظم کیا گیا ہے۔ یہ یہودی حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ کا پڑوسی تھا۔ شروع میں اس نے حضرت علیؓ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی مگر جب یہ بعد میں مسلمان ہوگیا تو دوسرے یہودیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس کی بیوی کی موت پر کوئی غمگسار نہ ہوا۔ حضرت فاطمہ اس کے یہاں گئیں اور اس کی بیوی کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔

شوذب: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ عابس بن ابی شبیب شاکری کے ساتھ کربلا آئے تھے۔

شہدائے کربلا: عام روایت کے مطابق امام حسینؑ کے جن ہمراہیوں نے کربلا کی جنگ میں شرکت کی اور شہید ہوئے ان کی تعداد ۷۲ تھی۔ ان میں سے ۳۲ سوار تھے اور ۴۰ پیادے۔ ۱۸ اہل بیت سے تھے اور باقی دوسرے فدائیانِ اہلِ بیت تھے۔ لیکن تواریخ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان شہدا کی اصل تعداد ۷۲ سے زیادہ تھی۔

شہربانو: امام حسینؑ کی زوجۂ محترمہ۔ فارس کے آخری فرمانروا یزدجرد سوم کی بیٹی تھیں۔ شہربانویہ، جہاں بانویہ اور شاہ زناں بھی ان کے نام بتائے جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا نام بدل کر مریم اور بعض روایات کے مطابق فاطمہ رکھا گیا تھا۔ ان کے لئے بعض اوقات "سیدۃ النسا" کا لقب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ امام زین العابدینؑ ان کے صاحبزادے تھے۔ مرثیوں میں انھیں حضرت علی اکبر کی بھی والدہ بتایا جاتا ہے۔ ان کی وفات واقعۂ کربلا سے پہلے ہو چکی تھی مگر مرثیہ نگاروں نے اکثر انھیں اس سانحے کے موقع پر موجود بتایا ہے اور اس قسم کی اختراعات سے بھی کام لیا ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد خیمے سے نکلیں تو ذوالجناح کو کھڑا پایا۔ اس نے زبانِ حال سے کہا کہ میری پشت پر سوار ہو جائیے۔ چنانچہ وہ اس پر سوار ہو کر کسی پہاڑ کی کھوہ میں چلی گئیں اور پھر کچھ پتہ نہ چلا۔

شہِ زناں: حضرت فاطمہ کا لقب جن کے بارے میں رسول خدا نے فرمایا تھا کہ
وہ جنت میں ساری عورتوں کی سردار ہوں گی (دیکھئے سیدۃ النساء)
امام حسین کی زوجہ شہر بانو کا بھی لقب ہے۔
شہِ قلعہ شکن، شہِ قلعہ گیر: حضرت علی کے القاب (دیکھئے خیبر)
شہِ گلگوں قبا: امام حسین مراد ہیں۔ اس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ ایک بار
عید کی صبح امام حسن اور امام حسین رسولؐ خدا کے پاس آئے اور کہا کہ عرب کے
شریف زادے نئے اور رنگ برنگے لباس پہنے ہیں جب کہ ہمارے پاس
کوئی نیا لباس نہیں ہے۔ رسولؐ پاک بارگاہ خداوندی کی طرف متوجہ ہوئے
چنانچہ جبرئیل بہشت سے دو سفید پوشاکیں لے کر حاضر ہوئے۔ لیکن
امام حسن اور امام حسین نے رنگین جاموں کے لئے خواہش ظاہر کی
چنانچہ رسول خدا نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اس میں ایک جامہ
ڈال کر امام حسن سے دریافت کیا کہ انھیں کس رنگ کی پوشاک پسند ہے
انھوں نے سبز رنگ کی خواہش کی۔ رسول اللہ نے اس جامے کو اپنے
ہاتھ سے پانی میں ملا اور جب باہر نکالا تو وہ سبز رنگ کا تھا۔ اسی طرح
آپ نے امام حسین سے دریافت کیا اور انھوں نے سرخ رنگ پسند کیا اور
رسولؐ پاک نے ان کو سرخ رنگ کا جامہ عطا کیا۔ اسی مناسبت سے
امام حسن کو "حسنِ سبز قبا" اور امام حسین کو "شہِ گلگوں قبا" کہا جاتا
ہے اور رنگوں کا یہ انتخاب اپنے اندر دونوں اماموں کی شہادت کا رمز
رکھتا ہے۔ سبز رنگ امام حسن کی زہر سے اور سرخ رنگ امام حسین کی
لڑائی میں شہادت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔
شہِ لافتیٰ: مراد حضرت علی۔ (دیکھئے لافتیٰ)
شہِ لولاک: رسولؐ خدا مراد ہیں (دیکھئے لولاک)۔

شہِ مرداں: (لغ: مردوں یعنی بہادروں کے بادشاہ)۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔

شیث: حضرت آدمؑ کے فرزند۔ یہی حضرت آدم کے بعد پیغمبر ہوئے۔

شیث بن ربعی: بعض مرثیوں میں بجائے شبث بن ربعی کے شیث بن ربعی تحریر ملتا ہے۔ دیکھیے شبث بن ربعی۔

شیرِ خُدا: حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ (دیکھیے اسداللہ)

شیرویہ: ایران کا ایک بادشاہ جو رسولؐ خدا کے زمانے میں تھا۔ یہ خسرو پرویز کا بیٹا تھا۔ اور اس نے اپنے باپ کو قتل کرکے حکومت حاصل کی۔ روایت ہے کہ خسرو پرویز کے قتل کے بارے میں رسولؐ خدا نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اپنی سوتیلی ماں شیریں پہ عاشق ہو گیا تھا۔

شیریں: فرہاد کی محبوبہ جس کے لئے فرہاد نے کوہ بے ستون کاٹ کر نہر بنائی تھی۔ بعض روایات کے مطابق شیریں خسرو کی کنیز تھی اور بعض کے مطابق اس کی بیوی۔ شیریں سے دور رکھنے کے لئے ہی خسرو نے فرہاد کو پہاڑ کاٹنے کے کام میں لگایا۔ لیکن جب فرہاد نے اپنا کام پورا کرلیا تو خسرو نے اس کے پاس یہ جھوٹی خبر پہنچوائی کہ شیریں مرچکی ہے۔ شدتِ غم سے فرہاد اپنے سر پہ کلہاڑی مار کر مر گیا۔ شیریں کو جب اس کا علم ہوا تو وہ بھی بالاخانہ سے چھلانگ لگا کر مر گئی۔

(۲) کہا جاتا ہے کہ امام حسینؑ کی ایک ایرانی النسل کنیز کا نام بھی شیریں تھا۔ امام حسین نے انھیں آزاد کردیا تھا اور انھوں نے ایک رئیس سے شادی کرلی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دمشق جاتے ہوئے یزیدی امام حسین اور ان کے رفقاء کے سروں اور اسیرانِ اہلِ بیت کے ساتھ شیریں کے شوہر کے قلعہ میں ٹھہرے تھے اور شیریں کی عقیدت مندی دیکھتے ہوئے امام حسین کا سر نیزے سے اُتر کر شیریں کے ہاتھوں میں آگیا تھا۔

ص

صاحبُ الامر: امام مہدی کا لقب ہے۔ (دیکھئے مہدیؑ)۔

صاحبُ الرّایہ: (لغ: عَلَم والے)۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ روایت ہے کہ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ دنیا اور آخرت میں میرے صاحب عَلَم ہوں گے۔

صاحبُ العصر: امام مہدی کا لقب۔ (دیکھئے مہدیؑ)۔

صاحبُ اللواء: (لغ: جھنڈے والے) حضرت علیؑ کا لقب (دیکھئے صاحب الرایہ)

صاحبِ تطہیر: عام طور پہ یہ لقب امام حسینؑ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یوں حضرت علیؑ اور امام حسنؑ بھی اس سے ملقّب ہو سکتے ہیں (دیکھئے آیہ تطہیر)۔

صاحبِ حوت: (لغ: مچھلی والا) دیکھئے یونسؑ۔

صاحبِ زماں: امام مہدیؑ مراد ہیں۔ (دیکھئے مہدیؑ)۔

صاحبِ فرقاں: رسولِ خدا کا لقب ہے جن پہ قرآن حکیم نازل ہوا۔

صاحبقراں: وہ شخص جو ایک ایسے وقت پیدا ہو جب زہرہ اور مشتری دونوں ستارے ایک ہی بُرج میں ہوں۔ ان ستاروں کا ایک ہی بُرج میں جمع ہونا بہت نیک سمجھا جاتا ہے اور نجوم کی اصطلاح میں قِرانُ السّعدَین کہلاتا ہے اور اس موقع پہ پیدا ہونے والا بڑا خوش نصیب اور بڑی طاقتوں کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ امیر تیمور اور شاہجہاں صاحبقراں تھے۔ حضرت حمزہؑ کو بھی صاحبقراں کہا جاتا ہے۔

صاحبِ لولاک: رسولِ خداؐ مراد ہیں۔ (دیکھئے لولاک)۔

صاحبِ معراج: رسول پاک کا لقب ہے۔ (دیکھئے معراج)۔

صاد: قرآن کی ۳۸ ویں سورۃ ہے جو حرف "ص" سے شروع ہوتی ہے۔ مراثی نگار عموماً حرف "ص" کے حلقے کو آنکھ سے تشبیہہ دیتے ہیں۔

صالح: ایک پیغمبر ہیں جن کو خدا نے قوم ثمود میں بھیجا تھا۔ اس قوم کے لوگ بُت پرستی میں مبتلا تھے اور ایمان نہ لاتے تھے۔ پھر انھوں نے حضرت صالح سے ایک معجزے کا مطالبہ کیا کہ وہ پہاڑ میں سے ایک اونٹنی پیدا کرکے دکھائیں جو نکلتے ہی ایک سُرخ بالوں والا بچہ دے جو کہ فوراً اونٹنی کے برابر ہو کر دوڑتا پھرے۔ خدا کے حکم سے اونٹنی اسی طرح پیدا ہوئی مگر قوم ثمود کے لوگ ایمان نہ لائے۔ یہ اونٹنی پانی بہت پیتی تھی اور وہ زمانہ قحط کا تھا۔ حضرت صالح نے ان لوگوں کو تنبیہہ کی کہ وہ اس اونٹنی کو جو کہ خدا کی نشانی ہے کوئی آزار نہ پہنچائیں ورنہ ان پر سخت عذاب آئے گا لیکن ان لوگوں نے ایک نہ سنی اور اونٹنی کی پنڈلیاں کاٹ دیں جس سے وہ ہلاک ہو گئی۔ خُدا نے ان لوگوں پر ایک ہولناک کڑک کی شکل میں عذاب بھیجا جس سے پوری قوم تباہ ہو گئی۔

صالح بن وہب: صالح بن وہب مزنی اُن پیادوں میں سے تھا جنھیں لے کر شمر امام حسین کے قتل کے لئے آگے بڑھا تھا۔ صالح نے اپنی تلوار سے امام حسین پر ایسا وار کیا تھا جس سے آپ گھوڑے سے گر گئے تھے۔ اس کے بعد بھی اس نے آپ کو اپنے نیزے سے زخمی کیا۔ صالح ان لوگوں میں بھی شامل تھا جنھوں نے امام حسین کی لاش کو اپنے گھوڑوں سے پامال کیا۔

صِبْغَۃَ اللّٰہ: (لغ: خدا کا رنگ)۔ سورۂ بقرہ (رکوع ۱۶) کی اس آیت کی جانب اشارہ ہے۔ صِبْغَۃَ اللّٰہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَّنَحْنُ لَہٗ عٰبِدُوْنَ (ہم نے اللہ کا رنگ لیا اور کس کا رنگ اللہ سے بہتر ہے؟

اور ہم اُسی کی بندگی کرنے والوں میں ہیں)۔

صدوم: دیکھئے سدوم۔

صراط: دیکھئے پل صراط۔

صرصر عاد: دیکھئے عاد۔

صغریٰ: دیکھئے فاطمہ صغریٰ۔

صَفا: مکہ میں ایک پہاڑی ہے۔ اسی کے نزدیک ایک اور پہاڑی مروہ ہے۔ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان کوئی دو سو قدم کا فاصلہ ہے۔ ارکان حج میں سے ایک، ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنا (سعی کرنا) بھی شامل ہے۔ جو کہ دراصل حضرت ہاجرہ کی اس بے چینی کی یادگار ہے جس کی وجہ سے وہ باری باری سے ان دونوں پہاڑیوں پر چڑھ کر پانی کا کوئی سراغ پانے کی کوشش کرتی تھیں یہانتک کہ خدا کے حکم سے زمزم کا چشمہ ابل پڑا۔ (مزید دیکھئے زمزم)۔

صفدر: (لغ: صفیں توڑنے والا)۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے جو اپنی شجاعت سے دشمنوں کے لشکروں کی صفیں درہم برہم کر دیتے تھے۔

صفوان: صفوان بن حنظلہ یزیدی فوج میں شامل تھا۔ ابن سعد نے اس کو اس کام پر متعین کیا تھا کہ وہ حُر کو امام حسینؑ کے ہمراہیوں اور جاں نثاروں میں شامل ہونے سے روکے۔ جب حُر نے اس کی ایک نہ سنی تو اس نے ان پر حملہ کیا۔ لیکن حُر نے اسے قتل کر دیا۔ صفوان اپنی طاقت اور خطابت دونوں اوصاف کے لئے عراق میں مشہور تھا۔ کہا جاتا ہے کہ صفوان کے علاوہ اس کے تین بھائیوں کو بھی حُر نے قتل کیا۔

صَفی اللہ: (لغ: خدا کا برگزیدہ دوست)۔ حضرت آدمؑ کا لقب ہے۔

صِفّین: یہ جنگ ۳۶-۳۷ھ میں حضرت علیؑ اور معاویہ کے درمیان ہوئی۔ حضرت

عثمان کے قتل اور ان کے قاتلوں سے انتقام کے معاملہ کو معاویہ نے، جو اس وقت شام کے والی تھے، حضرت علی اور ان کی خلافت سے مخالفت کی وجہ بنا رکھا تھا۔ جب حضرت علی کی جانب سے مصالحت کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں تو انھوں نے ۸۰ ہزار کی فوج کے ساتھ شام کی طرف پیشقدمی کی۔ فرات کے کنارے صفین کے مقام پر ذی الحجہ ۳۶ھ میں معاویہ کی فوج سے آمنا سامنا ہوا۔ صفر ۳۷ھ میں فیصلہ کن جنگ کا آغاز ہوا جس میں خود حضرت علی پیش پیش تھے۔ بالآخر جمعہ کے دن وہ زبردست جنگ پیش آئی جو شدت اور خونریزی کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں اپنی مثال نہیں رکھتی۔ یہ لڑائی صبح سے شام اور شام سے دوسری صبح تک جاری رہی۔ (اس کو لیلتہ الہریر کہتے ہیں)۔ دوسری صبح مجروحین و مقتولین کو اٹھانے کے لئے جنگ ملتوی ہوگئی۔ ادھر معاویہ کو یقین ہوگیا کہ اب لشکر حیدری کا مقابلہ ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کے اگلے دن عمرو بن عاص کے مشورے پر معاویہ کے سپاہی اپنے نیزوں پر قرآن لئے ہوئے آگے بڑھے اور کہا کہ یہ کتاب اللہ ہمارے اور تمھارے درمیان حکم ہے۔ حضرت نے لوگوں کو سمجھایا کہ یہ مخالفین کی محض ایک چال ہے۔ لیکن اُن کے حامیوں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی جس نے اصرار کیا کہ قرآن کی دعوت کو رد نہ کرنا چاہیئے۔ بالآخر حضرت علی کو اس جنگ کو ختم کرنا پڑا۔

صفیہ : رسول خدا کی ازواج مطہرات میں سے تھیں۔ ان کا تعلق قوم یہود سے تھا اور ان کے والد حیی بن اخطب کا سلسلۂ نسب حضرت ہارون تک پہنچتا تھا۔ ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے اور دوسرا کنانہ بن ابی الحقیق سے ہوا تھا۔ کنانہ خیبر کے سرداروں میں سے تھا۔ ۷ھ میں

جب خیبر فتح ہوا اور اس جنگ میں کنانہ قتل ہوا تو صفیہ بھی اسیروں میں آئیں۔ صفیہ یہود کے قبیلوں بنو قریظہ اور بنو نضیر کی سردار تھیں اس لئے رسول اللہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ اور قبول اسلام کے بعد اپنے نکاح میں لے لیا۔ ام المومنین صفیہ نے ۵۰ سال کی عمر میں رمضان ۵۰ھ میں وفات پائی۔

(۲) حضرت حمزہ کی بہن اور رسولؐ خدا کی پھوپھی کا نام بھی صفیہ تھا۔

صلح حدیبیہ: حدیبیہ مکہ سے تقریباً نو میل کے فاصلے پہ ایک کنویں کا نام ہے اور اسی نام سے اس کے قریب آباد گاؤں کو بھی پکارا جاتا ہے۔ ذیقعدہ ۶ھ (۶۲۸ء) میں رسولؐ خدا عمرہ کی غرض سے چودہ سو مسلمانوں کے ساتھ مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ لیکن آپ کو اطلاع ملی کہ قریش کسی صورت رسولؐ خدا کو مکہ نہیں آنے دینا چاہتے اور لشکر اکٹھا کر رہے ہیں۔ چنانچہ رسولؐ اللہ حدیبیہ میں ٹھہر گئے۔ بعد میں رسول اللہ اور قریش کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے دس سال تک صلح رہنا تھی اور عرب قبیلوں کو اختیار دیا گیا تھا کہ وہ چاہیں تو قریش سے مل جائیں اور چاہیں تو مسلمانوں سے اور یہ طے پایا کہ اگر کوئی قریش کا آدمی مدینہ چلا جائے تو وہ مکہ واپس کر دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ آجائے تو وہ واپس نہ کیا جائے گا۔ معاہدے کی شرطیں بظاہر مسلمانوں کے حق میں نہ تھیں لیکن خدا نے اپنے رسولؐ کے ذریعہ مسلمانوں کو یقین دلایا کہ یہ ان کی فتح مبین ہے (دیکھئے آیۂ فتح مبین) اور اس فتح کے اثرات جلد نمودار ہونے لگے۔ قریش اور مسلمانوں میں ربط وضبط بڑھا اور وہ اسلامی عقیدے اور اسلامی طرز زندگی سے متاثر ہوئے۔ ادھر جو مسلمان مکہ میں روک کر رکھے گئے

تھے، اُن کا بھی اثر پھیلنا شروع ہوا اور اسلام کی ترویج اتنی تیز رفتاری سے ہوئی جتنی پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

صلِّ علیٰ: دیکھیے درود۔

صلوٰۃ الخوف: دیکھیے نمازِ خوف۔

صورِ اسرافیل: دیکھیے اسرافیل۔

صومِ مریم: (لغ: حضرت مریم کا روزہ)۔ خاموشی کا روزہ۔ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریم خدا کی عبادت میں شبانہ روز مشغول رہتیں اور کسی سے کلام نہ کرتیں۔ اُس شریعت میں خاموش رہنا بھی ایک طرح کا روزہ تھا۔

ض

ضامنِ ثامن: آٹھویں امام حضرت علی بن موسیٰ رضا مراد ہیں۔ (دیکھیے علی رضا اور امام ضامن)۔

ضحاک: ایران کا ایک ظالم بادشاہ تھا۔ جس نے اپنے نیک و صالح بادشاہ کو قتل کر کے حکومت حاصل کی تھی۔ شیطان نے اس عمل سے خوش ہو کر اس کے دونوں کندھوں پر بوسہ دیا تھا جس سے اس کے کندھوں پر دو سانپ پیدا ہو گئے تھے۔ ان سانپوں کی خوراک انسانوں کا بھیجہ تھا ضحاک نے ایک طویل مدت تک (کہا جاتا ہے ایک ہزار سال) حکومت کی اور انسانوں کو قتل کر کے اِن سانپوں کو خوراک بہم پہنچاتا رہا۔ بالآخر کاوہ نامی لوہار کی سرکردگی میں لوگوں نے بغاوت کی اور فریدون کی

مدد سے ضحاک کو شکست دی۔

ضرغامہ: ضرغامہ بن مالک تغلبی اہل کوفہ میں سے تھے اور حضرت مسلم بن عقیل سے بیعت کی تھی۔ اُن کی شہادت کے بعد روپوش ہو گئے تھے۔ عمرو بن سعد کے لشکر میں شامل ہو کر کربلا پہنچے اور چھپ کر امام حسین سے جا ملے اور کربلا کے معرکے میں شہید ہوئے۔

ط

طارق: کہا جاتا ہے کہ طارق بن کثیر ایک آزمودہ کار شہسوار تھا جو یزیدیوں کی طرف سے حضرت علی اکبر کے مقابلے کے لئے بڑھا تھا۔ حضرت علی اکبر نے بڑی چابکدستی سے اس کو قتل کر دیا۔ طارق کے بیٹوں عمر اور طلحہ اور طارق کے بھائی کو بھی حضرت علی اکبر نے قتل کیا۔

طالوت و جالوت: جالوت ایک ظالم و جابر بادشاہ تھا جس نے بنی اسرائیل پر ہر طرح کی زیادتیاں کر رکھی تھیں۔ یہ دیکھ کر پیغمبر شموئیل نے ایک نیک آدمی طالوت کو بادشاہ مقرر کیا۔ جالوت نے طالوت سے لڑائی کی۔ لیکن حضرت داؤد نے جو اُس وقت نوجوان تھے جالوت کو قتل کیا۔ اس کے بعد طالوت پوری طرح بادشاہ ہو گیا اور اپنی لڑکی میکال کی شادی حضرت داؤد سے کر دی۔

طاہا: دیکھئے طٰہٰ۔

طائرِ سدرہ، طائرِ قدسی: مراد حضرت جبرئیل جن کا مقام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔

طرماح: طرماح بن عدی حضرت علی کے اصحاب میں سے تھے اور اپنی بیباکی

اور حاضر جوابی کے اوصاف کی بنا پر ممتاز تھے۔ نافع بن ہلال اور ان کے ساتھیوں کے ہمراہ امام حسین سے عذیب الہجانات کے مقام پر ملے اور قیس بن مسہر صیداوی کی شہادت اور سپاہ شام کی تیاریوں کی اطلاع پہنچائی۔ بعض روایات کے مطابق یہ امام حسین کی حمایت میں لڑتے ہوئے کربلا میں شہید ہوئے۔ دوسری روایات کے مطابق یہ اپنے ساتھ کا سامان اپنے اہل وعیال کو پہنچانے کے لئے اپنے قبیلے میں چلے گئے تھے اور پھر جب امام حسین کی اعانت کے لئے لوٹے تو راہ میں حضرت امام کی شہادت کی خبر ملی۔

طَفّ: وہ مقام جہاں امام حسین شہید ہوئے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین طفّ میں شہید کیا جائے گا اور وہ میرے پاس وہاں کی مٹی لائے تھے۔ طفّ کے معنی دریا کا کنارہ اور خشکی کا حصہ ہے۔ اس سے مراد کوفے کے باہر خشکی کے اُس حصّے سے ہے جو فرات کے کنارے ہے۔

طلحہ بن طارق: کہا جاتا ہے کہ یہ مشہور شامی پہلوان طارق بن کثیر کا بیٹا تھا جس کو حضرت علی اکبر نے قتل کیا۔ (دیکھئے طارق)۔

طُوبیٰ: بہشت میں ایک درخت ہے جس کی شاخیں ہر اہلِ جنّت کے مکان پر چھائی ہوں گی اور اس کی خوشبو سے تمام مکانات معطّر ہوں گے۔ اس کے میووں سے اہلِ جنت لطف اندوز ہوں گے۔ ایک روایت یہ ہے کہ طوبیٰ کی جڑیں حضرت علی کے گھر میں ہوں گی اور جنت کے چار چشمے (سلسبیل، تسنیم، کوثر اور رحیق) اسی کی جڑ سے نکلتے ہیں۔

طُور: سُریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اس سے مُراد طورِ سینا یا کوہ سینا لیا جاتا ہے۔ جہاں حضرت موسیٰؑ نے تجلّیٔ خداوندی دیکھی تھی۔ یہ پہاڑ

بحرِ قلزم کے دو شاخے پر مصر کے راستے پر واقع بتایا جاتا ہے۔ جب اس پہاڑ پر حکم خداوندی کی تعمیل میں حضرت موسیٰ پہنچے تو خدا نے ان سے کلام کیا اور اپنے احکامات کی تختیاں انھیں دیں۔ حضرت موسیٰ نے تجلیٔ الٰہی دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ خدا نے انھیں آگاہ کیا کہ وہ اس کی تاب نہ لا سکیں گے۔ حضرت موسیٰ کے اصرار پر جب تجلیٔ الٰہی کا ظہور ہوا تو حضرت موسیٰ غش کھا کر گر پڑے اور پہاڑ جل کر سرمہ ہو گیا (دیکھیے ارنی)۔

طوعہ: بنو کندہ کی ایک ضعیفہ جس کے یہاں مسلم بن عقیل نے ہانی بن عروہ کا مکان چھوڑنے پر پناہ لی۔ پہلے اشعث بن قیس کی کنیز تھی مگر آزادی پاکر اسید حضرمی سے شادی کی۔ اس کا ایک بیٹا بلال تھا۔ ضعیفہ مسلم کو پناہ میں رکھنا چاہتی تھی مگر بلال نے انعام کے لالچ میں محمد بن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کو مسلم کی مخبری کی اور انھیں گرفتار کروا دیا۔

طوفانِ نوح: دیکھیے نوح۔

طٰہٰ: ان حروف میں سے ہے جنھیں حروف مقطعات کہتے ہیں۔ ان سے کئی سورتوں کی ابتدا ہوتی ہے اور ان کے مفہوم کے بارے میں خدا اور اس کے رسول کو ہی صحیح علم ہے۔ "طٰہٰ" کے حروف قرآنِ حکیم کی ۲۰ ویں سورۃ کے ابتدا میں آئے ہیں اور اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام بھی طٰہٰ ہے۔ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ طٰہٰ سے غالباً رسول اللہ کی جانب خطاب ہے اور اس سے مراد "طاہر" ہے۔ چنانچہ مرثیہ نگاروں نے "آلِ طٰہٰ" کو آلِ رسول کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

طَیّبَہ: مدینہ کا نام ہے۔ ہجرت سے پہلے مدینہ کا نام یثرب تھا۔ ہجرت کے بعد رسولِ خدا نے اس شہر کا نام بدل کر طیبہ رکھا۔

طَیرِ مسیح: چمگادڑ۔ دیکھیے مرغِ عیسیٰ۔

ظ

ظلمات: قدیم روایات کے مطابق دنیا کا ایک بعید ترین علاقہ جو گہرے اندھیرے میں ڈھکا ہوا ہے اور اسی اندھیرے علاقے میں آبِ حیات کا چشمہ ہے اسی وجہ سے اس کو کبھی چشمۂ ظلمات بھی کہا جاتا ہے۔

ظُہیر قین: بعض مراثی میں زُہیر قین کا یہ غلط املا بھی دیکھنے میں آیا ہے (دیکھئے زہیر بن قین)۔

ع

عابد: امام حسینؑ کے صاحبزادے امام زین العابدینؑ۔ (دیکھئے زین العابدینؑ)۔

عابس: عابس بن ابی شبیب شاکری۔ حضرت علیؑ کے اصحاب میں سے تھے اور ان کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک تھے۔ مسلم بن عقیلؑ کے کوفے پہنچنے پر انھوں نے اپنی پوری حمایت کا یقین دلایا تھا۔ انھیں کے ذریعہ مسلم نے امام حسینؑ کو خط بھیجا تھا کہ ۱۸ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی ہے اور امام فوراً کوفے کے لئے روانہ ہو جائیں۔ عابس بڑے شجاع تھے۔ جب یزید کے لشکریوں نے ان پر میدانِ کربلا میں پتھر برسانا شروع کیا تو انھوں نے زرہ اتار کر ان کی ایک بڑی تعداد کو تہ تیغ کیا۔ بالآخر یزیدیوں نے ان کو گھیر کر شہید کر دیا۔

عاد : قوم عاد جنوبی اور مشرقی عرب میں آباد تھی۔ اس قوم کے لوگ بہت دراز قد اور بڑے تن و توش کے تھے۔ انھوں نے صنعت و حرفت میں بڑی شہرت حاصل کی تھی اور بڑی بلند عمارتیں تعمیر کی تھیں۔ لیکن یہ لوگ بُت پرست تھے۔ چنانچہ خدا نے ان کی ہدایت کے لئے حضرت ہود کو نبی بنا کر بھیجا۔ لیکن قوم عاد نے نافرمانی کی۔ چنانچہ پہلے ان پر قحط اور پھر آندھی کا عذاب بھیجا گیا۔ یہ آندھی سات دن اور آٹھ رات تک برابر جاری رہی جس سے ان کے مکان و محل گر گئے۔ اور یہ منکرین تباہ ہو گئے۔

عاشوراء : محرم کی دسویں تاریخ جس دن امام حسینؑ کربلا میں شہید ہوئے۔ اس دن کی فضیلت کے بارے میں کئی روایتیں مشہور ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ اسی روز دس ہزار پیغمبر پیدا ہوئے۔ دوسری روایتوں کے مطابق اسی دن دس ہزار نبیوں کو نبوت سے نوازا گیا۔ ایک اور روایت یہ ہے کہ اس روز خُدا نے دس چیزیں پیدا کی تھیں، عرشؔ کرسیؔ، لوحؔ، قلمؔ، آدمؑ، حوّاؑ، ارواحؔ، زمینؔ، آسمانؔ، بہشتؔ۔ رسول خُدا کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ میرا نور بھی اسی دن پیدا کیا گیا ہے۔

عامر بن مسلم : بصرہ کے قبیلۂ عبد قیس سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن زیاد کی شدید ناکہ بندی کے باوجود امام حسینؑ کی نصرت کے لئے چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ نکلے اور امام سے ابطح کے مقام پر ملے۔ کربلا میں پہلے حملے میں شہید ہوئے۔

عبّاس علمدار : امام حسینؑ کے سوتیلے بھائی تھے۔ ان کی والدہ اُمّ البنین تھیں اور ان کی کنیت ابوالفضل تھی۔ رُعب و شجاعت میں حضرت علیؑ کے مشابہ تھے۔ کچھ لوگوں نے لکھا ہے کہ کشیدہ قامت تھے، گھوڑے پر بیٹھتے تھے تو پاؤں زمین پر لگتے تھے۔ اپنی ذاتی وجاہت اور حسن و جمال کی وجہ

ماہِ بنی ہاشم کہلاتے تھے۔ معرکۂ کربلا میں امام حسین نے انھیں عَلَم دیا تھا اسی مناسبت سے ان کا لقب علمدار ہوا۔ روز عاشورا جب خیمے سے انھوں نے پیاس پیاس کی آواز سنی تو مشکیزہ لے کر پانی لانے کے لئے تیار ہو گئے۔ فرات کے کنارے پر متقرر فوج کی صفیں چیرتے ہوئے پانی تک پہنچ گئے۔ دشمن ان پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے۔ نوفل بن ارزق نے پیچھے سے وار کر کے پہلے ایک اور پھر دوسرا ہاتھ قطع کر دیا اور ایک دوسرے دشمن نے ان کے سَر پر گرز مار کر انھیں شہید کر دیا۔ ان کی شہادت پر امام حسین نے فرمایا کہ اَلْآنَ اِنْکَسَرَ ظَھْرِی وَ قَلَّتْ حِیْلَتِیْ۔ (اب میری کمر ٹوٹ گئی اور چارہ و تدبیر کی راہ بند ہو گئی) شہادت کے وقت حضرت عباس کی عمر ۳۲ سال کی تھی۔ کربلا میں ان کے ساتھ ان کی زوجہ ذکیہ اور ان کے دو صاحبزادے فضل اور عبید اللہ بھی تھے۔ ان کے دوسرے القاب سقائے حرم، سقائے سکینہ، ماہِ بنی ہاشم اور ہمشکل علی بھی ہیں۔

عبد الرحمن بن عبد ربہ انصاری: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ رسولِ خدا کے صحابیوں میں سے تھے۔ اور حضرت علی سے فیض علم حاصل کرنے کی سعادت بھی انھیں ملی تھی۔ حدیثِ غدیر کے راویوں میں سے تھے۔

عبد اللہ بن جعفر: حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے تھے ان کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔ ہجرت حبشہ کے دوران پیدا ہوئے تھے۔ امام حسین کی بہن حضرت زینب ان کے نکاح میں تھیں۔ امام حسین جب مکّہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے تو انھوں نے اپنے دو صاحبزادوں عون و محمد کو ایک خط دے کر بھیجا جس میں امام حسین سے کوفہ نہ جانے کی درخواست کی تھی۔ انھوں نے عمرو بن سعید سے بھی جو کہ یزید کی طرف سے

مکہ کا عامل تھا ایک خط لکھوایا تھا جس میں امام حسین سے امان کا وعدہ اور
سلامت واپس آجانے کی درخواست تھی۔ عمرو بن سعید کے بھائی یحییٰ کے
ہمراہ عبداللہ بن جعفر یہ خط لے کر خود امام حسین کے پاس پہنچے۔ مگر
حضرت حسین نے یہ کہا کہ انھوں نے رسولؐ اللہ کو خواب میں دیکھا ہے
اور انھوں نے جو حکم دیا ہے وہ اس کی تعمیل کریں گے۔ عبداللہ بن جعفر
نے ۸۰ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن حسن: امام حسن کے کمسن صاحبزادے تھے۔ جب امام حسین کے سارے
اعوان و انصار شہید ہو گئے اور آپ دشمنوں میں گھر گئے تو یہ صاحبزادے
امام حسین کے پاس جا پہنچے اور شمر کے پیادوں سے کہا کہ وہ چچا کو قتل نہ
کریں۔ بحر بن کعب نے حضرت امام پر تلوار کا وار کیا تو ابن حسن نے
اس کو روکنے کے لئے اپنے ہاتھ آگے بڑھا دیئے۔ وار ان کے ہاتھوں پر
پڑا اور یہ شہید ہو گئے۔ (امام حسن کی شہادت ۵۰ھ میں ہوئی
اس لئے واقعۂ کربلا میں ان کی عمر کم سے کم گیارہ سال ہونا چاہیئے۔
مرثیہ نگار اکثر عمر کے اندازے میں غلطی کرتے ہیں)۔

عبداللہ بن عباس: رسول خدا کے چچا عباس بن عبدالمطلب کے صاحبزادے
تھے۔ علم قرآن اور علم حدیث کے زبردست عالم تھے۔ حضرت علی نے
انھیں بصرے کا حاکم مقرر کیا تھا۔ آپ کے ساتھ صفین اور نہروان
کی جنگوں میں شریک تھے۔ صفین کے بعد تحکیم کے معاملہ پر انھوں نے
ابو موسیٰ اشعری کو عمرو بن عاص کی سیاسی چالبازی کے امکان سے
آگاہ کیا۔ امام حسین کو بھی انھوں نے کوفہ جانے سے روکا تھا اور انھیں
مشورہ دیا تھا کہ کم از کم وہ اہل و عیال کو ساتھ نہ لے جائیں۔ امام حسین
کی شہادت سے ان کو بہت صدمہ پہنچا اور انھوں نے یزید کو سخت احتجاجی

خط لکھا تھا۔ ۶۶ھ میں وفات پائی۔

عبداللہ بن عفیف ازدی: کوفہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں لڑے تھے اور دونوں جنگوں میں اپنی ایک ایک آنکھ کھو چکے تھے۔ جب امام حسین کی شہادت کے بعد ابن زیاد نے یہ کہا کہ امام حسین کذاب ابن کذاب تھے اور ان کے گروہ کے لوگوں کے قتل پر خدا کا شکر ادا کیا جائے تو ابن عفیف نے ابن زیاد سے کہا کہ وہ خود کذاب ابن کذاب ہے اور یزید اور اس کا باپ بھی۔ ابن زیاد نے ان کو گرفتار کرا لیا۔ لیکن ابن عفیف کے قبیلے والے ان کو چھڑا لے گئے لیکن بعد میں ابن زیاد نے ان کو قتل کرا دیا۔

عبداللہ بن عمیر: خاندان بنی کلب سے تھے۔ جہاد کرنے کی بڑی آرزو تھی۔ اپنی بیوی اُم وہب کے ساتھ کربلا میں امام حسین سے آملے اور جنگ کربلا میں سب سے پہلے مقابلے کے لئے نکلے اور ابن زیاد کے آزاد کیے ہوئے غلام سالم کو قتل کیا۔ ایک اور غلام لیبار ان سے جان بچا کر بھاگ نکلا۔ شمر نے جب اپنا میسرہ آگے بڑھایا تو یہ چاروں طرف سے نرغے میں آگئے اور ہانی بن ثبیث حضرمی اور بکیر بن حی تیمی نے انھیں شہید کیا۔ ان کی بیوی اُم وہب باہر نکل آئیں اور ان کا سر اٹھا کر اس پر کا غبار صاف کرنے لگیں۔ شمر کے غلام رستم نے ان کے سر پر لکڑی مار کر ان کو بھی شہید کر دیا۔

عبداللہ بن یقطر: امام حسین کے دودھ شریک بھائی تھے۔ اس سے قبل کہ امام حسین کو مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملے کہ امام حسین نے اپنی کوفے کے لیے روانگی کی اطلاع کے ساتھ ابن یقطر کو مسلم کے پاس روانہ کیا۔ لیکن قادسیہ پہنچنے پر حصین بن نمیر کے سواروں نے ابن یقطر کو

گرفتار کرلیا اور ابن زیاد کے پاس بھیجدیا۔ ابن زیاد نے ان کو امام حسین کو بُرا بھلا کہنے پر مجبور کیا لیکن انھوں نے لوگوں کو امام حسین کی آمد کی خبر دی اور ابن زیاد پر لعنت کی۔ ابن زیاد نے انھیں اپنے مکان کی چھت سے نیچے پھنکوا دیا۔ جس سے ان کی ہڈیاں چور چور ہوگئیں۔ ابھی کچھ جان باقی تھی کہ ایک شخص عبدالملک بن عمر لخمی نے ان کو ذبح کر ڈالا۔

عبدالمطلب : رسولؐ خدا کے دادا تھے۔ ان کا نام عامر اور لقب شیبہ تھا۔ عبدالمطلب ہی نے رسولؐ خدا کا نام محمدؐ تجویز کیا تھا اور ۸ سال کی عمر تک (جب تک یہ زندہ رہے) آپؐ کی پرورش کی تھی۔ عبدالمطلب کعبہ کے متولی تھے اور انھیں کی سرداری کے زمانے میں ابرہہ نے ہاتھیوں کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ عبدالمطلب نے ہی چاہِ زمزم کو جو پٹ ہوگیا تھا۔ دوبارہ دریافت کیا اور اُس کو کھدوایا۔ ۵۷۹ء میں ۸۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی اولاد میں یہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(۱) حارث : ان کے بیٹے نوفل، عبداللہ، ربیعہ اور ابوسفیان مغیرہ مسلمان ہوئے۔ نوفل بن حارث نے فتح مکّہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ ان کے صاحبزادے مغیرہ نے ابن ملجم کو اُس وقت گرفتار کیا جب وہ حضرت علی کو زخمی کر کے بھاگ جانا چاہتا تھا۔

(۲) ابوطالب : حضرت علی کے علاوہ ان کے تین صاحبزادے تھے۔ طالب، عقیل اور جعفر طیّار۔

(۳) عبداللہ : رسولؐ خدا کے والد جنھوں نے آپؐ کی ولادت سے قبل وفات پائی۔

(۴) حمزہ : جنگ اُحد میں شہید ہوئے۔

(۵) ابولہب ، دشمن اسلام و دشمنِ رسول۔

(۶) **عباس**: عبدالمطلب کے بعد رئیسِ قریش ہوئے۔ اسلام قبول کیا۔ ۳۲ھ میں ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عباس علم قرآن اور علم حدیث کے ستونوں میں سے ہیں۔

عبدِ مناف: رسولؐ خدا کے دادا (عبدالمطلب) کے دادا۔ یعنی رسول اکرمؐ تک ان کی پانچ پشتیں ہوتی ہیں۔

نسب کا سلسلہ یہ ہے: محمد صلعم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف۔ عبدِ مناف کا اصل نام مغیرہ تھا۔ ان کی اولاد میں ہاشم اور عبدالشمس خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ دونوں جڑواں بھائی تھے۔ ہاشم بنی ہاشم کے اور عبدالشمس کے بیٹے اُمیّہ، بنی اُمیّہ کے جدِّ اعلیٰ ہوئے ان دونوں خاندانوں کی باہمی رقابت نے نہ صرف مکّہ اور اہلِ قریش کی زندگی کو خلفشار میں مبتلا رکھا بلکہ وہ ایک طویل مدت تک عربوں کے درمیان سیاسی کشمکش کا سبب بنی رہی۔ واقعۂ کربلا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔

عبیداللہ بن زیاد: اس کا باپ زیاد، سمیّہ نامی لونڈی کے بطن سے ابوسفیان کا ناجائز بیٹا تھا۔ خود عبیداللہ کی ماں مرجانہ نامی ایک مجوسی کنیز تھی۔ اسی مناسبت سے اس کو کبھی ابن سمیّہ اور کبھی ابن مرجانہ بھی کہا گیا ہے زیاد کی موت کے بعد معاویہ نے اسے پہلے خراساں کا اور پھر بصرے کا حاکم بنایا۔ یزید نے ۶۰ھ (۶۷۹ء) میں اس کو بصرے کے ساتھ کوفے کا بھی حاکم مقرر کیا۔ کوفہ پہنچتے ہی اس نے امام حسینؑ سے لوگوں کی عقیدت کو تشدّد کے ساتھ دبانا شروع کیا۔ اس لئے پہلے مسلم بن عقیل اور پھر ہانی بن عروہ کو قتل کروایا۔ کوفیوں کو سخت سزاؤں کی دھمکیاں دیں۔ عمرو بن سعد کو ایک بڑا لشکر دے کر امام حسینؑ سے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ بالآخر اس کی فوجوں نے ۱۰ محرم ۶۱ھ (۶۸۰ء) کو امام حسینؑ کو کربلا میں

گھیر کر ان کے تمام ساتھیوں کے ساتھ شہید کر دیا۔ عبدالملک کے عہد میں
ابن زیاد کو تین روز تک کوفے کو لوٹنے کی اجازت ملی۔ لیکن اس سے
پہلے ہی کوفے کے حاکم مختار ثقفی نے ابراہیم بن مالک اشتر کی سرکردگی
میں اپنی فوج مقابلے کے لئے بھیجی۔ جنگ میں ابن زیاد قتل ہوا اور
اس کا سر کاٹ کر مختار کے پاس بھیج دیا گیا اور لاش جلا دی گئی۔ یہ
واقعہ محرم ۶۷ھ (۶۸۱ء) کا ہے۔

عُتبہ بن ابی وقاص: مکّہ کے مشرک قریش میں سے تھا۔ جنگِ اُحد میں اُس نے
پتھر مار کر رسولِ خدا کے دانت توڑے تھے اور آپ کا چہرہ مبارک زخمی کیا تھا۔

عِترت: عام طور پر اس لفظ سے ذرّیت کے معنی مُراد لئے جاتے ہیں۔ یعنی وہ
اولاد جو کسی شخص کے صلب سے پیدا ہو اور وہ نسل جو اس کی نسبت
سے آگے بڑھے اور پھیلے۔ اس طرح عترتِ رسول سے عام طور پر وہی
افراد مُراد ہیں جو آپ کے اہلِ بیت میں شامل ہیں۔

عثمان: حضرت عثمان بن عفّان تیسرے خلیفہ تھے۔ حضرت عمر کے بعد ۲۴ھ
(۶۴۴ء) میں خلافت سنبھالی۔ ۱۸ ذالحجہ ۳۵ھ (۶۵۶ء) کو قتل کئے
گئے۔ خاندانِ بنی اُمیّہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے قتل کو ہی جنگِ جمل
اور جنگِ صفّین کا سبب بنایا گیا۔

عرفات: مکّہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک مقام جہاں عرفہ کے روز
(یعنی ۹ ذی الحجہ کو) جو کہ حج کا دن ہے۔ حاجی قیام کرتے ہیں اور ظہر و
عصر کی نمازیں ادا کر کے مکّہ واپس آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جنّت سے
نکالے جانے کے بعد حوّا کو عرفات کی پہاڑی پر ہی ڈالا گیا تھا اور یہیں
حضرت آدم اُن سے دوبارہ ملے تھے۔

عُرفی: صفوی دور کا مشہور فارسی شاعر۔ جمال الدین محمد نام۔ شیراز میں پیدا ہوا۔

جوانی میں ہندوستان کا سفر کیا۔ اکبر کے دربار میں رسوخ حاصل کیا قصیدہ اور غزل میں اسے کمال حاصل تھا۔ بالخصوص نعت و منقبت میں اس کے قصائد بہت مشہور ہیں۔ ۹۹۱ھ میں ۳۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

عُروۃُ الوُثقیٰ: (لغ: مضبوط ترین کڑا مراد محکم عقیدہ) قرآن کریم میں یہ فقرہ دو جگہ استعمال ہوا ہے۔ (۱) سورۂ بقرہ رکوع ۳۴۔ فَمَن یَکفُر بِالطَّاغُوتِ وَیُؤمِن بِاللّٰہِ فَقَدِ استَمسَکَ بِالعُروَۃِ الوُثقیٰ (جو باطل سے منکر ہوا اور خدا پر ایمان لایا اُس نے مضبوط چیز کو پکڑا)۔ (۲) سورۂ لقمان رکوع ۳۔ وَمَن یُسلِم وَجہَہٗ اِلَی اللّٰہِ وَہُوَ مُحسِنٌ فَقَدِ استَمسَکَ بِالعُروَۃِ الوُثقیٰ (جس نے تابعداری میں خدا کی طرف اپنا منہ کیا اور وہ نیکی پہ ہوا اُس نے ایک مضبوط کڑا تھاما)۔

عروہ بن قیس: یزیدی لشکر کا ایک سردار۔ ابن زیاد نے اس کو ایک الگ جھنڈا دے کر اور چار ہزار سواروں کے ساتھ عمرو بن سعد کی ماتحتی میں کربلا روانہ کیا تھا۔

عروہ غِفاری: صحابۂ رسولؐ میں سے تھے۔ رسولِ خدا کے ساتھ کئی جنگوں میں شریک ہوئے تھے۔ اتنے بوڑھے تھے کہ اپنی بھویں انھوں نے کپڑے سے باندھ لی تھیں۔ اپنے دو بیٹوں عبداللہ اور عبدالرحمٰن کے ساتھ معرکہ کربلا میں شریک ہوئے اور امام حسینؑ کی حمایت میں شہادت پائی۔ بعض روایات بجائے عروہ غفاری کے صرف عبداللہ بن عروہ غفاری کا تذکرہ کرتی ہیں۔

عُزّیٰ: عرب کا ایک بت جس کی اسلام سے قبل پرستش کی جاتی تھی۔ یہ بنی غطفان کا بت تھا۔ مگر قریش بھی اس کی پوجا کرتے تھے اور تبرکاً اسی کے نام پہ نام رکھتے تھے۔ یہ بت مکہ سے چند میل کے فاصلہ پہ مقام نخلہ پر بنی غطفان کے ایک باغ میں نصب تھا۔ قریش وہاں برابر تحائف لے جاتے اور

قربانیاں کرتے تھے۔ اس کی شکل یہ تھی کہ ایک درخت تھا اس کے نیچے ایک بُت تھا چاروں طرف چاردیواری تھی۔

عَزَازِیل: دیکھئے ابلیس۔

عَزرائیل: موت کا فرشتہ۔ (دیکھئے ملک الموت)۔

عَزیزِ مصر: مصری فوج کا افسر اور وزیر اعظم۔ عزیز مصر کا ذکر عام طور پر حضرت یوسف کے قصّے کے سلسلہ میں آتا ہے جس عزیزِ مصر نے حضرت یوسف کو تاجروں سے خریدا تھا وہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اُس کا نام فوطیفار بتایا جاتا ہے۔ زلیخا جو حضرت یوسف پر فریفتہ ہوئی، اسی عزیز مصر کی بیوی تھی۔ بعد میں اُس نے زلیخا کی فریفتگی اور اپنی رسوائی کے اندیشے کی بنا پر حضرت یوسف کو بلاجرم قید میں ڈال دیا تھا۔ لیکن قید سے رہائی کے بعد خود حضرت یوسف کو عزیزِ مصر کا عہدہ حاصل ہوا۔

عَسکری: گیارھویں امام۔ (دیکھئے حسن عسکری)۔

عَشرۂ محرم: اسلامی سال کے پہلے مہینے محرم کے ابتدائی دس دن۔ یہ دس دن امام حسینؑ اور آپ کے رفقا کے لئے بڑے مصائب کے تھے یہانتک کہ ۱۰ محرم کو آپ اور آپ کے سارے ساتھی کربلا میں شہید ہوئے اسی بنا پر یہ دس دن ایامِ غم کی طرح سمجھے جاتے ہیں۔

عشیرہ: دیکھئے دعوتِ عشیرہ۔ (تحت "علی" اندراج ۱۲)۔

عَصائے موسیٰ: حضرت موسیٰ کو خدا نے دو بڑے معجزے عطا کئے تھے۔ ایک یدِ بیضا کا اور دوسرا اُن کے عصا کا۔ حضرت موسیٰ کے پاس بکریاں ہانکنے کے لئے ایک لکڑی تھی۔ جب وہ اس کو زمین پر ڈال دیتے تھے تو وہ خدا کے حکم سے ایک مہیب اژدہا بن جاتی تھی۔ لیکن جب وہ اس پر ہاتھ ڈال کر پکڑ لیتے تو وہ پھر اپنی اصل حالت پر لوٹ آتی تھی۔ ایک بار فرعون کے

دربار میں بڑے بڑے جادوگر جمع ہوئے اور اپنے جادو کے زور سے رسیّوں اور لاٹھیوں سے سانپ پیدا کیے۔ پھر انھوں نے حضرت موسیٰ سے بھی اصرار کیا کہ وہ اپنا کمال دکھائیں۔ حضرت موسیٰ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا۔ ڈالتے ہی وہ اژدہا بن گیا اور جادوگروں کے سارے شعبدوں کو نگل گیا۔

عقاب: حضرت علی اکبر کے گھوڑے کا نام۔

عقد انامل: انگلیوں پر شمار کرنے کا ایک طریقہ جس کے ذریعہ بغیر تسبیح وغیرہ کے ایک ہزار تک کی تعداد کا شمار صرف انگلیوں پر ہی کر لیا جاتا ہے۔

عقلِ اوّلین | عقلِ کُل: مُراد حضرت جبرئیل۔ حکمار کا خیال ہے کہ خُدا نے سب سے پہلے جبرئیل کو پیدا کیا تھا۔ جبرئیل نے دوسرا فرشتہ پیدا کیا اور پہلا آسمان بنایا۔ دوسرے فرشتہ نے تیسرا فرشتہ اور دوسرا آسمان بنایا اس طرح یکے بعد دیگرے دس فرشتے اور نو آسمان پیدا ہو گئے۔ پھر دسویں فرشتہ نے تمام عالم کو پیدا کیا۔ ان دس فرشتوں کو فلسفے کی اصطلاح میں عقولِ عشرہ کہتے ہیں۔ صوفیوں کی اصطلاح میں عقلِ اوّل کو "اَلدُّرَّۃُ اَلبَیضا" کہتے ہیں۔

عقیل بن ابی طالب: حضرت علی کے بھائی تھے۔ اُن سے عمر میں بیس سال بڑے تھے۔ رسولِ خدا ان سے بہت محبّت کرتے تھے۔ ماہرِ انساب تھے۔ ان کے مشورے سے ہی حضرت علی نے ام البنین سے نکاح کیا تھا۔ عقیل نے معاویہ کے آخیر عہد یا یزید کے ابتدائی زمانۂ حکومت میں وفات پائی۔ واقعۂ کربلا اور اُس سے قبل، امام حسین کی حمایت میں عقیل کے چار صاحبزادوں (مسلم، عبداللہ، جعفر اور عبدالرحمٰن) اور چار پوتوں (محمد، ابراہیم، عبداللہ فرزندانِ مسلم اور محمد بن ابی سعید)

نے اپنی جانیں قربان کیں۔

عقرباٖل: کربلا کے قریب ایک قریہ۔

عقولِ عشرہ: دیکھیے عقلِ اولیں۔

عکاشہ: عکاشہ بن محصن اسدی ایک صحابی تھے۔ جب رسولؐ خدا اپنی آخری بیماری کے دوران باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر کسی کا کوئی حق مجھ پر ہو تو طلب کرلے تو عکاشہ نے عرض کیا کہ ایک بار جہاد کے موقع پر آپ اونٹ کو کوڑا مار رہے تھے۔ اتفاق سے میرے لگ گیا۔ رسولؐ خدا نے ان کو اجازت دی کہ وہ بدلہ لے لیں اور اس کے لئے آپ نے کوڑا منگوایا۔ عکاشہ نے کہا کہ کوڑا میری ننگی پیٹھ پر لگا تھا۔ چنانچہ رسولؐ خدا نے اپنا کرتہ الٹ کر اپنی پشت برہنہ کردی۔ عکاشہ نے بڑھ کر مُہرِ نبوت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ میں نے یہ فعل صرف اس لئے کیا کہ اس بوسے کی برکت سے مجھ پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے۔ عکاشہ نے حضرت ابوبکر کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔

عکرمہ بن ابی جہل: مشہور مخالفِ اسلام و مخالفِ رسولؐ، ابوجہل کا بیٹا تھا۔ جنگِ احد میں قریش کی جانب سے میسرہ پر مقرر تھا۔ جنگِ خندق میں بھی یہ عمرو بن عبدوُدّ کے ساتھ خندق پھلانگ کر آ گیا تھا۔ مگر آخر کار اپنی جان بچا کر بھاگنا پڑا۔ فتح مکہ کے بعد ۸ھ میں اسلام قبول کیا اور جنگِ یرموک میں ۱۳ھ میں قتل ہوا۔

علقمہ (نہر): دریائے فرات کی ایک شاخ کا نام جو میدانِ کربلا کے پاس سے گذرتی تھی۔

عَلَّمَ الانسان: (لغ: انسان کو سکھایا) سورہ علق کی ایک آیت کا جزو ہے اس سورۃ کی ابتدائی آیات (اِقْرَأ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ......)

سب سے پہلے رسولِ خدا پر نازل ہوئی تھیں۔ ان ہی آیات میں سے ایک یہ آیت ہے: عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا)۔

عَلَمِ حمد: دیکھئے لِوائے حَمد

عَلَمدار: حضرت عباس بن علی کا لقب ہے جو جنگ کربلا میں حضرت حسین کا عَلَم لئے ہوئے تھے۔ (دیکھئے عباس علمدار)۔

عِلمِ لَدُنی: نبیوں کا علم و فہم، انسانی تعلیم و تعلّم اور مادی حکمت و دانائی سے پاک و مبرّا ہوتا۔ وہ جو کچھ جانتے اور سمجھتے ہیں اس کا ماخذ تعلیم الٰہی اور القائے ربّانی ہوتا ہے۔ لَدُن کے معنی "پاس اور نزدیک" کے ہیں۔ کیونکہ ایسا علم کسب و تحصیل کے بغیر خدا سے حاصل ہوتا ہے اس لئے اس کو علمِ لَدُنّی کہا جاتا ہے۔ خدا نے قرآنِ حکیم میں حضرت خضر کے بارے میں فرمایا ہے (سورہ کہف رکوع ۹) وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (اور ہم نے اپنے پاس سے اس کو علم سکھایا) اور رسولِ خدا کے متعلق ارشاد ہوتا ہے (سورہ طٰہٰ رکوع ۵) كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاۤءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا۔ (اسی طرح ہم آپ سے گذشتہ زمانے کی باتیں بیان کرتے ہیں اور ہم نے آپ کو اپنی طرف سے علم بخشا ہے)۔ شیعہ فرقے کے نزدیک حضرت علی کو یہ علم رسولِ خدا کے ذریعہ سے حاصل تھا اور ان سے دوسرے اماموں کو۔

عِلْمُهٗ بِحَالِی: (لغ: اس کو میری حالت کا علم ہے)۔ یہ الفاظ حضرت ابراہیم سے منسوب کئے جاتے ہیں۔ جب ان کو نمرود نے آگ میں پھینکوا دیا تو حضرت جبرئیل ان کے پرسشِ حال کے لئے آئے اور ان سے پوچھا۔ آیا وہ

کوئی پیغام خدا تک پہنچانا چاہتے ہیں تو حضرت ابراہیم نے فرمایا عِلْمُہٗ بِحَالِیْ حَسْبِیْ سُؤَالِیْ (اسے خود میری حالت کا علم ہے۔ پھر سوال کی کیا حاجت ہے)۔

عَلِیْ: رسولِ خدا کے چچا زاد بھائی اور داماد یعنی آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کے شوہر، بارہ اماموں میں پہلے امام اور چوتھے خلیفہ، امام حسن اور امام حسین کے والد ہیں۔

(۱) نام: اسد، حیدر، علی (علی، خدا کے نام الاعلیٰ سے مشتق ہے)۔

(۲) کنیت: ابوالحسن، ابوالحسین، ابوالریحانتین، ابوالسبطین، ابوتراب۔

(۳) القاب: اسداللہ، امام الاولیا، امام البررہ (نکوکاروں کے امام)، امام المتقین، امیرالمومنین، امیرالنحل، ایلیا، امین، بابُ العلم، باب حطّہ (توبہ کا دروازہ)، بیضۃ البلد (وہ یکتا جس کے پاس لوگ آ آکر جمع ہوں اور اس کے کہنے کو مانیں)، حجۃ اللہ، حلّالِ مشکلات، خاتم الوصیین، خاصف النعل (جوتا سینے والا)، خلیفۂ رسول اللہ، خیر البشر، خیر الوصیین، درِ علوم، ذوالقرنین، رایۃ الہدیٰ (ہدایت کا علَم)، زبانِ خدا، زوجِ بتول، ساقیٔ کوثر، سید الصادقین، سید العرب، سید المسلمین، سید المومنین، سیف اللہ، شاہِ نجف، شاہِ ولایت، شہِ قلعہ شکن، شہِ لافتیٰ، شہِ مرداں، شیرِ خدا، صاحب الرایہ، صاحب اللواء، صالح المومنین، صدیق الاکبر، صفدر، صفوۃ اللہ (خدا کے برگزیدہ)۔ قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین (عہد توڑنے والوں، ظالموں اور دین سے نکلنے والوں کے قاتل)، قاضی دین اللہ، قائد الغرّ المحجلین (جن کے منہ، ہاتھ اور پاؤں سفید اور نورانی ہوں، اُن کے پیشوا)، قسیم النار والجنۃ، کاسر الاصنام، کاشفِ علوم، کاشفِ قرآن، مالک الرقاب، مثیل ہارون، مرتضیٰ، مشکل کشا،

مصحف ناطق، مظہر العجائب، مقیم الحجۃ، منار الایمان، مولی، ناصر رسول اللہ، نفس رسول، وارث رسول اللہ، وزیر رسول اللہ، ولی اللہ، ولی المتقین، وصی، ہادی، یعسوب المومنین۔

(۴) نورِ محمدی اور نورِ علوی: رسول خدا نے فرمایا کہ حضرت آدم سے چار ہزار سال قبل میں اور علی ایک نور تھے۔ جب اللہ نے خلقت کو پیدا کیا تو اس نور کو آدم کی پشت سے ملا دیا۔ پھر وہ نور ان کی نسل میں ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبد المطلب کے صلب میں آکر جدا ہو گیا اور نصف سے رسولِ خدا کی تخلیق ہوئی اور نصف سے حضرت علی کی۔

(۵) والدین: آپ کے والد ابو طالب بن عبد المطلب تھے جو رسولِ خدا کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد، آپ کے والد کی چچا زاد بہن تھیں۔ اس طرح حضرت علی کے والد اور والدہ دونوں ہاشمی تھے۔

(۶) مثرم: مثرم بن دعب یمن کا ایک عابد تھا جس نے اپنی عمر کے ایک سو نوے سال عبادت میں گذارے تھے۔ اس نے ایک روز دعا کی کہ اے خدا مجھے بزرگانِ حرم میں سے کسی کی زیارت کرا۔ خدا نے اس کی دعا قبول کی اور ابو طالب یمن پہنچے اور مثرم سے ملے۔ مثرم نے انھیں بشارت دی کہ ان سے ایک فرزند ہو گا جو خدا کا ولی اور مومنوں اور متقیوں کا پیشوا ہو گا۔ اس نے یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ جب یہ فرزند تولد ہو تو ابو طالب آ کے اس عابد کا سلام پہنچائیں اور کہیں کہ اس نے گواہی دی تھی کہ تو پیغمبر خدا کا وصی ہے اور جس طرح رسول خدا پر نبوت کا خاتمہ ہے، اسی طرح تجھ پر ولایت کی انتہا ہے۔ ابو طالب نے مثرم سے اس بشارت کی صداقت کے لئے کوئی واضح نشانی طلب کی اور خواہش ظاہر کی کہ

سامنے کھڑے انار کے سوکھے درخت میں پھل آئے۔ خدا کی قدرت سے اس میں سے اسی وقت پھل آیا اور ابو طالب نے اس انار کو توڑ کر چند دانے کھائے۔ کہا جاتا ہے کہ اسی پھل سے وہ نطفہ پیدا ہوا جس سے حضرت علی کی تخلیق ہوئی۔

(۷) ولادت: آپ کی ولادت ۱۳ رجب ۳۰ عام الفیل کو ہوئی۔ اس طرح آپ رسول خدا سے تیس سال چھوٹے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ولادت سے قبل آپ شکم مادر سے اپنی والدہ سے بات کیا کرتے تھے اور ان کی تنہائی کے مونس تھے۔ جب دوران حمل ان کی والدہ خانۂ کعبہ میں جایا کرتیں تو بُت سجدے میں گر جایا کرتے تھے۔

(۸) مولود کعبہ: جب آپ کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو آپ کی والدہ دیوار کعبہ کے پاس آئیں اور خدا سے درخواست کی کہ اُن پر ولادت آسان کردے۔ چنانچہ روایت ہے کہ خانۂ کعبہ کی پشت کی دیوار شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد اندر داخل ہوئیں۔ دیوار پھر بند ہوگئی۔ کعبہ کے کلید بردار نے کعبہ کو کھولنا چاہا۔ مگر دروازہ نہیں کھلا۔ چار دن کے بعد حضرت فاطمہ باہر آئیں تو ان کی آغوش میں حضرت علی تھے۔ (آپ سے قبل یا آپ کے بعد کعبہ میں ولادت کی سعادت کسی اور کو نصیب نہ ہوئی)

(۹) رسولؐ خدا کے لعاب دہن سے پرورش: رسولؐ خدا نے حضرت علی کو اپنی کفالت میں لے لیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ عالم شیر خواری میں رسول اکرم آپ کے منہ میں اپنی زبان دے دیا کرتے تھے اور حضرت علی خوب سیر ہوتے۔

(۱۰) سابق الایمان: رسول اللہ کے نبوت سے سرفراز ہونے پر سب سے پہلے حضرت علی ہی ایمان لائے۔ آپ نے کبھی کسی بُت کے سامنے سر نہیں جھکایا۔

(۱۱) ہجرتِ رسول اللہ: جس رات کو رسولِ خدا نے مکّے سے مدینہ ہجرت کی اس رات حضرت علی رسول اللہ کے بستر پر نہایت بے خوفی کے ساتھ سوتے رہے جب کہ قریش گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور رسول اکرم کے قتل پر آمادہ تھے۔ صبح حضرت علی نے ان بپھرے ہوئے قریشیوں کا مقابلہ کیا اور ان امانتوں کو جو لوگوں نے رسولِ خدا کے پاس رکھوائی تھیں، ان کے مالکوں تک پہنچا کر خود بھی مدینہ روانہ ہوگئے۔

(۱۲) دعوتِ عشیرہ: رسولِ خدا کی بعثت کے بعد سورۂ شعراء (رکوع ۱۱) کی یہ آیت نازل ہوئی وَاَنذِر عَشِیرَتَکَ الاَقرَبِینَ (اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈراؤ)۔ تو رسولؐ اکرم نے تمام بنی ہاشم کو جن میں تقریباً چالیس افراد تھے اپنے چچا ابو طالب کے گھر دعوت دی اور ایک خطبہ دیا جس میں انھیں اسلام کی جانب رغبت دلائی۔ آخر میں آپؐ نے دریافت کیا کہ تم میں سے کون ایسا ہے جو اس کام میں میرا بوجھ بٹائے۔ حضرت علی جو اُس وقت بہت کمسن تھے، اٹھے اور فرمایا کہ میں آپ کا بوجھ بٹاؤں گا۔ آپؐ نے بار بار یہ سوال دُہرایا اور ہر بار سوائے حضرت علی کے کوئی نہ اُٹھا۔ پھر رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا: "یہ میرا بھائی، میرا وصی ہے اور تم میں میرا جانشین ہے۔"

(۱۳) علمبردارِ رسول: آپ رسولؐ خدا کے ساتھ ساری جنگوں میں رہے اور رسول اللہ کا عَلَم آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا۔

(۱۴) جنگیں: دیکھئے اُحد، بدر، تبوک، جمل، حنین، خندق، خیبر، صفین اور نہروان۔

(۱۵) مقتولین: آپ نے جن اہم مشرکین کو قتل کیا ان میں مرحب و عنتر (مقتولینِ خیبر)، عمرو بن عبدود (مقتولِ خندق) اور ولید بن عتبہ

(مقتول بدر) شامل ہیں۔

(۱۶) راکب دوش نبی: فتح مکہ کے موقع پر حضرت علی نے کعبہ کو بتوں سے صاف کیا اور ایک بڑے بت کو توڑنے کے لئے آپ رسول خدا کے دوش مبارک پر بھی سوار ہوئے۔ کعبہ میں سب سے پہلے اذان حضرت علی نے ہی دی۔

(۱۷) مزید دیکھئے۔ سورۂ برأت اور غدیر خم۔

(۱۸) وصی رسول: رسول خدا وفات سے قبل ہی حضرت علی کو اپنا وصی بنا چکے تھے۔ حضرت علی نے ہی، وصیت کے مطابق، رسول اکرمؐ کو وفات کے بعد غسل دیا اور جسد مبارک کو قبر میں اُتارا۔

(۱۹) گلے میں رسّی باندھا جانا: رسولؐ خدا کی وفات کے بعد حضرت علی کو اپنے مخالفین کی وجہ سے طرح طرح کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا کہا جاتا ہے کہ ایک بار آپ کے مخالف آپ کے گلے میں رسّی باندھ کر آپ کو کھینچتے ہوئے خلیفہ کے سامنے لے گئے۔

(۲۰) خلافت: تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کے بعد ذی الحجہ ۳۵ھ میں آپ نے خلافت سنبھالی۔ آپ کی خلافت کا عرصہ تقریباً پونے پانچ سال رہا۔

(۲۱) شہادت: ۱۹ رمضان ۴۰ھ کو ایک خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم نے نماز فجر میں آپ کو اپنی زہر آلود تلوار سے کوفہ کی مسجد میں زخمی کیا جس کے نتیجہ میں ۲۱ رمضان کو آپ نے وفات پائی۔ بنی اُمیہ اور خارجیوں کے فتنے کی وجہ سے آپ کے مدفن کو پوشیدہ رکھا گیا تھا۔ آپ نجف میں دفن ہیں۔ (مزید دیکھئے ابن ملجم اور قطامہ)۔

روایت ہے کہ آپ کی شہادت کے بارے میں رسولؐ خدا نے خود پیشین گوئی فرمائی تھی۔ اس کے علاوہ ۱۹ رمضان کی صبح جب حضرت علی نماز کیلئے روانہ ہوئے تو گھر کے صحن میں پلی ہوئی مرغابیوں نے

شور مچایا اور آپ کے سدِ راہ ہوئیں۔ جب دروازے پر پہنچے تو کمر کا پٹکا دروازے میں الجھ کر گر پڑا۔ دو رانِ نماز جب آپ سجدے میں گئے تو ابن ملجم نے اپنی تلوار سے آپ کے سر پر اُس جگہ ضرب لگائی جہاں جنگِ خندق میں عمرو بن عبدود کی تلوار سے زخم لگا تھا۔ زہر نے تیزی سے اثر کرنا شروع کیا۔ جب ابن ملجم کو گرفتار کر کے آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے حضرت حسن کو وصیت کی کہ وہ قصاص اس طرح لیں کہ ابن ملجم ایک ہی ضرب میں ہلاک ہو جائے اس لئے کہ اس نے مجھے ایک ہی ضرب لگائی ہے۔ تدفین کے لئے یہ وصیت کی کہ تابوت کو پیچھے سے اٹھائیں کیونکہ آگے سے وہ خود بخود اُٹھے گا اور ملائکہ اُس کو سہارا دیئے ہوئے ہوں گے چنانچہ تابوت جدھر جائے اس کے پیچھے جائیں اور جہاں تابوت رکھا جائے وہاں زمین کھودیں۔ اس کے نیچے ایک تختی ملے گی۔ تختی کے نیچے قبر تیار ہوگی۔ یہ قبر حضرت نوح کی تیار کی ہوئی ہے۔ اس میں آپ کے جسدِ اطہر کو اتار دیا جائے اور قبر کو بالکل برابر کر دیا جائے تاکہ اس کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔ چنانچہ ایک عرصے تک سوائے اہل بیت کے کسی کو اس قبر کا علم نہ رہا۔ خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں اس مقام پر بعض امور عجیبہ کا مشاہدہ کرنے پر اس کا پتہ چلا۔ تب سے یہ مقام مرکزِ خلائق ہے۔

(۲۲) فضائل: دیکھئے۔ انتَ منّی، انّما، آیۃ مُفتون، زبانِ خدا، کرم اللہ وجہ، لا اسئلکم، لا سیف، لافتیٰ، لحمک لحمی، لوکشف، مشکل کشا، مصحف ناطق، من کنت مولاہ، نادِ علی، نفسِ رسول، والعادیات، والعصر، والنجم، ھل اتیٰ۔

(۲۳) قرآن میں توصیف: حضرت علی سے روایت ہے کہ ایک چوتھائی قرآن ہماری شان میں ہے۔ ابن عباس کا قول ہے کہ کتاب اللہ میں جتنی

آیتیں حضرت علی کی شان میں نازل ہوئیں، اتنی کسی کی شان میں نازل نہیں ہوئیں۔

(۲۴) صاحب اللِّواء : رسول اللہ نے فرمایا کہ حضرت علی قیامت کے دن جنت کی اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی پر سوار ہوں گے اور ان کے ہاتھ میں لوائے حمد ہو گا۔

(۲۵) قاسم جنان : رسول خدا نے فرمایا کہ علی جنت اور دوزخ تقسیم کریں گے اور اپنے دوستوں کو بغیر حساب جنت میں داخل کریں گے۔

(۲۶) ساقیِ کوثر : حضرت علی رسول اللہ کے ساتھ حوضِ کوثر پر کھڑے ہوں گے اور اُمتِ مسلمہ میں سے جنھیں پہچانتے ہوں گے انھیں اس حوض سے پلائیں گے۔

(۲۷) ستارہ اُترنا : ایک بار ایک ستارہ ٹوٹا رسول خدا نے فرمایا جس شخص کے گھر یہ ستارہ گرے گا وہ میرے بعد میرا وصی ہو گا۔ یہ سن کر لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے۔ وہ ستارہ حضرت علی کے گھر میں گرا

(۲۸) سائل اور انگوٹھی : ایک روز ایک سائل نے مسجد نبوی میں آ کر سوال کیا۔ کسی نے اس کو کچھ نہ دیا تب اس نے خدا کو گواہ بنا کر کہا کہ میں نے تیرے رسولؐ کی مسجد میں سوال کیا لیکن کسی نے کچھ مدد نہ کی۔ حضرت علی اس وقت نماز پڑھ رہے تھے اور رکوع میں تھے۔ انھوں نے سائل کی جانب وہ انگلی بڑھادی جس میں انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔ سائل نے وہ انگوٹھی اتارلی۔ سورۂ مائدہ (رکوع ۸) کی اس آیت کی شانِ نزول اس واقعے کو بیان کیا جاتا ہے۔ اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ۔

(تمھارے سرپرست تو صرف اللہ اور اس کے رسول اور وہ لوگ ہیں جو

ایمان لائے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں ایسی حالت میں کہ وہ رکوع میں ہیں)۔

(۲۹) سائل اور اونٹوں کی قطار: کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی سفر میں تھے کہ ایک سائل نے آپ سے روٹی کا سوال کیا۔ آپ نے اپنے غلام قنبر سے کہا کہ اس کو روٹی دے دو۔ قنبر نے عرض کیا کہ روٹی دسترخوان میں ہے حکم دیا کہ مع دسترخوان دے دو۔ قنبر نے عرض کیا کہ دسترخوان اونٹ پر ہے۔ فرمایا اونٹ سمیت دے دو۔ قنبر نے پھر عرض کیا۔ اونٹ قطار میں ہے فرمایا مع قطار دے دو۔ قنبر نے ساری اونٹوں کی قطار سائل کو دیدی۔

(۳۰) جنتی طبق: ایک بار رسولؐ خدا حضرت علیؑ کے گھر تشریف لائے۔ تین روز سے آپ کے گھر والوں نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ رسول اللہ نے دریافت کیا کہ کچھ کھانے کو ہے لیکن جب آپؑ کو صورت حال کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت فاطمہ سے کہا کہ جائیں اور اندر دیکھیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ وہاں دیکھ چکی ہیں وہاں کچھ نہیں ہے۔ حضرت علی وہاں سے اٹھ کر گئے تو دیکھا ایک طبق تازہ خرمے کا اور ایک ثرید کا پیالہ رکھا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ طبق جبرئیل لے کر آئے ہیں۔ چنانچہ جب سب نے سیر ہو کر کھالیا تو یہ طبق غائب ہو گیا۔

(۳۱) حدیث طیر: رسول خدا کو بھنا ہوا پرندہ جنت سے بھیجا گیا۔ آپؐ نے اللہ سے دعا کی وہ اُسے بھی بھیج دے جو اُسے کل مخلوق سے زیادہ پیارا ہو۔ خدا نے حضرت علی کو بھی ایسا ہی پرندہ بھیجدیا اور آپؑ نے رسول اکرمؐ کے ساتھ کھایا۔

(۳۲) معجزات: دیکھئے اسود، بیر العلم، حدیث بساط، ردِّ شمس، عمرہ بن قیس۔ نصیر۔

(۴۳) زمین سے ہمکلام ہونا: حضرت فاطمہ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ انھوں نے سنا کہ زمین حضرت علی سے باتیں کرتی ہے اور جو کچھ اس پر مشرق سے مغرب تک گذرتا ہے اُس سے حضرت علی کو مطلع کرتی ہے۔

(۴۴) خورشید کا کلام کرنا: سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک بار رسولؐ خدا نے حضرت علی سے دریافت کیا کہ کیا یہ جاننا چاہتے ہو کہ خدا کے نزدیک تمہارا کیا مرتبہ ہے۔ انھوں نے کہا جی ہاں۔ تو رسول خدا نے ان سے کہا کہ وہ صحن مسجد میں جائیں اور جب آفتاب طلوع ہو تو اس سے مخاطب ہو کر کہیں: "السلام علیک یا ایّہا الشّمس" (تجھ پر سلامتی ہو اے سورج) حضرت علی نے ایسا ہی کیا اور آفتاب نے فوراً ان کے سلام کا جواب ان الفاظ میں دیا۔" السلام علیک یا اوّلُ یا آخِرُ یا ظاہِرُ یا باطِنُ یا مَن ھُوَ بکُلِّ شیٍ علیم (سلامتی ہو تم پر اے اوّل، اے آخر، اے ظاہر، اے باطن، اے وہ جو ہر چیز سے واقف ہے)۔

(۴۵) جبرئیل کو تعلیم دینا: ایک بار جب جبرئیل رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر تھے، اُسی دوران حضرت علی وہاں پہنچے۔ انھیں دیکھ کر جبرئیل تعظیم سے کھڑے ہو گئے۔ رسولؐ اللہ نے اس کا سبب دریافت کیا تو جبرئیل نے عرض کیا کہ مجھ پر ان کا حق تعلیم ہے جس وقت خدا نے مجھ کو پیدا کیا تو پوچھا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں اور تیرا نام کیا ہے اور میرا کیا نام ہے۔ میں اس کے جواب سے عاجز رہا اور ایک مدت تک اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ حضرت علی نے تب عالمِ نور میں ظہور کیا اور مجھ سے کہا کہ میں کہوں کہ تو پروردگار جلیل ہے اور تیرا نام جمیل ہے اور میں بندہ ذلیل ہوں اور میرا نام جبرئیل ہے۔ چنانچہ اسی تعلیم کے سبب مجھے ان کی تعظیم لازم آئی۔

(۳۶) جبرئیل کے پر پر ضرب لگانا۔ دیکھئے جبرئیل۔

(۳۷) اژدر کو ہلاک کرنا: ابھی حضرت علی دودھ پیتے بچے ہی تھے کہ ایک دن مکہ میں ایک انتہائی خوفناک اژدہا داخل ہوا اور لوگ اس کے ڈر سے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ اژدہے نے حضرت علی کے گھر کا رخ کیا۔ اس وقت آپ اپنے گہوارے میں تنہا لیٹے تھے۔ جب اژدہا آپ کے نزدیک پہنچا تو آپ نے گہوارے سے ہاتھ بڑھا کر اس کے کلّے کو پکڑ لیا اور اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا۔

(۳۸) سلمان کو شیر سے نجات دلانا: حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ اسلام لانے سے قبل وہ ایک بار دشت ارژن سے گذر رہے تھے کہ انھیں غسل کرنے کی خواہش ہوئی وہ اس قصد سے ایک چشمے میں داخل ہوئے۔ جب وہ نہا رہے تھے کہ یکایک ایک مردم خور شیر نمودار ہوا اور اس نے ان کی طرف رخ کیا۔ حضرت سلمان نے خدا سے التجا کی کہ اے ارحم الراحمین مجھ کو اس شیر کے پنجے سے نجات دلا۔ اتنے میں ایک سوار نمودار ہوا اور اس نے اپنی تلوار سے اس شیر کے دو ٹکڑے کر ڈالے۔ یہ سوار حضرت علی تھے۔

(۳۹) مقتول کو زندہ کرنا: کہا جاتا ہے کہ ایک بار کوفہ میں ایک اعرابی سعد بن ابی الفضل بن ربیع اپنے قبیلے کے ساٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ حضرت علی کے پاس آیا اور کہا کہ ہم ایک مقتول کو لائے ہیں اور اس کے قاتل کو جاننا چاہتے ہیں چنانچہ آپ اس کو زندہ کریں۔ اور اس سے گواہی دلوائیں۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اس شخص کو اس کے چچا حریث بن حسان نے قتل کیا ہے کیونکہ اُس نے اس نوجوان سے اپنی لڑکی بیاہی تھی۔ لیکن اُس نے اس کی بیٹی کو چھوڑ کر دوسرا بیاہ کر لیا تھا۔ اتنا جان کر بھی اعرابی مطمئن نہ ہوئے اور اس پر مصر رہے کہ مقتول کو زندہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت علی نے اپنا دایاں پاؤں اس پر مارا اور فرمایا: قُم بِاِذْنِ اللہِ یا حنظلہ بن بدر۔ خدا کی قدرت سے

جوان زندہ ہوگیا اور اُس نے تصدیق کی کہ اس کے چچا نے اُسے قتل کیا تھا۔ یہ اعرابی اور یہ نوجوان حضرت علی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

(۴۰) ستون میں انگلی کا نشان پیدا ہونا: کہا جاتا ہے کہ ایک بار کوفے میں بعض لوگوں نے اس پہ کچھ تعجب اور کچھ شک کا اظہار کیا کہ آپ نے اپنی اس جسمانی کیفیت کے ساتھ کس طرح خیبر کا دروازہ اکھاڑ کر اس کو ڈھال کی طرح اُٹھا لیا ہوگا۔ آپ نے اُسی لحظہ قریب کے ایک ستون کو اس طاقت سے پکڑ لیا کہ پوری عمارت میں زلزلہ آگیا اور ستون میں آپ کی انگلیوں کے نشان پڑ گئے۔

(۴۱) دیگر حوالے: دیکھئے دُلدُل، ذوالجناح، ذوالفقار، فُزتُ بِرَبِّ الکعبہ، نجف۔

(۴۲) بارہ پسر: عام طور پہ یہ مشہور ہے کہ حضرت علی کے بارہ فرزند تھے۔

(۱) امام حسن (۲) امام حسین (۳) محسن۔ ان تینوں کی والدہ حضرت فاطمہ تھیں۔

(۴) عباس علمدار (۵) جعفر (۶) عثمان (۷) عبداللہ۔ ان چاروں کی والدہ ام البنین تھیں۔ یہ چاروں بھائی کربلا میں شہید ہوئے۔

(۸) محمد۔ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر تھیں جو حنفیہ مشہور تھیں اس لئے یہ محمد بن حنفیہ کہلائے۔

(۹) عمر۔ ان کی والدہ ام حبیب بنت ربیعہ تھیں

(۱۰) محمد (کنیت ابوبکر)۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود تھیں۔

(۱۱) یحییٰ۔ ان کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں۔

(۱۲) محمد اوسط۔ ان کی والدہ امامہ بنت ابی العاص تھیں۔

علی اصغر: امام حسین کے شیر خوار صاحبزادے۔ ان کی والدہ رباب بنت امرئ القیس تھیں۔ معرکۂ کربلا کے وقت ان کی عمر چھ ماہ بتائی جاتی ہے۔ معرکے کے روز یہ پیاس سے بے حال تھے۔ امام حسین انھیں گود میں لے کر میدان میں آئے اور عمرو بن سعد کو مخاطب کر کے اس شیر خوار کے لئے پانی طلب فرمایا۔ اسی وقت حرملہ بن کاہل نے ایک ایسا تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق کے پار ہوگیا۔ ان کا نام عبداللہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے امام حسین کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔

علی اکبر: امام حسین کے صاحبزادے۔ ان کی والدہ لیلیٰ بنت ابی مُرّہ تھیں۔ لیکن مرثیوں میں کہیں کہیں انہیں شہر بانو کا صاحبزادہ بیان کیا گیا ہے۔ ان کی پھوپھی حضرت زینب نے ان کو پالا تھا اور انہیں اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتی تھیں۔ مرثیوں میں معرکۂ کربلا کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال بتائی جاتی ہے۔ سپاہِ شام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ بالآخر مرہ بن منقذ عبدی کے نیزے سے مجروح ہوئے اور شہادت پائی۔ حضرت علی اکبر رسولؐ خدا سے بہت ہم شکل تھے اسی مناسبت سے ہمشکل نبی، ہمشکل پیمبر، شبیہ احمد، احمد ثانی وغیرہ القاب ان کے لئے مستعمل ہیں۔ ان کے گھوڑے کا نام عقاب تھا۔ (مزید دیکھئے حلیہ)۔

علی چارمیں: (لغ: چوتھے علی)۔ دسویں امام حضرت علی نقی مُراد ہیں۔ اُن سے قبل جن تین اماموں کا نام بھی علی تھا وہ پہلے امام حضرت علی، چوتھے امام حضرت زین العابدین اور آٹھویں امام حضرت علی رضا تھے۔

علی رضا: آٹھویں امام ہیں۔ امام ضامن ثامن کے لقب سے مشہور ہیں۔ یہ امام موسیٰ کاظم کے صاحبزادے تھے۔ ۱۱ ذی قعدہ ۱۴۸ھ کو ولادت ہوئی۔ ۱۷ صفر ۲۰۳ھ کو انتقال کیا۔

علی نقی: بارہ اماموں میں سے دسویں امام ہیں۔ امام محمد تقی کے صاحبزادے تھے۔ ان کی والدہ ام الفضل بنت مامون رشید خلیفۂ بغداد تھیں۔ ولادت ۵ رجب ۲۱۴ھ اور وفات ۳ رجب ۲۵۴ھ کو ہوئی مقام سرمن رائے (سامرہ) میں دفن ہوئے۔

عمار بن یاسر: رسول خدا کے صحابی تھے۔ اسلام کے آغاز ہی میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے ہیں۔ مشرکین مکہ نے انھیں، ان کے بھائی اور ان کے والد اور والدہ کو اسلام لانے کی وجہ سے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ یہاں تک کہ ان کے والد اور والدہ شہید ہوگئے۔ رسول خدا کے ساتھ ساری جنگوں میں شریک رہے۔ رسول خدا نے ان کی شہادت کی پیشین گوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ انھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا یہ موقع جنگ صفین میں آیا جب حضرت عمار نے حضرت علی کی حمایت میں جنگ کی اور شہادت پائی۔ شہادت کے وقت (۳۷ھ میں) ان کی عمر ۹۱ سال کی تھی۔ حضرت علی کو عمار سے خاص اُنس وخلوص تھا اور وہ ان کے سارے اہم امور میں ان کے دست وبازو رہے۔ جنگ جمل سے قبل حضرت علی نے حضرت حسن کے ساتھ انھیں اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ بھیجا تھا اور اس جنگ میں بھی ان کو میسرہ پر تعینات کیا تھا۔

عمران: (۱) حضرت علی کے والد ابوطالب کا نام (۲) حضرت موسیٰ کے والد کا نام (۳) حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت مریم کے پدر بزرگوار کا نام۔

عمرانی: حضرت علی کے والد حضرت ابوطالب کا ایک نام عمران تھا۔ چنانچہ عمرانی سے مراد حضرت ابوطالب کی اولاد ہے۔

عمر بن حسن: امام حسن کے صاحبزادے۔ واقعہ کربلا میں موجود تھے۔ حالت اسیری میں شام پہنچے۔ وہاں یزید نے ان کو اپنے بیٹے خالد سے کشتی لڑنے کی

دعوت دی تھی۔ بعض مرثیوں میں کہا گیا ہے کہ یہ دعوت امام زین العابدین کو دی گئی تھی۔

عُمر بن خطّاب: حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد ۱۳ھ میں دوسرے خلیفہ مقرر ہوئے۔ ایک ایرانی غلام فیروز نے ان کو زخمی کیا جس سے انھوں نے یکم محرم ۲۴ھ کو وفات پائی۔

عَمرو بن حجاج: کوفے کے بااثر لوگوں میں سے تھا۔ ان منافقوں میں شامل تھا جنھوں نے امام حسین کو کوفہ آنے کے لئے خطوط لکھے تھے۔ ہانی بن عروہ اس کے بہنوئی تھے۔ جب ابن زیاد نے ہانی کو گرفتار کیا تو عمرو نے بنی مذحج کو لے کر دارالامارہ پر چڑھائی کی تھی۔ بعد میں ابن زیاد نے اسکو اپنے اعتماد میں لے لیا اور عمرو بن سعد کے ساتھ کربلا روانہ کیا۔ ابن سعد نے ابن حجاج کو ۵۰۰ سواروں کے ساتھ پانی کی ناکہ بندی کے لئے مقرر کیا تاکہ امام حسین کو پانی نہ مل سکے۔ ۱۰ محرم کو ابن سعد نے اسے یزیدی لشکر کے میمنہ پر مقرر کیا تھا۔ آخر میں عمرو بن حجاج شدت تشنگی میں مبتلا ہوا اور مختار ثقفی کے آدمیوں نے اس کو قتل کیا۔

عمرو بن خالد صیداوی: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ کوفہ کے اشراف میں سے تھے۔ حُر کی مزاحمت کے باوجود امام حسین سے عذیب الہجانات کے مقام پر اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ آملے تھے۔

عمرو بن سعد: صحابیٔ رسول سعد بن ابی وقاص کا بیٹا تھا۔ ابن زیاد نے اسے قتل حسین کے لئے ملک رَۓ کی حکومت اور طبرستان کی نیابت کا لالچ دیا۔ عمرو بن سعد نے اس کو منظور کیا۔ چنانچہ ابن زیاد نے اسے پانچ ہزار کے لشکر پر سپہ سالار بنا کر کربلا روانہ کیا۔ عمرو نے کربلا پہنچتے ہی فرات کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور امام حسین تک تین دن تک پانی نہ

پہنچنے دیا اور اپنے جرار لشکر سے امام حسین اور ان کے گنے چنے ساتھیوں پر حملہ کیا اور ان کو شہید کیا۔ ان لوگوں کے سر اتار کر اور عورتوں اور بچوں کو امیر کر کے کوفہ واپس پہنچا۔ ۶۶ھ میں جب مختار ثقفی نے شہدائے کربلا کا انتقام لیا تو عمرو بن سعد بھی قتل کیا گیا۔

عَمرو بن عبدِوَدّ: قریش کے نامور شہسواروں میں سے تھا اور اکیلا ایک ہزار سواروں کے برابر گنا جاتا تھا۔ جنگِ خندق میں حضرت علی کے ہاتھوں قتل ہوا اس کے ساتھ جنگ کرنے میں خود حضرت علی کے سر میں بھی زخم آیا۔

عَمرو بن قرظہ انصاری: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ امام حسین نے ان کی معرفت عمرو بن سعد کو ۷ محرم کو گفتگو کے لئے بلایا تھا۔ ۱۰ محرم کو حنظلہ بن اسعد کی شہادت کے بعد عمرو ہی امام حسین کے سامنے سینہ سپر رہے اور انھیں تیروں اور نیزوں سے بچائے رکھا۔ یہاں تک کہ یہ خود شہید ہو گئے۔ (ان کے والد قرظہ بن کعب انصاری صحابیٔ رسول تھے۔ لیکن ان کا بھائی علی یزیدی فوج میں شامل تھا)۔

عَمرو عیّار: "داستان امیر حمزہ" کا ایک کردار جو اپنی عیاریوں اور چالاک تدبیروں کے لئے مشہور ہے۔ اس کے پاس ایک زنبیل (جھولی) تھی جس میں وہ چھوٹی بڑی چیز جو کچھ ڈالتا رہتا تھا وہ اس میں سما جاتی تھی۔ اسی طرح اس کے پاس ایک گلیم (کملی) تھی جس کو اوڑھ کر وہ دوسروں کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتا تھا لیکن خود سب کو دیکھ سکتا تھا۔

عُنتَر: ایک یہودی تھا جسے حضرت علی نے خیبر کی جنگ میں قتل کیا۔

عوج بن عوق: اسے عام طور پہ عوج بن عنق کہا جاتا ہے۔ یہ ایک بے حد لمبے قد کا انسان تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت آدمؑ کے زمانے میں پیدا ہوا تھا اور حضرت موسیٰ کے عہد تک زندہ رہا۔ بیان کیا

جاتا ہے کہ طوفانِ نوح عوج کی کمر سے زیادہ نہیں بڑھا تھا۔ جب حضرت موسیٰ نے وادیٔ تیہ کا رُخ کیا اُس وقت عوج ایک زبردست چٹان اُٹھا لایا تھا تاکہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو ہلاک کردے۔ خدا کے حکم سے ہُدہُد نے اس چٹان میں سوراخ کر دیا جس سے یہ چٹان عوج کی گردن میں طوق بن گئی۔ حضرت موسیٰ نے اس پر اپنے عصا سے ضرب لگائی جو صرف اس کے ٹخنے تک پہنچی لیکن عوج ہلاک ہوگیا۔

عون و محمدؑ: امام حسینؑ کے چچا زاد بھائی عبداللہ بن جعفرؑ کے صاحبزادے۔ عون کی والدہ امام حسین کی بہن زینب تھیں اور محمدؑ کی والدہ کا نام خوصا بنت حفصہ تھا۔ لیکن مراثی میں دونوں کو حضرت زینب کے بطن سے بیان کیا جاتا ہے۔ اسی طرح معرکہ کربلا کے وقت ان کی عمریں ۸ اور ۱۰ سال بتائی جاتی ہیں۔ ان دونوں بھائیوں نے جنگ میں حصہ لیا اور شہید ہوئے۔

عیسیٰ: خدا کے برگزیدہ پیغمبر جن پر خدا نے انجیل نازل کی اور جن کے پیرو عیسائی کہلائے۔ خدا نے انھیں بغیر باپ کے حضرت مریم کے بطن سے پیدا کیا۔ (دیکھیے روح اللہ)۔ انھیں خدا نے کئی معجزے عطا کیے تھے۔ (۱) یہ خدا کے حکم سے مُردوں کو پھر زندہ کرتے تھے۔ (دیکھیے قُم) (۲) مٹی کے پرندے بنا کر پھونک مار دیتے تو حکمِ الٰہی سے اُن میں جان پڑ جاتی (دیکھیے مُرغِ عیسیٰ)۔ (۳) بیماروں کو شفا بخشتے۔ کوڑھیوں کو صحت اور اندھوں کو بینائی دیتے تھے۔

قومِ یہود ان کے درپئے آزار ہوئی اور انھیں صلیب پر چڑھا کر مار ڈالنا چاہا۔ مگر خدا نے ان کو آسمان پر اُٹھا لیا اور یہ چوتھے آسمان پر مقیم ہیں۔ (دیکھیے سوزنِ عیسیٰ)۔

عِیْشَۃٍ رَّاضِیَۃ: (لغ: پسندیدہ عیش مُراد جنت کا عیش) سورۂ قارعہ کی یہ

آیت دیکھیے: فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ (پھر جس کا پلڑا بھاری ہوگا یعنی جس کے حساب میں نیکیاں زیادہ ہوں گی۔ اُس کے لئے اُس کا پسندیدہ آرام بہم پہنچایا جائے گا)۔ فرقہ شیعہ کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت اہلِ بیت سے محبت رکھنے والوں کے حق میں ہے۔

غ

غاضریہ: نواحِ کوفہ میں ایک قریہ ہے جو کربلا سے قریب ہے (اسی مناسبت سے بعض اوقات کربلا کے لئے بھی غاضریہ کا نام استعمال کیا گیا ہے) اس قریہ میں بنی اسد آباد تھے۔ ۱۲ محرم کو یہیں کے لوگوں نے آکر شہدائے کربلا کو دفن کیا۔

غدیرِ خُم: خُمّ مکّہ سے مدینہ کی راہ میں حجفہ سے تین میل فاصلے پر ایک مقام ہے۔ یہاں ایک تالاب (غدیر) تھا جس میں پانی اکٹھا ہو جاتا تھا۔ اسلئے اس مقام کو غدیرِ خُم کہتے ہیں۔ اسی مقام پر رسولِ خدا نے اپنے آخری حج سے واپسی کے دوران ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ کو قیام فرمایا تھا۔ اور مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد کیا تھا کہ میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑتا ہوں ایک خدا کی کتاب اور دوسرے میرے اہلِ بیت۔ اسی مقام پر آپؐ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا یہاں تک کہ ساری قوم نے ان کو دیکھ لیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔ اسی جگہ آیۂ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی۔

غزالِ کعبہ: (لغ: مکّہ کا ہرن)۔ دیکھئے آہوئے حرم۔

غَضَبَ اللّٰہُ عَلَیْہِم: (لغ: اُن پر خدا کا غضب نازل ہو)۔ قرآن حکیم کی سورۂ فتح (رکوع ۱) کی ایک آیت کا جزو جس کا خطاب مشرکین اور منافقین سے ہے۔ سورۂ فاتحہ کے آخر میں بھی اس راستے کے جانب ہدایت کی درخواست کی گئی ہے جو اُن لوگوں کا ہو جن پر خدا کا انعام ہوا لیکن ان کا نہ ہو جن پر خدا کا غضب ہوا اور جو گمراہ ہوئے۔

غطفان: قیس عیلان کا ایک قبیلہ تھا جو عیفیہ بن حُصَین کی سرکردگی میں مسلمانوں سے مقابلے کے لئے قریش کے ساتھ جنگِ خندق میں شریک ہوا تھا۔

غِلْمَان: (لغ: لڑکے، نوجوان آدمی، نوکر چاکر)۔ بہشت کے خوش رو نوجوان باشندے جو جنتیوں کی خدمت پر مامور ہوں گے۔

ف

فاتحہ: دیکھئے سورۂ فاتحہ۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ: (لغ: تو پھر لاؤ ایک سورۃ) جب مشرکین مکّہ نے اس پر شک کیا کہ جو کلام رسولِ خدا سناتے ہیں وہ خدا کا کلام نہیں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (سورۂ بقر رکوع ۳)۔ وَإِنْ كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ (اور اگر تم کو اس میں کوئی شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اُتارا ہے تو پھر تم اُس جیسی ایک ہی سورۃ لے آؤ)۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ: (لغ: تو پھر اپنے دونوں جوتے اُتار دو)۔ سورۂ طٰہٰ (رکوع ۱) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ

الْمُقَدَّسِ طُوًى (میں بلا شبہ تیرا پروردگار ہوں تو پھر تو اپنے جوتے اُتار دے کیونکہ تو طوی کی پاک وادی میں ہے)۔ جب حضرت موسیٰ کا گذر وادی ایمن سے ہوا تو انھیں آگ کی ضرورت ہوئی۔ انھیں ناگاہ ایک جانب آگ نظر آئی۔ وہ آگ لینے کے لئے اُدھر بڑھے تو انھیں یہ آواز آئی۔ خدا نے ان الفاظ کے ساتھ حضرت موسیٰ سے کلام کیا۔ اور انھیں ید بیضا اور ان کے عصا کے معجزات سے سرفراز کرکے رخصت کیا۔

فَارَ التَّنُّوْرُ: (لغ: تنور جوش کے ساتھ ابل پڑا) طوفان نوح کی ابتدا کی طرف اشارہ ہے۔ طوفان کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک بڑھیا کے تنور سے پانی اُبلنا شروع ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تنور کوفہ کے مقام پر تھا۔ یہ کلمات قرآن حکیم میں دو جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ سورۂ ہود رکوع ۴ اور سورۂ مومنون رکوع ۲ میں۔ موخرالذکر موقع پر یہ کہا گیا ہے۔ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ (پھر ہم نے حکم بھیجا کہ نوح ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بنائیں) اور پھر جب ہمارا حکم ہوا تو تنور اُبلنے لگا۔ اور حکم ہوا کہ تم ہر چیز کے دو دو جوڑے اور اپنے گھر والوں کو اس کشتی میں ڈال دو)۔

فاران: مکّہ کے ایک پہاڑ کا نام۔

فاطمہ بنت اسد: حضرت علی کی والدہ تھیں۔ رسولِ خدا سے بھی بیحد محبت کرتی تھیں۔ رسول اللہ ان کو اپنی ماں کے مثل سمجھتے تھے۔ ہجرت کرکے مدینہ گئیں اور وہیں انتقال کیا۔

فاطمہ زہراؑ: رسول خدا کی صاحبزادی، حضرت علی کی زوجہ محترمہ اور امام حسن اور

امام حسین کی والدہ۔

(۱) القاب: افضل النساء، ام الائمہ، بتول، بنتِ رسول، خاتونِ قیامت، خاتونِ جنت، خاتونِ جناں، خیر النساء، راضیہ، زکیہ، زہرا، شہ زناں، شفیعۂ اُمت، صدیقہ، طاہرہ، مبارکہ، مخدومۂ عالم، مرضیہ، مریم ثانی، معصومہ۔

(۲) کنیّت: اُمِّ ابیہا، امّ الحسن، امّ محمدؐ۔

(۳) ولادت: آپ کی تاریخ ولادت ۲۰ جمادی الثانی ۵ھ نبوت سمجھی جاتی ہے۔ روایت میں ہے کہ ولادت کے وقت آپ کی والدہ حضرت خدیجہؑ کے پاس سارہ، مریم، کلثوم خواہر موسیٰؑ اور آسیہ زنِ فرعون موجود تھیں۔

(۴) محبتِ رسول: رسولؐ خدا ان کو انتہائی عزیز رکھتے تھے اور انھیں اپنا جگر گوشہ کہتے تھے (دیکھئے بضعۂ رسول)۔ جب آپ رسولؐ خدا کے پاس تشریف لاتیں تو رسول اکرمؐ اٹھ کھڑے ہوتے اور جب آپؐ کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے حضرت فاطمہ سے ملتے۔

(۵) نکاح: حضرت فاطمہ کا حضرت علی سے عقد خدا کے ایما کے بموجب طے پایا اور یہ روایت ہے کہ ان کا نکاح عرش پر ملائکہ کی صف میں لسانِ قدرت نے پڑھا (بعض روایات میں ہے کہ یہ نکاح بیت المعمور میں پڑھا گیا اور ایک فصاحت بیان فرشتے راحیل نے خطبہ پڑھا)۔ خدا نے سارے عالم کی اشیاء حضرت فاطمہ کو مہر میں دیں۔ (دیکھئے مہرِ فاطمہ)۔

(۶) فقر و فاقہ: آپ کی حیات طیبہ فقر و توکل کی اعلےٰ ترین مثال تھی۔ بعض اوقات روزہ پر روزہ رکھتیں اور سائل کو خالی ہاتھ واپس نہ جانے دیتیں۔ یہاں تک کہ ایک بار اپنی چادر رہن رکھ کر سائل کی ضرورت پوری کی (دیکھئے ھل اتیٰ، یوفون بالنذر اور شمعون)۔

(۷) عبادت: شبانہ روز عبادت میں مصروف رہتیں۔ خود اپنے ہاتھ سے چکی پیا کرتیں۔ بعض اوقات جب عبادت کر رہی ہوتیں تو کہا جاتا ہے کہ ملائکہ چکی چلاتے رہتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ چکی خود چل رہی ہے۔ اور جبرئیل حسنین کو جھولا جھلاتے۔

(۸) مکان پر چڑھائی: رسولؐ خدا کی وفات کے بعد ایک بار بعض مخالفین نے آپ کے گھر پر چڑھائی کی اور اس کو جلا دینا چاہتے تھے۔ دروازہ بند تھا۔ اس کو گرا دیا جس سے حضرت فاطمہ کے پہلو میں چوٹ آئی اور کہا جاتا ہے کہ یہی ضرب بعد میں آپ کی وفات کا سبب بنی۔

(۹) وفات: عام روایت کے مطابق آپ کی وفات رسولؐ خدا کی وفات کے چھ ماہ بعد ہوئی۔

دوسری روایات تاریخ وفات ۳ جمادی الثانی سنہ ۱۱ھ مقرر کرتی ہیں۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی میت رات کو اٹھائی گئی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(۱۰) اولاد: امام حسن، امام حسین، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت محسن۔

(۱۱) مزید دیکھئے: تسبیح فاطمہ، فدک، مصحف زہرا۔

فاطمہ صغریٰ: کہا جاتا ہے کہ آپ امام حسین کی صاحبزادی تھیں۔ مدینے سے حضرت حسین کی روانگی کے وقت بیمار تھیں۔ ان کا اصرار تھا کہ یہ بھی ساتھ جائیں۔ لیکن امام حسین نے اس کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ یہ مدینہ میں مقیم رہیں اور بے حد بے چین رہیں۔ مرثیوں میں ان کے قاصد کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو کربلا کی جنگ کے دوران ان کا خط لے کر اس وقت امام حسین کے پاس پہنچتا ہے جب حضرت علی اکبر شہید ہو چکے ہیں۔

فاطمہ کبریٰ : امام حسین کی بڑی صاحبزادی۔ کہا جاتا ہے کہ امام حسن کے صاحبزادے حضرت قاسم سے ان کا نکاح کربلا کے مقام پر ہی ہوا اور اس کے بعد حضرت قاسم دولھا بنے ہوئے میدان جنگ میں نکلے اور شہید ہوئے چنانچہ مرثیوں میں ان کے نکاح اور ان کی بیوگی کا درد انگیز بیان کیا گیا ہے۔ علمار محققین اس سے انکار کرتے ہیں۔

فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار : (لغ : تو اس سے عبرت حاصل کریں وہ لوگ جو نگاہ بصیرت رکھتے ہیں) ۔ یہ سورۂ حشر (رکوع ۱) کی ایک آیت ہے اور کسی عبرت ناک واقعے کے سننے یا بیان کرنے پر اس کو زبان پر لاتے ہیں۔

فَتَدَلّٰی : (لغ : پھر لٹک آیا) سورۂ نجم کی ابتدائی آیات میں سے ہے۔ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پھر نزدیک ہوا اور جھک گیا۔ یہاں تک کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا)۔ یہ آیات معراج میں رسول اکرمؐ کی خدا سے قربت کو بیان کرتی ہیں۔

فَدَک : یہ ایک مقام ہے جو کہ خیبر کے نواح میں واقع ہے۔ فتح خیبر کے بعد یہاں کے باغات رسول خدا کے حصے میں آئے تھے۔ آپؐ نے انھیں حضرت فاطمہ کو عطا کر دیا تھا۔ لیکن رسول اللہ کی وفات کے بعد خلیفۂ اول حضرت ابوبکر نے حضرت فاطمہ کو اس جائداد میں سے کچھ نہ دیا جس کے نتیجے میں حضرت فاطمہ اور حضرت ابوبکر کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی۔

فرات : عراق کے دو بڑے دریاؤں میں سے ہے۔ فرات کی ایک نہر علقمہ کے کنارے ہی کربلا کا میدان واقع ہے۔ عمرو ابن سعد نے اس دریا پر سخت پہرہ لگا دیا تھا تا کہ امام حسین اس سے پانی حاصل نہ کر سکیں۔

فَرامُرز : مشہور پہلوان رستم کا بیٹا تھا۔

فردوسی : فارسی کے عظیم ترین شعرا میں سے ہے۔ کنیت ابوالقاسم اور

تخلص فردوسی تھا۔ صوبہ طوس میں غالباً ۳۲۰ھ میں پیدا ہوا۔ فردوسی کا زبردست کارنامہ اُس کا شاہنامہ ہے۔ جو اس نے غالباً ۳۶۵ھ میں شروع کیا اور سنہ ۴۰۰ھ کے قریب مکمل کیا۔ شاہنامے کے ذریعہ فردوسی نے ایران کی قومی داستان اور تاریخ کو زندہ کرنے اور فارسی زبان میں ایک نئی جان ڈالنے کا زبردست کام کیا ہے۔ ۴۱۱ھ یا ۴۱۶ھ میں وفات پائی،

فَرَزْدَق: نام ہمام بن غالب تمیمی، کنیت ابو فراس۔ بصرہ میں سنہ ۲۰ھ میں پیدا ہوا۔ اپنے عہد میں عربی کے عظیم شاعروں میں سے تھا۔ فرزدق حج کے لئے مکّہ آرہا تھا کہ راہ میں مکّہ سے جاتے ہوئے امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی۔ چنانچہ اُس نے بتایا کہ کوفیوں کے دل تو آپ کی طرف ہیں لیکن تلواریں بنی امیہ کے ساتھ۔ ایک مرتبہ حج کے موقع پر خلیفہ ہشام بن عبدالملک کی امام زین العابدینؑ سے ناواقفیت پر تعجب کرتے ہوئے اس نے امام زین العابدینؑ کی شان میں اپنا وہ مشہور قصیدہ پڑھا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے" هَذَا الَّذِي تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَهُ، " (یہ وہ ہے جس کے قدموں کی چاپ کو مکّہ جانتا ہے)۔ اس پر خلیفہ ہشام نے اس کو قید کر لیا۔ لیکن پھر جلد ہی رہا کر دیا۔ فرزدق نے ۱۱۴ھ کے قریب وفات پائی۔

فرزندانِ مسلم: مسلم بن عقیل جب امام حسینؑ کے نمائندے کی حیثیت سے کوفے گئے تو اپنے ساتھ اپنے دو نو عمر صاحبزادوں محمد اور ابراہیم کو بھی لیتے گئے۔ مسلم کی شہادت کے بعد یہ بچے طرح طرح کی مصیبتوں سے دوچار ہوئے۔ یہاں تک کہ بالآخر ایک شقی القلب انسان، حارث کے ہاتھ لگ گئے۔ اُس نے ان دونوں بچوں کو قتل کر کے اُن کی لاشوں کو دریا میں پھینک دیا اور سروں کو ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔

فرعون: مصر کا حکمراں تھا جس نے حضرت موسیٰ کے عہد میں بنی اسرائیل کو سخت مظالم کا شکار بنایا تھا لیکن خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ نے اسی کے محل میں پرورش پائی اور نبوت ملنے کے بعد اس کے سامنے آوازِ حق بلند کی۔ لیکن اس نے پرواہ نہ کی اور بنی اسرائیل پر اپنی زیادتیاں اور بڑھا دیں۔ آخر موسیٰؑ اپنی قوم کو مصر سے لے کر نکلے۔ خدا نے اُن کے لئے سمندر میں راستہ پیدا کیا۔ فرعون بھی اپنی فوج کے ساتھ بنی اسرائیل کا تعاقب کرتے ہوئے اس راستے پر جا پہنچا۔ لیکن قدرتِ خداوندی سے سمندر پھر اپنی حالت پر واپس آ گیا۔ اور فرعون معہ اپنے جرار لشکر کے غرق ہوا۔

فرعون دراصل شاہانِ مصر کا لقب ہوا کرتا تھا۔ جو فرعون حضرت موسیٰ کے عہد میں تھا، اس کا نام موجودہ تحقیق کے مطابق رَعمیس دوم تھا۔

فرہاد: دیکھئے کوہکن۔

فریدوں: ایک قدیم ایرانی بادشاہ جو جمشید کی نسل سے تھا اور اپنی شان و شوکت اور جاہ و جلال کے لئے مشہور تھا۔ جب ضحاک کا ظلم و تشدّد حد سے گزر گیا تو کاوہ نامی لوہار نے عَلَمِ بغاوت بلند کیا اور ضحاک کے خاتمے پر فریدوں کو تخت پر بٹھایا۔ شعرا کا مبالغہ ہے کہ اس کا دورِ حکومت پانچ سو سال تک رہا۔

فُزتُ بِرَبِّ الکَعبہ: (ع، کعبہ کے پروردگار کی قسم میں اپنے مطلب پر فائز ہوا) حضرت علیؑ کے الفاظ ہیں۔ جب ابنِ ملجم نے آپ کے سر پر اپنی زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے زخم لگایا تو آپ نے یہ فرمایا تھا۔ یعنی میں دنیا سے اپنے فرائض پوری طرح انجام دے کے جا رہا ہوں۔

فَسَیَکفِیکَھُمُ اللہ: سورۂ بقر (رکوع ۱۶) کی یہ آیت مراد ہے۔ فَسَیَکفِیکَھُمُ اللہُ وَھُوَ السَّمِیعُ العَلِیم (خدا تمہارے لئے کافی ہے اور وہ سننے اور جاننے والا ہے)۔

فِشارِ قبر: (لغ: قبر کا بھینچنا، دبانا)۔ یہ عقیدہ ہے کہ مردے کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو قبر اُس کو بھینچتی ہے۔ نیک آدمی کو قبر اس طرح آہستگی سے بھینچتی ہے جیسے ماں بچے کو گود میں لیتی ہے۔ لیکن بدکار کو انتہائی سختی سے دباتی ہے اور اس طرح عذابِ الٰہی کی پہلی نشانی بن کر آتی ہے۔

فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ: (لغ: پھر صبر ہی بہتر ہے)۔ سورۂ یوسف (رکوع ۲، ۱۰) میں یہ فقرہ آیا ہے۔

فِضّہ: حضرت فاطمہ زہرا کی خاص کنیز جو کربلا میں امام حسین کے ساتھ تھیں۔

فُطرس: کہا جاتا ہے کہ تیسرے آسمان پہ ایک فرشتہ تھا جس سے حکمِ الٰہی کی تعمیل میں کچھ سستی ہو گئی اور یہ خدا کی بارگاہ سے نکال دیا گیا تھا۔ اور اس کے بال و پر نوچ کر اُسے زمین پہ ایک جزیرے میں گرا دیا گیا تھا۔ اسی خواری کے عالم میں اُسے صدیاں گذر گئیں، یہاں تک کہ ایک دن اُس نے دیکھا کہ فرشتوں کی فوج کسی طرف جا رہی ہے۔ اُس نے آواز دے کر پوچھا تو معلوم ہوا کہ نواسۂ رسول کی پیدائش ہونے والی ہے۔ اور وہ اسی لئے استقبال کو جا رہے ہیں۔ فطرس نے بھی ملنے کی خواہش ظاہر کی تو فرشتوں نے اُس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ وہاں جا کر اُس نے جب اپنے کو امام حسن سے مس کیا تو اس کے پَر دوبارہ نکل آئے اور خُدا نے اُس کی تقصیر معاف کر کے اُسے پھر فرشتوں میں شامل کر لیا۔

فَلَا تَنْهَرْ: (لغ: پس نہ جھڑک) یہ سورۂ ضحیٰ کی آخری آیات میں سے ایک کا جزو ہے۔ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (اور جہاں تک سائل کی بات ہے تو اُس کو نہ جھڑکو)۔

فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ: (لغ: اُن کے ہاتھوں کے اوپر)۔ سورۂ فتح (رکوع ۱) کی

اس آیت کی جانب اشارہ ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (بے شک وہ لوگ جنھوں نے آپؐ سے بیعت کی انھوں نے خدا سے بیعت کی۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) یہاں جو بیعت مذکور ہے وہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کی جانے والی بیعت رضوان ہے۔

ق

قاآنی: صفوی اور قاچاری دور کا مشہور فارسی شاعر تھا۔ میرزا حبیب نام تھا۔ ۱۲۲۲ھ میں شیراز میں پیدا ہوا۔ اپنے دور کا باکمال شاعر تھا۔ مدحیہ قصائد اس کا خاص میدان تھے۔ مگر اس کی غزلوں میں بھی استادانہ شان ہے۔ ۱۲۷۰ھ میں طہران میں وفات پائی۔

قاب قوسین: (لغ، دو کمانوں کے برابر قریب)۔ سورۂ نجم کی ان آیات کی جانب اشارہ ہے: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (پھر قریب آیا اور جھکا تو دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اُس سے بھی کم)۔ اس سے مراد معراج نبوی کی وہ کیفیت ہے جب رسول اکرمؐ کو خدا سے انتہائی قربت حاصل ہوئی۔ اسی مناسبت سے رسولؐ خدا کے لئے بعض اوقات "صاحب قاب قوسین" کا کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

قابیل: حضرت آدم کا بیٹا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ (دیکھئے ہابیل و قابیل)۔

قارب بن عبداللہ: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ امام حسینؑ کے غلام تھے۔ ان کی والدہ فکیہہ امام حسین کی زوجہ محترمہ رباب کی کنیز تھیں۔ قارب اپنی

والدہ کے ساتھ امام حسین کے ہمراہ مدینہ سے مکہ اور وہاں سے کربلا آئے اور حملۂ اول میں شہید ہوئے۔

قارَن: رُستم کے زمانے کے ایک پہلوان کا نام ہے۔

قارون: کہا جاتا ہے کہ قارون حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس کو علم کیمیا سے واقفیت تھی جس کے ذریعہ اُس نے بڑا خزانہ تیار کر لیا تھا۔ اس خزانہ کی کنجیاں ۴۰ خچروں پہ لادی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰ نے اسے زکوٰۃ دینے کی تلقین کی۔ لیکن اس نے ایک نہ سنی بلکہ حضرت موسیٰ کو بہتان لگا کر تکلیف پہنچانا چاہی۔ پھر اپنا کرّ و فر دکھلانے کے لیئے اپنا سارا خزانہ لے کر حضرت موسیٰ کے سامنے سے اکڑتا ہوا گزرا۔ چنانچہ خدا کے حکم سے زمین شق ہوئی اور قارون اپنے خزانے سمیت زمین میں دھنستا ہوا چلا گیا۔

قاسم: امام حسن کے صاحبزادے تھے۔ اپنے عمِّ محترم امام حسین کے ساتھ کربلا تشریف لائے تھے۔ اس وقت جیسا کہ مراثی میں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ جب انھوں نے جنگ میں شرکت کے لئے امام حسین سے اجازت طلب کی تو انھوں نے اجازت نہ دی۔ انھیں تب وہ تعویذ یاد آیا جو امام حسن نے آپ کو دیا تھا اور تاکید کی تھی کہ جب بہت ملول ہوں تو اس کو کھول کر پڑھیں۔ اُسے کھول کر دیکھا تو درج تھا کہ ایک روز حسین دشمنوں میں گھر جائیں گے، اُس وقت تم پہ لازم ہے کہ تم ان پہ قربان ہو جاؤ۔ کہا جاتا ہے کہ جب امام حسین کو اس وصیت کا علم ہوا تو انھیں امام حسن کی دوسری وصیت یاد آئی جس کے مطابق امام حسین نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کبریٰ کا عقد اسی وقت حضرت قاسم سے کر دیا۔ (اسی مناسبت سے مرثیہ نگاروں نے حضرت قاسم کے لئے نوشاہ وغیرہ کے القاب استعمال کیئے ہیں، شادی

کی رسوم بیان کی ہیں اور سہرے وغیرہ کے ساتھ میدان جنگ میں پہنچنے کا تذکرہ کیا ہے۔ حالانکہ مورخین اس عقد کے وقوع سے انکار کرتے ہیں)۔ جب قاسم میدان جنگ میں پہنچے تو کہا جاتا ہے کہ ان کا مقابلہ نامور پہلوان ارزق بن سعد سے ہوا اور انھوں نے اس کو قتل کرنے کے بعد اس کے چار بیٹوں اور لاتعداد دوسرے دشمنوں کا خاتمہ کیا۔ لیکن عمرو بن سعد بن نفیل ازدی نے گھات لگا کر ان پر مہلک وار کیا۔ تب انھوں نے امام حسین کو مخاطب کرکے پکارا: یَا عَمَّاہُ اَدْرِکْنِی (اے میرے چچا میری خبر لیجیے)۔ جب تک امام حسین ان تک پہنچیں دشمن انکی لاش گھوڑوں سے پامال کر چکے تھے۔

(۲) حضرت خدیجہ کے بطن سے رسول اکرم کے سب سے پہلے بچے تھے کمسنی میں ہی دو سال کی عمر میں نبوت سے قبل وفات پائی۔ رسولؐ خدا کی کنیت ابوالقاسم ان ہی کے نام پر ہے۔

قاسمِ جناں: (لغ: جنت تقسیم کرنے والا)۔ حضرت علی کا لقب ہے۔ رسولِؐ خدا نے ارشاد فرمایا تھا کہ علی تم جنت و دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ (مزید دیکھیے قسیم النار والجنۃ)۔

قاصدِ سلیماں: ہُدہُد (دیکھیے سلیمان)

قاف: (۱) کاکیشیا میں ایک پہاڑ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کوہ قاف پریوں کا مسکن ہے اور پریاں حضرت سلیمان کی اُمّت میں سمجھی جاتی ہیں۔ اس لئے بعض اوقات قاف اور سلیمان میں نسبت پیدا کی جاتی ہے۔

(۲) پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ زمین ایک بڑے سمندر بحرالمحیط سے گھری ہوئی ہے اور اس کے سروں پر زمین کو چاروں طرف کوہ قاف گھیرے ہوئے ہے۔ (اسی مناسبت سے "قاف تا قاف" سے مُراد ایک سرے سے

دوسرے سرے تک دنیا مراد ہوتی ہے)۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ کوہ قاف کا رنگ سبز ہے اور اسی کا رنگ آسمان میں منعکس ہے۔

(۳) قرآن مجید کی پچاسویں سورت ہے جو حرف "ق" سے شروع ہوتی ہے۔

قَالُوا بَلٰی: (لغ: اُن سب نے کہا "ہاں")۔ دیکھیے الست۔

قباد: قدیم ایران کے ساسانی خاندان کا بادشاہ تھا۔ یہ فیروز اول کا بیٹا تھا۔ اپنے بھائی کی موت کے بعد تخت نشین ہوا۔ مزدک کی تحریک نے اسی کے عہد میں زور پکڑا۔ کہتے ہیں کہ قباد نے بھی مزدک کے اصول تسلیم کیے تھے۔ نوشیروانِ عادل قباد ہی کا بیٹا تھا۔

قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا: (لغ: اس سے پہلے کہ تم مرو)۔ دیکھیے موتوا قبل ان تموتوا۔

قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃ: (لغ: نماز قائم ہو گئی)۔ جماعت کے ساتھ نماز شروع ہونے سے پہلے اقامت کہی جاتی ہے۔ اقامت میں سارے فقرے تقریباً اذان کے مثل ہوتے ہیں۔ صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلوٰۃ کا فقرہ خاتمے سے کچھ پہلے بڑھا دیا جاتا ہے۔

قُرآن: خدا کی کتاب جو حضرت محمد صلعم پر تھوڑی تھوڑی مختلف اوقات میں نازل ہوئی۔ قرآن تیس پاروں اور ایک سو چودہ سورتوں میں منقسم ہے پہلی سورۃ سورۂ فاتحہ اور آخری سورۂ ناس ہے۔ بڑی سورتیں ایک سے زیادہ رکوعوں میں منقسم ہوتی ہیں۔ ہر رکوع میں تین سے زیادہ آیات ہوتی ہیں۔ قرآن کے دوسرے نام فرقان، کتاب اللہ اور الکتاب بھی ہیں۔

قُرَیش: عرب میں قریش کا قبیلہ نسبی شرافت کے اعتبار سے نہایت ممتاز تھا۔ کعبہ جو اسلام سے مدتوں پہلے عرب کا سب سے بڑا عبادت خانہ تھا اور مذہبیت اور تقدس کا سب سے بڑا مرکز تھا، اس کی مجاوری کا فخر بھی اسی قبیلے کو حاصل تھا۔

خاندانِ قریش کا بانی فہر تھا۔ اس نے اپنا لقب قریش اختیار کیا تھا۔ رسولِ اکرمؐ سے فہر تک بارہ پشتیں ہوتی ہیں (سلسلۂ نسب یہ ہے: محمّد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر)۔ رسولِ خداؐ کی پیدائش تک خاندانِ قریش دس چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ان میں سے کچھ قبیلے شہری زندگی کے عادی تھے اور کچھ مکّہ کے آس پاس صحرا میں خانہ بدوش زندگی بسر کرتے تھے۔ کیونکہ ان کا خاص پیشہ تجارت تھا اس لئے انھوں نے اطراف کے متمدن ممالک سے اپنا تعلق پیدا کر لیا تھا۔ قریش کی سیاسی برتری کا بانی بہرحال قصی بن کلاب تھا۔ اس سے پہلے قریش میں کسی قسم کا قومی نظام نہ تھا۔ مکّہ ایک مرکز تھا اور اس کے دائرے میں قریش کے تمام خاندان چکّر لگاتے تھے۔ قصی نے ایک شہری جمہوریت کے طرز کی مکّے میں ایک چھوٹی سی ریاست قائم کی جس میں حکومت کے دس اہم عہدے دس مختلف قبائل کے منتخب افراد کے سپرد تھے۔ مثلاً بعد میں حاجیوں کے کھانے، پینے اور خانۂ کعبہ کے انتظام کا کام بنی ہاشم کے ذمہ ہوا، جب کہ قومی نشان کی علم برداری اور سپہ سالاری بنی اُمیّہ میں رہی۔

قسیمُ النّارِ والجنّۃ: (لغ: دوزخ و جنت تقسیم کرنے والا)۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور اس میں اپنے دوستوں کو بغیر حساب کے داخل کرو گے۔

قَشعَم: قشعم بن عمرو جعفی یزیدی لشکریوں میں سے تھا اور ان پیادوں میں سے تھا جنھیں لے کر شمر امام حسینؑ کے قتل کے لئے آگے بڑھا تھا۔

قطام یا قطامہ: کوفہ کی ایک خوبصورت عورت تھی جس کے باپ اور بھائی

خارجی تھے اور حضرت علی کے خلاف لڑتے ہوئے جنگ نہروان میں قتل ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے لوگ اس سے شادی کے خواہاں تھے۔ لیکن اُس نے اپنا مہر یہ مقرر کر رکھا تھا: ایک غلام، ایک لونڈی، تین ہزار درم اور حضرت علی کا سر۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علی کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی اس عورت پر عاشق ہو گیا تھا اور اُس کے کہنے کے بموجب اُس نے زہر آلود تلوار سے انھیں شہید کر دیا۔

قطمیر: اُس کتّے کا نام جو اصحابِ کہف کے ساتھ ہو لیا تھا۔ اصحاب کہف پہلے اُسے اپنے ساتھ نہ لے جانا چاہتے تھے کیونکہ انھیں اندیشہ تھا کہ وہ بھونک بھونک کر ان کی موجودگی کی خبر دے دے گا۔ لیکن خدا نے اُس کو قوت گویائی بخشی اور وہ لوگ اُس کو لے جانے پر تیار ہو گئے۔ خدا نے اصحاب کہف کی طرح اُس پر بھی نیند مسلّط کر دی، اس حالت میں کہ وہ اپنے اگلے ہاتھ پھیلائے غار کے دہانے پر باہر کی جانب منہ کئے بیٹھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اصحاب کہف جب روز قیامت بیدار ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے تو یہ کتا بھی اپنی وفاداری کی وجہ سے اُن کے ساتھ اٹھ کر جنت میں جائے گا۔

قُلْ: دیکھیے چار قُل۔

قُلْ کَفٰی: سورہ رعد (رکوع ۶) کی آخری آیت کی طرف اشارہ ہے: قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ (کہہ دیجیے کہ خدا، میرے، تمھارے اور اُس کے درمیان جو کتاب کا علم رکھتا ہے، کافی گواہ ہے)۔ روایت ہے کہ اس آیت میں مَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ (وہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے) سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

قلم: کہا جاتا ہے کہ عرشِ خداوندی پر ایک لوح یعنی تختی ہے اور ایک قلم ہے جو اس لوح پر خدا کے احکام اور پیش آنے والے واقعات مسلسل لکھتا رہتا ہے۔

قُل ھُوَاللّٰہ : قرآن کی سورۂ اخلاص جس کی پہلی آیت قُل ھُوَاللّٰہُ احد۔
(کہہ دیجیے کہ اللہ ایک ہے) ہے۔ (دیکھئے سورۂ اخلاص)۔

قُم (نخ: کھڑا ہو جا) **قُم باذن اللہ** **قُم عیسیٰ**: خدا نے حضرت عیسیٰ کو مُردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ عطا کیا تھا۔ وہ مُردے سے کہتے قُم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو) اور وہ زندہ ہو جاتا تھا۔

قمرِ بنی ہاشم : امام حسین کے بھائی حضرت عباس علمدار کا لقب۔ (دیکھئے ماہِ بنی ہاشم)۔

قنبر : حضرت علی کے انتہائی جاں نثار غلام تھے۔ حضرت علی بھی ان کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ حجاج بن یوسف ثقفی نے انھیں قتل کرا دیا۔ کہا جاتا ہے کہ قنبر کا نام فتاح تھا اور یہ ملک حبشہ کے شاہزادے تھے۔ ان کے چچا اشکبوس نے جو کہ ملک وہاں پر قابض تھا، انھیں ایک لشکر جرّار کے ساتھ حضرت علی کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ لیکن جب ان پر حضرت علی کی جسمانی اور روحانی طاقتوں کا اظہار ہوا تو انھوں نے اسلام قبول کیا اور اپنی مرضی سے حضرت علی کی غلامی قبول کی۔

قیس بن اشعث : قیس بن اشعث بن قیس امام حسن کی زوجہ جعدہ (جس نے حضرت امام کو زہر دیا تھا) کا بھائی تھا۔ قیس یزیدی سپاہ کے سرکردہ افراد میں سے تھا اور اس کو ربیعہ اور کندہ قبیلوں کی قیادت سپرد کی گئی تھی۔ یہ اُن لوگوں میں بھی شامل تھا جنھوں نے مکر سے امام حسین کو خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی تھی۔ امام حسین کی شہادت کے بعد اس نے ان کی جوتیاں نکال لی تھیں۔

قیس بن مسہر صیداوی : اہل کوفہ میں سے تھے اور اُن کے خطوط لے کر امام حسین کی خدمت میں آئے تھے۔ امام حسین نے مسلم بن عقیل کو ان کے ہمراہ کوفہ روانہ کیا تھا۔ راہ میں جب مسلم کے راہبر مر گئے تو مسلم نے قیس کے ذریعہ

حضرت حسین کو ساری پریشانیوں کی اطلاع پہنچائی۔ امام حسین خود جب مکہ سے روانہ ہو کر حاجر کے مقام پر پہنچے تو انھوں نے قیس کو ایک خط دے کر روانہ کیا جس میں کوفہ کے لوگوں کو اپنے آنے کی اطلاع دی تھی۔ حصین بن نمیر نے قیس کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا۔ ابن زیاد نے قیس کو امام حسین کو بُرا بھلا کہنے پر مجبور کیا۔ لیکن انھوں نے حضرت حسین کی توصیف کی اور اُن کا پیغام لوگوں کو پہنچایا۔ ابن زیاد نے انھیں اپنے مکان کی چھت سے نیچے پھنکوا کر ہلاک کر دیا۔

ک

کاتبِ اعمال: دیکھئے کراماً کاتبین۔

کاسرُ الاصنام: (لغ: بتوں کا توڑنے والا) حضرت علی کا لقب۔ (دیکھئے بت شکن)۔

کاشفِ علوم، کاشفِ قرآن: حضرت علی کے القاب ہیں۔

کاظم: ساتویں امام حضرت موسیٰ رضا کا لقب ہے۔

کاظمین: بغداد کے باہر ایک مقام جہاں امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقی دفن ہیں۔

کاؤس: دیکھئے کیکاؤس۔

کبریٰ: دیکھئے فاطمہ کبریٰ۔

کبیشہ: رسولِ خدا کے ایک غلام تھے۔

کتابُ اللہ: (لغ: اللہ کی کتاب)۔ مراد قرآن۔

کثیر بن شہاب: کوفے کے سرداروں میں سے تھا اور ابن زیاد کا محرمِ راز تھا۔ جب ہانی بن عروہ کی حراست کی اطلاع مسلم بن عقیل کو ملی تو وہ کندہ،

مذحج، اسد، تمیم اور ہمدان قبیلوں کی ایک کثیر جماعت لے کر نکلے اور انھوں نے دارالامارۃ کا محاصرہ کر لیا۔ ابن زیاد نے حالات کو بگڑتا دیکھ کر اُن سرداروں کو جو اُس وقت موجود تھے حکم دیا کہ وہ بالاخانے پر چڑھ کر لوگوں کو ڈرائیں دھمکائیں۔ کثیر بن شہاب بھی ان سرداروں میں شامل تھا اُس نے لوگوں کو اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جانے کو کہا اور ڈرایا کہ یزید کا لشکر پہنچنے ہی والا ہے اور اگر لوگوں نے مسلم بن عقیل کا ساتھ نہ چھوڑا تو انھیں عبرتناک سزائیں دی جائیں گی۔

کحلِ سلیمانی: سرمۂ سلیمانی۔ وہ سرمہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کو آنکھوں میں لگانے سے دنیا کی پوشیدہ چیزیں جیسے دیو، پری، جن دفینے وغیرہ دکھائی دینے لگتے ہیں۔

کرّار: (لغ: ہٹا دینے والا۔ بار بار حملہ کرنے والا)۔ حضرت علی کا لقب ہے۔

کراماً کاتبین: (لغ: معزز لکھنے والے)۔ دو فرشتے جو اس پر مقرر ہیں کہ وہ ہر شخص کے اعمال کو اُس کے نامۂ اعمال میں تحریر کرتے رہتے ہیں۔ روایت کے مطابق، ان میں سے ایک، ہر شخص کے داہنے کاندھے پر رہتا ہے اور اس کی نیکیاں تحریر کرتا رہتا ہے اور دوسرا بائیں کاندھے پر رہتا ہے اور بدیاں تحریر کرتا رہتا ہے۔ کراماً کاتبین کا قرآن حکیم میں بھی سورہ انفطار میں ذکر ہے: وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ۔ کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ۔ (اور تم پر نگہبان مقرر ہیں جو بہت معزز لکھنے والے ہیں جو تم کرتے ہو وہ، اُسے جانتے ہیں)۔

کربلا: وہ مقام جہاں امام حسین اور ان کے رفقا یزیدی فوج سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ یہ مقام کوفے سے تقریباً دس میل کے فاصلہ پر ہے اور دریائے فرات کے کنارے ایک غیر آباد ریگستان ہے اس ریگستان سے ملی ہوئی اُس وقت کئی ایک چھوٹی چھوٹی بستیاں

تھیں جن میں عرب قبائل بستے تھے۔ ان میں ہی بنی اسد کا قبیلہ بھی تھا۔ یہ چھوٹی چھوٹی بستیاں نینویٰ، غاضریہ، شفیّہ اور ماریہ کے نام سے مشہور تھیں۔ ان میں سب سے بڑی بستی غاضریہ کی تھی۔ کربلا کی اس ویران زمین کو ارض الطف، شطّ الفرات، عمورا اور نوادیس بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ اب اس علاقے کو حائر، حیر اور مشہد الحسین کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ کوہ طور کربلا کی زمین پر ہی واقع تھا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت مریم کے واسطے طئیِ ارض ہوا تھا اور حضرت عیسیٰ اسی زمین پر پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ امام حسین کے روضہ کی دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جو حضرت مریم سے منسوب ہے اور لوگ اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ جنگ صفین کے لئے جاتے ہوئے حضرت علی کا، گذر بھی اس زمین پر ہوا تھا اور امام حسین کی اس زمین پر شہادت کے بارے میں خبر دی تھی۔

واقعۂ کربلا کا خلاصہ: معاویہ نے اپنی حیات میں ہی اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا اور اس کے لئے بیعت لینا شروع کر دی تھی۔ لیکن امام حسین نے ایک فاسق حاکم سے بیعت کرنے سے پرہیز کیا۔ معاویہ کی موت کے بعد یزید نے مدینہ کے حاکم ولید کو تاکید کی کہ وہ امام حسین سے بیعت لے۔ حضرت امام نے پھر بیعت سے انکار کیا اور مدینہ چھوڑ کر مکہ روانہ ہو گئے۔ اسی دوران اہل کوفہ یزید کے حاکموں کی زیادتیوں سے تنگ آ گئے تھے چنانچہ انھوں نے امام حسین کو کوفہ آنے کی دعوت دی۔ امام حسین نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ روانہ کیا۔ کوفیوں نے

پہلے مسلم کی بڑی عزّت کی اور ان کے ہاتھ پہ ایک بڑی تعداد نے بیعت کرلی۔ یزید کو جب یہ اطلاع ہوئی تو اُس نے ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم بنا کر بھیجا: ابن زیاد نے کوفہ پہنچتے ہی مسلم کے میزبان ہانی بن عروہ کو سولی پر چڑھا دیا، مسلم کو قتل کرا دیا اور کوفیوں کو حاکم شام کے عتاب سے ڈرایا دھمکایا یہاں تک کہ یہ لوگ امام حسین سے پھر گئے۔

ادھر امام حسین مکّہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوگئے راستہ میں آپ کو مسلم کی شہادت، کوفیوں کے انحراف اور سپاہ شام کی آمد کی اطلاع ملی۔ آپ کو یقین ہو گیا کہ حق کی خاطر، آپ کو باطل کی قوتوں سے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اس سے آپ نے ہمراہیوں کو آگاہ کیا۔ چند موقع پرست جو آپ کے ساتھ ہو لئے تھے وہ الگ ہو گئے۔ اور صرف آپ کے جاں نثار رفقا آپ کے ساتھ رہ گئے۔

ابن زیاد نے امام حسین کی تلاش میں ایک ہزار سواروں کا ایک دستہ حُر کی ماتحتی میں بھیجا تھا۔ جب یہ دستہ امام حسین سے ملا تو پیاس کی وجہ سے اس کا ہر فرد بیتاب تھا۔ امام حسین نے اس کو اپنے پانی کے ذخیرے میں سے سیراب کیا۔ حُر کی تجویز پہ حسینی قافلہ ایک غیر معروف راستے پہ روانہ ہوا یہاں تک کہ ۲ محرم ۶۱ھ کو وہ کربلا کے میدان میں جا پہنچا۔ دوسرے دن وہاں ابن زیاد کا بھیجا ہوا لشکر عمر بن سعد کی قیادت میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد یزیدی فوجوں کا سلسلہ بندھ گیا۔ تمام راستے بند کر دئے گئے اور امام حسین کو فوجوں میں گھیر کر ان سے یزید کی بیعت پہ اصرار کئے جانے لگا۔ ۷ محرم کو دریائے فرات پہ پہرہ بٹھا دیا گیا اور اس طرح امام حسین پہ پانی بند کر دیا گیا۔ ۸ محرم کو عمر و بن سعد نے پھر بیعت کے لئے کہلوایا۔ امام حسین نے پھر انکار کیا۔

۹ محرم کو شمر ذی الجوشن ابن زیاد کا حکم لے کر پہنچا کہ یا تو امام حسین سے یزید کی بیعت لی جائے یا ان کا سر لایا جائے۔ ۹ محرم کی شب آپ نے اپنے رفقا کے ساتھ عبادت میں گذاری۔ صبح یزیدی فوجوں سے آپ کا سامنا ہوا۔ عام روایت کے مطابق آپ کے رفقا کی تعداد بہتر تھی لیکن تاریخیں یہ تعداد سو سے کچھ اوپر بتاتی ہیں۔ جنگ سے قبل امام حسین نے کوفیوں اور شامیوں سے خطاب کیا اور ان کو اپنی نسبی شرافت اور اسلام کی نازک حالت سے آگاہ کیا اور انھیں یاد دلایا کہ وہ کوفے، اہل کوفہ کی دعوت پر ہی آئے ہیں۔ لیکن یزیدی لشکر پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ صرف حُر بن یزید ریاحی، عمرو بن سعد کا لشکر چھوڑ کر امام حسین سے آملے اس کے بعد جنگ کا آغاز ہوا اور آپ کے سارے رفقا یہاں تک کہ آپ کے چھ ماہ کے صاحبزادے علی اصغر تک شہید ہو گئے۔ شمر نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے آپ کا سر اتارا۔ اس کے بعد آپ کی لاش کی بے حرمتی کی گئی۔ اس کو گھوڑوں سے پامال کیا اور دوسرے شہدا کی لاشوں کے ساتھ اس کو بغیر دفن کئے ویسا ہی چھوڑ دیا۔

شہادت کے تیسرے دن عمرو بن سعد کے لشکر نے میدان کربلا کو خالی کیا اور غاضریہ کے بنی اسد کے لوگوں نے امام حسین اور ان کے اصحاب کو دفن کیا۔

کُرسی: اس لفظ کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آسمان و زمین کرسی کے جوف میں ہیں اور کرسی عرش کے سامنے ہے عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ایک ساتھ پھیلا دے جائیں پھر بھی کرسی کے مقابلے میں ایسے ہوں گے جیسے کسی چٹیل میدان میں ایک حلقہ۔ مسلمان ہیئت داں متکلمین کہتے

ہیں کہ کرسی آٹھواں آسمان ہے جسے فلکِ ثواب کہتے ہیں۔

کَرَّمَ اللہُ وَجہَہٗ : (لغ : خدا ان کے چہرے کو بزرگی بخشے)۔ اہلِ سنت اصحاب حضرت علی کے نام کے آخر میں یہ تعظیمی فقرہ استعمال کرتے ہیں۔ اس تخاطب کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت علی نے نہ کبھی بتوں کی پرستش کی اور نہ کبھی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نکالا جس سے بتوں کی عزت و تقدیس ہو۔

کَرَّمْنَا : (لغ : ہم نے عزت بخشی)۔ انسان کی فضیلت میں سورۂ بنی اسرائیل (رکوع ۷) کی اس آیتِ قرآنی کی طرف اشارہ ہے : وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا (اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ان کو جنگل اور دریا میں سواری دی اور ان کو اچھی چیزوں کی روزی دی اور ہم نے ان کو اپنی پیدا کی ہوئی دوسری چیزوں پر بڑی فضیلت دی)۔

کسریٰ : ایران کے بادشاہ کا لقب۔ ایران کے آخری بادشاہ یزدجرد سوم کی صاحبزادی حضرت شہربانو امام حسین کی زوجۂ محترمہ اور امام زین العابدین کی والدہ تھیں اور اسی وجہ سے انھیں بنتِ کسریٰ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

روایت ہے کہ رسولؐ خدا کی ولادت کے وقت قصرِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے تھے۔

کُشتۂ اَلماس : (لغ : ہیرے سے مارے ہوئے)۔ امام حسن کی طرف اشارہ ہے جنھیں ایسا شدید زہر دیا گیا تھا کہ ان کا جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا اور جو طشت ان کے سامنے رکھا جاتا تھا وہ خون اور جگر کے ٹکڑوں سے

بھر جاتا تھا۔ ہیرے کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اُس کے کھالینے
سے جگر ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ (مزید دیکھئے جعدہ بنت اشعث)۔

کعب بن زُہیر: عرب کے مشہور شاعر تھے۔ فتح مکّہ تک اسلام قبول نہیں کیا
تھا۔ مکّہ فتح ہو جانے کے بعد یہ طائف چلے گئے۔ وہاں سے ایک قصیدہ
لکھ کر رسولؐ خدا کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ یہ قصیدہ "بانت سُعاد"
کے الفاظ سے شروع ہوتا تھا۔ رسولؐ خدا نے اس قصیدے کو پسند فرمایا اور
اُس کے صلے میں اپنی چادر عطا فرمائی۔ کعب صاحب دیوان اور پُرگو شاعر تھے۔

کعبہ: وہ خدا کا گھر جس کو اوّلاً حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے مکّہ میں
تعمیر کیا تھا۔ اس کی عمارت میں کئی مرتبہ ردّ و بدل ہوا۔ رسولؐ خدا کی
عمر جب بارہ سال کی تھی تب بھی پُرانی بنیادوں پہ اس کی از سرِ نو تعمیر
ہوئی۔ حجرِ اسود کو خانۂ کعبہ میں نصب کرنے کے لئے اٹھانے کے سلسلہ
میں قریش کے مختلف قبیلوں میں اختلاف پیدا ہوا۔ رسولؐ خدا نے
اس جھگڑے کو اس طرح سلجھایا کہ آپ نے اسے اُٹھا کر ایک چادر میں
رکھ دیا جسے قریش کے سارے قبیلوں کے نمائندوں نے پکڑ کر اٹھایا
اور حجرِ اسود کو اس کے مقام تک پہنچایا۔ (دیکھئے باب السلام)۔

عربوں کے لئے کعبہ ہمیشہ مقدس رہا ہے اور ایامِ جہالت میں بھی
جب کہ کعبہ میں بُت نصب کر دیئے گئے تھے، عرب حج کے لئے ہر سال
کعبے آیا کرتے تھے اور حج کے زمانے میں ہر قسم کا جدال و قتال بند رہتا
تھا۔ ظہورِ اسلام کے بعد بھی کعبہ مسلمانوں کا روحانی مرکز رہا اور بہت
جلد نماز کے لئے قبلہ بھی اسی کو مقرر کیا گیا۔ اسلام کے پانچ ارکان میں سے
ایک کعبہ کا حج بھی شامل کیا گیا۔

حضرت علیؑ کی پیدائش کے وقت آپ کی والدہ کعبہ میں تھیں اسلئے

آپ کو مولودِ کعبہ کہا جاتا ہے۔ فتح مکہ کے بعد حضرت علی نے رسول پاک کے دوش مبارک پر بلند ہو کر کعبے میں نصب بت ہٹائے اور تصویریں مٹائیں اور اذان کہی۔

کعبے کے دوسرے نام بیت اللہ، بیت الحرام اور مسجدِ حرام بھی ہیں۔

کفِ موسیٰ: دیکھیے یدِ بیضا۔

کلبۂ احزاں: (لغ: غم کی کوٹھری)۔ دیکھیے بیت الحزن۔

کلثوم: دیکھیے اُمِّ کلثوم۔

(۲) دبیر نے اپنے ایک مرثیے میں حضرت موسیٰ کی بہن کا نام کلثوم بتایا ہے (بعض مفسرین ان کا نام مریم بتاتے ہیں)۔ جب حضرت موسیٰ پیدا ہوئے تو اس خوف سے کہ فرعون ان کو قتل نہ کروا دے، اُن کی والدہ نے انھیں ایک ٹوکری میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا تھا اور حضرت موسیٰ کی بہن کو اس پر مقرر کیا تھا کہ وہ دیکھیں کہ ٹوکری کدھر جاتی ہے۔ کلثوم نے ٹوکری کو فرعون کے محل کے پاس تک جاتے دیکھا اور جب فرعون کی زوجہ (آسیہ) نے موسیٰ کو دریا سے نکال کر خود پرورش کرنا چاہا تو کلثوم نے اس پر یہ ظاہر کیا کہ وہ ایک ایسی عورت کو جانتی ہیں جو اس بچے کو دودھ پلا سکتی ہے اور اس طرح وہ فرعون کے محل میں حضرت موسیٰ کی پرورش کے لئے اپنی والدہ کو لے جانے کا وسیلہ بنیں۔

کلمۂ توحید: وہ کلمہ جو خدا کی وحدت کا اعلان کرتا ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ۔ لَہُ الْمُلکُ وَلَہُ الْحَمدُ۔ یُحیِی وَیُمِیتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوتُ اَبَدًا اَبَدًا۔ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکرَام۔ بِیَدِہِ الْخَیرُ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ۔ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اُسی کی بادشاہی ہے اور اُسی کے لئے تمام تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے

اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہے جو مرے گا نہیں۔ وہ عظمت اور بزرگی والا ہے اُسی کے ہاتھ میں بہتری ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

کلمۂ شہادت: وہ کلمہ جو خدا کی خدائی اور رسولؐ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں)۔ شیعہ حضرات اس میں اشہدان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ بھی اضافہ کرتے ہیں۔ اس کلمے کو خاص طور پر صبح اُٹھتے وقت منہ دھوتے وقت اور موت کے وقت پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے۔

کلمۂ طیبہ: (لغ: پاک کلمہ)۔ وہ کلمہ جو اسلام کے بنیادی عقائد یعنی خدا کی الوہیت اور وحدت اور حضرت محمد صلعم کی رسالت کا اعلان کرتا ہے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں)۔ شیعہ کلمے میں "عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہ" بھی ہے۔

کلیم اللہ: (لغ: خدا سے کلام کرنے والا)۔ حضرت موسیٰؑ کا لقب جنھیں خدا سے کلام کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ (دیکھیے موسیٰؑ)۔

کَمْ مِنْ فِئَۃٍ: سورۂ بقرہ (رکوع ۳۳) کی اس آیت کی جانب اشارہ ہے۔ کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (کتنی ہی تھوڑی جماعتیں خدا کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں اور خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)

کمیت: کمیت بن زید اسدی کوفے کے مشہور شاعر و خطیب تھے۔ ان کے عربی قصائد "ہاشمیات" بالخصوص اہم ہیں۔ ان میں انھوں نے بنی ہاشم کی مدح کی ہے اور ان کی موافقت و حمایت میں دلیلیں پیش کی ہیں۔ کمیت پہلے شاعر ہیں جنھوں نے کلامی مسائل کو شعر کا

جامہ پہنایا اور شعر سے بحث و جدل و مناظرہ کا کام لیا۔ اہل بیت سے خلوص اور انکی بیباکانہ فطرت کی بنا پر خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے ان کے قتل کا حکم دے دیا تھا۔ کمیت نے ۱۲۶ھ میں وفات پائی۔

کمیل: کمیل بن زیاد نخعی مشہور تابعی اور حضرت علیؓ کے مخصوص صحابہ میں سے تھے۔ نہایت عابد و زاہد تھے۔ کوفہ ان کا وطن تھا اور یہ قبیلہ نخع کے سردار تھے۔ حضرت علی کے ساتھ مختلف جنگوں میں شریک رہے۔ اور آپ کے عہد خلافت میں عراق کے بعض قصبات کے حاکم بھی رہے حضرت علی نے انھیں وہ دُعا تعلیم کی تھی جو اب دُعائے کمیل کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ۸۲ھ میں حجاج بن یوسف ثقفی کے ظلم سے شہید ہوئے۔

کنعان: (۱) فلسطین کا قدیم نام ہے۔ حضرت یوسف کو کنعانی یا ماہِ کنعان اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے کہ وہ شروع میں اپنے والد حضرت یعقوب اور اپنے پورے خاندان کے ساتھ فلسطین میں رہتے تھے۔

(۲) حضرت نوح کا نافرمان بیٹا جس نے خدا پر ایمان لانے سے انکار کیا اور قوم نوح کے ساتھ طوفان میں غرق ہوا۔ بعض مواقع پر اس کا نام سام بھی بتایا گیا ہے۔

کُن فکاں، کُن فیکون: سورۂ آلِ عمران (رکوع ۵) کی اس قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اِذَا قَضٰی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْن۔

(جب خدا کسی امر کو ظہور میں لانا چاہتا ہے تو کہتا ہے "ہو جا" پس وہ ہو جاتی ہے) چنانچہ جب خدا نے اس کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے کہا "کُن" (ہو جا) تو سارا عالم وجود میں آگیا۔ اسی مناسبت سے "عالمِ کُن فکاں" سے مراد ساری کائنات لی جاتی ہے۔

کوثر: بہشت کی ایک نہر جس میں شرابِ طہور ہوگی (بعض روایات میں اسے حوض سے تعبیر کیا گیا ہے)۔ اس کا منبع طوبیٰ کی جڑ ہوگی اور اس کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا، دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ بہشت میں اس نہر سے مومنوں کو بعض روایات کے مطابق رسولِ خدا اور بعض دوسری روایات کے مطابق حضرت علیؑ پانی عطا فرمائیں گے۔

کوفہ: (لغ: ریتلی اور کنکریلی زمین)۔ دریائے فرات سے تقریباً ڈیڑھ میل مغرب میں یہ شہر ۱۷ھ میں آباد کیا گیا۔ ۳۶ھ میں حضرت علیؑ نے اس کو اپنا دارالخلافہ بنایا اور یہیں کی جامع مسجد میں آپ پر ابن ملجم نے وار کیا۔ حضرت علی کی حکومت سے پہلے کوفے میں مختلف پارٹیوں سے نسبت رکھنے والے مسلمان آباد تھے۔ جب حضرت علی نے اسے اپنا پایۂ تخت بنایا تو ان کے ہمدرد بھی وہاں پیدا ہو گئے۔ حضرت علی کی وفات کے بعد کوفہ سیاسی کشمکش کا ایک مرکز بن گیا۔ اموی حکومت کے دوران حضرت علی اور ان کے ہمدردوں کے اثر کو کم کرنے کے لئے کوششیں جاری رہیں۔ ۴۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کو کوفے کا گورنر بنایا گیا جس نے حضرت علی اور ان کے ہواخواہوں کو کھلے بندوں برا بھلا کہا۔ اس کے بعد زیاد بن سمیہ گورنر مقرر ہوا جس نے حضرت علی کے عقیدت مندوں پر ہر قسم کا تشدد روا رکھا۔ یزید کے حکومت سنبھالنے کے بعد اہلِ کوفہ نے امام حسین کو بڑی تعداد میں خط بھیجے کہ آپ آئیں اور یزید اور اس کے کارندوں کی ظلم و تعدی سے نجات دلائیں۔ امام حسین نے مسلم بن عقیل کو اپنا جانشین بنا کر کوفے بھیجا اور ایک کثیر تعداد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چنانچہ مسلم بن عقیل نے امام حسین کو کوفے آنے کو لکھا لیکن

ادھر یزید نے نعمان بن بشیر کو ہٹا کر عبداللہ بن زیاد کو کوفے کا گورنر بنایا۔ ابن زیاد نے پھر تشدد کا بازار گرم کیا اور اہلِ کوفہ کو ڈرایا دھمکایا پچھلے حکام کے جبر و تشدد کے نتیجے میں پہلے ہی اہلِ بیت کے عقیدت مند بہت تھوڑے باقی رہ گئے تھے۔ ان میں سے کچھ کو قید کر لیا گیا۔ کچھ روپوش ہو گئے۔ کچھ کسی طرح امام حسین کے پاس پہنچ گئے اور کربلا کے میدان میں ان پہ جان نثار کی۔ کوفیوں کی بڑی تعداد، جن میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جنھوں نے امام حسین کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی، منحرف ہو گئی اور ان میں سے کچھ تو یزیدی لشکر میں شامل ہو کر کربلا پہنچے اور قتل و غارت میں حصہ لیا۔

کہا جاتا ہے کہ طوفانِ نوح کی ابتدا کوفے سے ہی ہوئی تھی جہاں کی ایک بڑھیا کے تنور سے پانی اُبلنا شروع ہوا جو بڑھتے بڑھتے سیلاب کی شکل اختیار کر گیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ حضرت نوح اسی جگہ سے اپنی کشتی پر سوار ہوئے تھے۔

کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ: (لغ: موتی کی طرح جگمگاتا ہوا تارہ)۔ قرآنی فقرہ ہے۔ مزید دیکھیے نُورٌ عَلیٰ نُور۔

کوہِ جودی: دیکھیے جودی۔

کوہِ طور: دیکھیے طور۔

کوہ کن: (لغ: پہاڑ کھودنے والا)۔ مراد فرہاد۔ ایران میں ایک سنگ تراش تھا جو شیریں سے محبت کرتا تھا۔ شیریں سے خسرو پرویز نے شادی کر لی تھی۔ فرہاد سے پیچھا چھڑانے کی غرض سے اس نے فرہاد کے سپرد یہ کام کیا کہ وہ کوہِ بے ستون کو کاٹ کر شیریں کے محل تک ایک نہر بنائے تاکہ پہاڑ پہ پلی ہوئی بکریوں کا دودھ نہر کے ذریعہ شیریں تک پہنچ سکے۔

اس وعدے پر کہ نہر تیار ہو جانے پر شیریں اُسے مل جائے گی، فرہاد پہاڑ کاٹنے میں مصروف ہوگیا۔ اور بالآخر نہر تیار کرلی۔ لیکن اس وقت خسرو نے شیریں کی موت کی جھوٹی خبر اڑا دی جسے سنتے ہی فرہاد نے اپنے ہی تیشے سے خود کو ہلاک کرلیا۔ جب شیریں کو فرہاد کی محبت کا علم ہوا تو اُس نے بھی بالاخانے سے چھلانگ لگا کر خودکشی کرلی۔

کیخسرو: روایت کے مطابق یہ ایران کے کیانی خاندان کا تیسرا بادشاہ تھا۔ اس کا باپ سیاوش تھا جسے افراسیاب نے قتل کروادیا تھا افراسیاب کیخسرو کا نانا اور توران کا بادشاہ تھا۔ کیخسرو نے افراسیاب سے کئی زبردست جنگیں کیں اور نہ صرف افراسیاب کو شکست دی بلکہ اُسے قتل کرنے میں بھی کامیاب ہوا۔ آخر میں یہ لہراسپ کے حق میں اپنے تخت سے دستبردار ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ۹۰ سال کی عمر تک زندہ رہا اور اُس نے ۶۰ سال حکومت کی۔

کیقباد: قدیم ایران کے کیانی خاندان کا بانی اور بادشاہ تھا۔ یہ منوچہر کی نسل سے تھا۔ رُستم اُسے کوہ البرز پر واقع اس کی پناہ گاہ سے نکال کر لایا اور ایران کا بادشاہ بنایا۔ اس کے عہد حکومت میں توران کے بادشاہ افراسیاب نے ایران پر حملہ کیا۔ کیقباد نے رستم کی مدد سے افراسیاب کا مقابلہ کیا اور نہ صرف اُسے شکست دی بلکہ اُس کو صلح پر مجبور کیا اس صلح کے کچھ عرصے بعد ہی کیقباد مر گیا اور اس کا بیٹا کیکاؤس جانشین ہوا۔

کیکاؤس: ایران کے کیانی خاندان کا دوسرا بادشاہ اور کیقباد کا بیٹا تھا۔ مشہور ایرانی پہلوان رُستم اسی کے دربار سے وابستہ تھا۔ (فردوسی کے شاہنامے کا ایک بڑا حصہ کیکاؤس کے عہد حکومت سے تعلق رکھتا ہے)۔

رُستم نے نہ صرف توران کے مقابلے میں ایران کی مدافعت کی بلکہ دوبار

اُس نے کیکاؤس کو بھی اُس کے دشمنوں کے پنجے سے نکالا۔ بالآخر کیکاؤس اپنے پوتے کیخسرو کے حق میں اپنے تخت سے دستبردار ہوگیا۔

کیومرث: کہا جاتا ہے کہ یہ ایران کا سب سے پہلا بادشاہ تھا۔ کیومرث ہی پیش دادیان خاندان کا مورثِ اعلےٰ بتایا جاتا ہے۔ اس کا پایۂ تخت بلخ تھا۔ اُس نے تقریباً ۲۹ سال حکومت کی اور اس کے بعد اُس کا پوتا ہوشنگ بادشاہ ہوا۔

گاؤ زمیں: وہ گائے جس کے سینگوں پر، جیسا کہ کہا جاتا ہے، زمین قائم ہے یہ گائے ایک مچھلی کی پیٹھ پر سوار بتائی جاتی ہے۔

گرگِ یوسف: وہ فرضی بھیڑیا جس کے بارے میں حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے والد حضرت یعقوب کو اطلاع دی تھی کہ وہ حضرت یوسف کو کھا گیا۔ (مزید دیکھیے یوسف)۔

گشتاسپ: ایران کے ایک بادشاہ کا نام جو کہ اسفندیار روئیں تن کا باپ تھا۔

گلزارِ ابراہیم | گلزارِ خلیل: جب نمرود نے حضرت ابراہیم کو دہکتی ہوئی آگ میں پھنکوایا تو حکمِ خداوندی سے یہ آگ گلزار بن گئی۔ (دیکھیے ابراہیم)۔

گنبدِ خضرا: (لغ: ہرا گنبد)۔ (۱) مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی کا وہ سبز گنبد جس کے نیچے رسولِ خدا کی قبر ہے۔ (۲) کبھی اس فقرے کو استعارۃً آسمان کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔

گنجِ رواں: قارون کا خزانہ جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ برابر زمین کے

اندر دھنستا چلا جا رہا ہے۔ (مزید دیکھئے قارون)۔

گنجِ شائیگاں: (لغ: لائق و سزاوار خزانہ)۔ خسرو پرویز کے آٹھ خزانوں میں سے ایک تھا۔ اسی کا نام گنج باد آورد (لغ: ہوا سے لایا ہوا خزانہ) بھی تھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار قیصرِ روم نے پرویز کے خوف سے چند کشتیاں زر و جواہر سے بھر کر جزیرے کو روانہ کیں۔ لیکن بادِ مخالف ان کشتیوں کو پرویز کے ملک میں لے آئی اور پرویز نے اس خزانے پر قبضہ کر لیا۔

گنجِ شہیداں: وہ مقام جہاں شہیدوں کو ایک ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔ مراثی میں اس سے عام طور پر وہ مقام مراد لیا جاتا ہے جہاں شہدائے کربلا کی لاشوں کو یکجا کیا گیا تھا۔

گنجِ قارون: (لغ: قارون کا خزانہ)۔ دیکھئے قارون۔

گیو: قدیم ایران کا ایک مشہور پہلوان تھا۔ یہ گودرز کا بیٹا، رستم کا بہنوئی اور بیژن کا باپ تھا۔

ل

لَآ اَسْئَلُکُمْ: سورۂ شوریٰ (رکوع ۳) کی اس آیتِ قرآنی کی طرف اشارہ ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی۔ (کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس ہدایت کے بدلے، کچھ اجرت نہیں طلب کرتا سوائے قرابت والوں کی محبت کے)۔ روایت ہے کہ رسولؐ اکرم نے واضح فرمایا کہ خدا نے جن لوگوں کی محبت کا اس آیت میں حکم فرمایا ہے

وہ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور ان کے دونوں صاحبزادے ہیں۔

لات: عرب کا ایک قدیم بت جو اسلام سے پہلے پوجا جاتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ لات مکّہ میں ایک پتھر تھا جس پہ حاجیوں کے لئے ستّو گوندھا جاتا تھا۔ لات نام کا ہی ایک شخص بنی ثقیف میں تھا۔ وہ مر گیا تو لوگوں نے کہا کہ وہ مرا نہیں بلکہ اس پتھر میں گھس گیا ہے۔ چنانچہ پہلے بنی ثقیف نے اس کی پرستش شروع کی پھر قریش اور کنانہ کے قبیلے بھی اس میں شامل ہو گئے اس کی شکل یہ تھی کہ ایک گول سفید پتھر تھا جس پر ایک عمارت بنی ہوئی تھی، اس کا ہیکل شہر طائف میں تھا۔

لَاتَخَفْ: (لغ: نہ ڈر)۔ قرآن مجید میں بار بار خدا نے اپنے خاص بندوں سے کہا ہے کہ وہ خوف نہ کھائیں۔ دیکھیے سورۂ ہود (رکوع ۷)، سورۂ طٰہٰ (رکوع ۱ و ۳)، سورۂ نمل (رکوع ۱)، سورۂ قصص (رکوع ۳ و ۴)، سورۂ عنکبوت (رکوع ۴)، سورۂ ص (رکوع ۲)، سورۂ ذریات (رکوع ۲)۔

لَاتَخَفْ وَلَاتَحْزَنْ: (لغ: نہ ڈر اور نہ غم کر)۔ یہ الفاظ قرآن حکیم کے سورۂ عنکبوت (رکوع ۴) میں آئے ہیں۔

لَاتَذَرْ: (لغ: نہ چھوڑ)۔ مراد حضرت نوحؑ کی یہ بددعا ہے جو انھوں نے اپنی قوم کو دی اور جو سورۂ نوح (رکوع ۲) میں مذکور ہے: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا (اے پروردگار کافروں میں سے زمین پہ ایک باشندہ بھی نہ چھوڑ)۔ مزید دیکھیے نوحؑ۔

لَاتَسْئَلُوْا: (لغ: مت پوچھو)۔ سورۂ مائدہ (رکوع ۱۴) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَاءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں نہ پوچھو کہ اگر وہ تم پہ ظاہر کی جائیں تو وہ تمھارے لئے بری ہوں)۔

لَا تُفْسِدُوا : (لغ: فساد مت پھیلاؤ)۔ سورۂ بقر (رکوع ۲) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو وہ کہتے ہیں بلاشبہ ہم تو اصلاح کرنے والوں میں سے ہیں)۔

لَا تَقْرَبَا : (لغ: تم دونوں قریب نہ جانا)۔ سورۂ بقرہ (رکوع ۴) کی یہ آیت مراد ہے جس میں خدا نے آدم و حوا کو شجر ممنوعہ کے قریب جانے سے منع کیا تھا۔ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ (تم دونوں یعنی آدم و حوا اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ اپنا نقصان آپ کرنے والوں میں سے ہوگے)۔

لَا تَقْنَطُوْا : (لغ: مایوس نہ ہو)۔ سورۂ زمر (رکوع ۶) کی اس قرآنی آیت کا جزو ہے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو)۔

لَا تَنْهَرْ : (لغ: مت جھڑکو)۔ دیکھیے فَلَا تَنْهَرْ۔

لَاحَوْل : ایک کلمہ جو بد اثرات اور شر سے محفوظ رکھنے کے لیے پڑھا جاتا ہے پوری عبارت یہ ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (کسی کو کوئی مقدرت حاصل ہے اور نہ قوت سوائے خدا کے جو برتر و با عظمت ہے)۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے شیطان دور ہو جاتا ہے اور دل میں وسوسے نہیں پیدا کر پاتا۔ نفرت و حقارت کے اظہار کے لئے بھی یہ کلمات استعمال کئے جاتے ہیں۔

لَا رَيْبَ فِيْهِ : (لغ: اس میں کوئی شک نہیں ہے)۔ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیت کی طرف اشارہ ہے۔ الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (الف لام میم۔ یہ کتاب یعنی قرآن وہ ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے)

لَا سَيْفَ : (لغ: کوئی تلوار نہیں ہے)۔ دیکھیے لافتیٰ۔

لَاعِلْمَ لَنَا: (لغ: ہمارے پاس کوئی علم نہیں ہے) سورۂ بقرہ (رکوع ۴) کی اس آیت کی جانب اشارہ ہے۔ لَاعِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا۔ (ہم کو کچھ علم نہیں بجز اُس کے جو تونے بتایا ہے)۔

لَا فَتٰی: (لغ: کوئی نوجوان یعنی بہادر نہیں ہے) کہا جاتا ہے کہ غزوۂ اُحد میں جب حضرت علیؑ نے کئی نامور مشرکین قریش کو تہ تیغ کر دیا تو بھگدڑ مچ گئی اور وہ پسپا ہو کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اُس وقت غیب سے یہ آواز سنائی دی۔ لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار لَافَتٰی اِلَّا عَلِی۔ (ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار تلوار نہیں اور علی کے سوا کوئی بہادر نہیں)۔

لَا یَحْتَسِبُ: (لغ، وہ گمان نہیں کرتا)۔ سورۂ طلاق (رکوع ۱) کی اس آیۂ قرانی کا جزو ہے: وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَحَسْبُہٗ۔ (اور جو اللہ سے ڈرتا رہے گا۔ اللہ اس کے لئے گذارے کی صورت پیدا کر دے گا۔ اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جس کا اس کو گمان بھی نہ ہوگا۔ اور جو خدا پر بھروسہ کرے گا خدا اس کے لئے کافی ہے)۔

لَا یُحِیْطُوْنَ: (لغ: احاطہ نہیں کرتے)۔ سورۂ بقرہ (رکوع ۳/۲) میں شامل آیۃ الکرسی کے اس جزو کی طرف اشارہ ہے۔ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْئٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ (بندے خدا کے علم میں سے کسی شے پر احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اُس کے جو خدا چاہے)۔

لِاِیْلٰفِ: (لغ: مانوسیت پیدا کرنے کے لئے)۔ قرآن مجید کی سورۃ قریش مُراد ہے جس کی پہلی آیت یہ ہے: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ، اِیْلٰفِھِمْ رِحْلَۃَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ (قریش میں مانوسیت پیدا کرنے کے لئے، جاڑے اور گرمی کے سفر میں ان کے لئے ایک دوسرے سے مانوس ہونے کے سبب سے)۔

یہ سورہ اس چیز پر پڑھ کر پھونکی جاتی ہے جس کو بچہ کھانے یا پینے سے ڈرتا ہو یا جس پر نظر بد کا اندیشہ ہو۔

لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ: (لغ: اس کو کوئی نہیں چھوتا سوائے ان کے جو پاک ہیں)۔ سورۂ واقعہ کے تیسرے رکوع میں یہ آیت قرآن حکیم کے فضائل کے سلسلہ میں آئی ہے۔ اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ۔ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَہَّرُوْنَ (بے شک قرآن عزت والا ہے اور چھپی ہوئی کتاب یعنی لوحِ محفوظ میں لکھا ہے اور اس کو صرف وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں)۔

لبید: ابو عقیل لبید بن ربیعہ عامری عرب کے سحر بیان شاعروں میں سے تھے گو انھیں اسلام قبول کرنے کی سعادت ملی، ان کی بے مثال شاعری زمانۂ جاہلیت کی ہی یادگار ہے۔ ان کے زمانے کے دوسرے شعرا ان کے کلام کا اتنا لوہا مانتے تھے کہ اُسے سُن کر سربسجود ہو جاتے تھے۔ ان کا ایک قصیدہ اُن سات قصیدوں میں شامل تھا جنھیں سبع مُعلّقہ کہا جاتا ہے اور جو اپنے شعری کمال کی وجہ سے ریشم پر سونے کے پانی سے لکھ کر خانۂ کعبہ کے دروازے پر لٹکا دیے گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے شاعری ترک کر دی تھی اور قرآن کی سحر بیانی سے شدّت سے متاثر ہوئے تھے۔ ۴۱ھ میں ۱۴۵ سال کی عمر میں کوفے میں وفات پائی۔

لَحْمُکَ لَحْمِیْ: (لغ: تیرا گوشت میرا گوشت ہے)۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے جس روز میں نے خیبر فتح کیا، مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا: اِنَّ وَلَدَکَ وَلَدِیْ وَلَحْمُکَ لَحْمِیْ وَدَمُکَ دَمِیْ فَاِنَّ الْحَقَّ مَعَکَ عَلٰی لِسَانِکَ وَفِیْ قَلْبِکَ وَبَیْنَ عَیْنَیْکَ وَالْاِیْمَانُ مُخَالِطٌ

لحمك دمى دمك لحمى خالط لحمى ودمى (تمہارے بیٹے میرے بیٹے ہیں۔ تمہارا گوشت میرا گوشت اور تمہارا خون میرا خون ہے اور سچ تمہاری زبان پر اور تمہارے دل اور تمہاری دونوں آنکھوں کے درمیان ہے۔ ایمان تمہارے گوشت و خون میں ایسے ملا ہوا ہے جیسے میرے گوشت و خون میں شامل ہے)۔

لقمان: حکیم لقمان ایک بہت بڑے دانا تھے اور ان کے حکیمانہ اقوال "صحیفۂ لقمان" کے نام سے اہل عرب کے درمیان معروف و مشہور تھے۔ اس بارے میں کہ لقمان کون تھے بڑا اختلاف رائے ہے۔ بعض مورخین ان کو افریقی نسل کا بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لقمان عرب میں ایک غلام کی حیثیت سے آئے تھے۔ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ نہایت نیک، زاہد و عابد اور صاحب حکمت تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت داؤد کے زمانے میں قاضی کے عہدے پر مامور ہو گئے تھے۔ دوسرے مورخین یہ کہتے ہیں کہ لقمان دراصل لقمان بن عاد تھے جنہیں اپنے بھائی شداد بن عاد کے بعد حکومت ملی اور خدا نے انہیں سو آدمیوں کے برابر ادراک اور حاسہ عطا کیا تھا۔ بعض روایات کے مطابق لقمان نے ایک طویل عمر پائی۔ وہ حضرت داؤد کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور حضرت یونس کے زمانہ تک حیات رہے۔ اس طرح وہ تقریباً ایک ہزار سال زندہ رہے۔ گو قرآن مجید میں حضرت لقمان اور انکی حکیمانہ نصیحتوں کا ذکر کیا گیا ہے، مفسرین کا عام خیال یہ ہے کہ لقمان پیغمبر نہ تھے لیکن خدا نے ان کو غیر معمولی عقل و دانش سے سرفراز کیا تھا۔ ان سے کئی حکیمانہ حکایات منسوب ہیں جو ان حکایتوں سے کسی طرح مختلف نہیں جو مغرب میں ایسپ (AESOP) کی کہانیوں کے نام سے مشہور ہیں۔

لمن الملک الیوم: (لغ: آج کس کی بادشاہت ہے؟)۔ قیامت کے دن جب

صور پھونکا جائے گا تو ساری دنیا تہ و بالا ہو جائے گی اور کوئی چیز باقی نہ رہے گی تب جیسا کہ سورۂ مومن (رکوع ۲) میں مذکور ہے۔ خدا دریافت کرے گا۔ لِمَنِ المُلکُ الیَوم (آج کس کی یہ ساری بادشاہت ہے؟) اور کیونکہ اس کا کوئی جواب نہیں آئے گا اس لئے خود ہی جواب دے گا۔ لِلّٰہِ الواحِدُ القَھَّار (بادشاہت اس اللہ کی ہے جو ایک ہے اور قہر و غضب والا ہے)۔

لَم یَزَلی: وہ جس پہ زوال نہ آئے۔ دائمی۔ ازلی و ابدی۔ مُراد خدا جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

لَن تَرانی: (لغ: تو مجھے نہ دیکھ پائے گا) جب حضرت موسیٰ نے خدا سے اس کی تجلّی دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا اور خدا سے کہا "اَرِنی" (مجھے دکھا دے) تو خدا نے ان کو جواب دیا "لن ترانی" (تم دیکھنے کی تاب نہ لا سکو گے)۔ مزید دیکھئے اَرِنی۔

لِوائے حمد: (لغ: تعریف کا جھنڈا) حشر کے دن سارے مومن و کافر دوبارہ زندہ ہوں گے اور اپنے اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے اکٹھے ہوں گے اُس وقت سارے مومنین ایک جھنڈے کے تلے کھڑے ہوں گے۔ یہ جھنڈا خدا کی بزرگی اور عظمت کا نشان ہوگا۔ اور اِسی لئے اس کا نام لوائے حمد یا عَلَمِ حمد ہوگا۔ یہ عَلَم حضرت علی تھامے ہوں گے۔

لَوحِ محفوظ: کہا جاتا ہے کہ عرش پہ دُرّۂ بیضاء کی ایک تختی ہے جس پہ ابتدائے آفرینش سے آخر تک دنیا میں ہونے والے سارے واقعات تحریر ہیں اور اُس پہ جو کچھ لکھا ہے، اُس میں تبدیلی کی گنجائش نہیں ہے۔

لُوط: ایک پیغمبر تھے۔ وہ حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ انھیں اُردن کے شہر سدوم کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا۔ یہ لوگ ایک نہایت خبیث عادت کے

شکار تھے اور عورتوں کے بجائے لڑکوں سے جنسی تسکین حاصل کرتے تھے
حضرت لوط نے انھیں اس گناہ سے دور رہنے کو کہا لیکن ان کی قوم نے
نافرمانی کی یہانتک کہ جب خدا نے دو فرشتوں کو انسانی شکل میں حضرت
لوط کے پاس بھیجا تو ان لوگوں نے ان پر بھی نگاہِ بد ڈالی۔ اس پر خدا نے
ان پر عذاب بھیجا۔ پہلے اُن پر ایک چیخ مسلط کی اور پھر فرشتوں نے
اس تختۂ زمین کو ہی اُلٹ دیا۔ حضرت لوط کی بیوی نے سدوم والوں کی
حمایت کی اور وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ ہلاک ہوئی۔

لَوْ کُشِفَ : حضرت علی کے اس ارشاد کی جانب اشارہ ہے : لَوْ کُشِفَ الْغِطَا
لَمَا ازْدَدْتُ یَقِیناً (میرا علم و یقین کامل ہے۔ اگر پردہ اُٹھا یا جائے تب
بھی میرے یقین میں کسی اضافے کی گنجائش نہیں ہے)۔

لَوْلاک : اُس حدیثِ قدسی کی جانب اشارہ ہے جس میں خُدا رسول اکرم کے
لئے فرماتا ہے : لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (اگر آپ نہ ہوتے تو
میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا)۔ اسی مناسبت سے صاحبِ لولاک سے مراد رسولِ خُدا لئے جاتے ہیں۔

لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ : (یغ: اُسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے ساری تعریف ہے)۔
یہ کلمۂ توحید کا ایک جزو ہے اور خدا کی بزرگی اور برتری کو ظاہر کرتا ہے۔

لِاِیلاف : دیکھئے اِیلاف۔

لِی خَمْسَۃ : یہ دُعا جو وباؤں اور بلاؤں سے محفوظ رہنے کے لئے پڑھی اور
تعویذ کی شکل میں لکھی جاتی ہے۔

لِی خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَہ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَہ

(میرے لئے یہ پنجتن ہیں جن سے میں بھڑکتی ہوئی وبا کی آگ کو بجھا دیتا
ہوں مصطفیٰ، مرتضیٰ، ان کے دونوں صاحبزادے اور فاطمہ)۔ یہ عبارت

جنت البقیع میں حضرت فاطمہ کے مزار شریف کے دروازے پر کندہ ہے

لَیْلَۃُ الْقَدْر: دیکھئے شب قدر۔

لَیْلَۃُ الْھَرِیْر: ۸ صفر ۳۷ھ جمعہ کی وہ رات جس میں معرکہ صفین کی فیصلہ کن جنگ ہوئی اور جس میں حضرت علی اور معاویہ کی فوجیں صبح سے شام اور شام سے دوسری صبح تک مصروفِ پیکار رہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس رات خود حضرت علی نے ۵۲۳ آدمیوں کو قتل کیا۔ اس جنگ نے معاویہ کی فوجوں کے سارے حوصلے پست کر دئے اور دوسرے دن ہی عمرو بن عاص کے مشورے پر معاویہ نے قرآن کو بیچ میں ڈال کر لڑائی ختم کرنے کی چال چلی۔

لیلیٰ: امام حسین کی زوجہ محترمہ اور حضرت علی اکبر کی والدہ تھیں۔ ان کے والد ابو مُرّہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھے اور والدہ معاویہ کی بہن میمونہ تھیں واقعۂ کربلا میں موجود تھیں۔ تمام اہلِ بیت کے ساتھ شام تک سفر کیا اور زندانِ شام کی صعوبتوں کو جھیل کر مدینے واپس آئیں۔ مرثیہ نگاروں نے ان کو اکثر اُمّ لیلیٰ لکھا ہے۔

م

مَا اَوْحٰی: (لغ: جو وحی کے ذریعہ بھیجا)۔ سورۂ نجم (رکوع ۱) کی ان آیات کی جانب اشارہ ہے، جن میں شبِ معراج رسولِ پاک کی خدا سے قربت اور ہم کلامی کا بیان ہے۔ ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی (پھر وہ یعنی رسولِ خدا

قریب ہوئے اور جھک گئے یہاں تک کہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ درمیان میں رہ گیا۔ پھر خدا نے اپنے بندے کو جو پیغام پہنچانا تھا وہ وحی کے ذریعہ بھیجا)۔

مادرِ قاسم: حضرت قاسم بن حسن کی والدہ۔ (دیکھئے زوجہ حسن)۔

ماروت: دیکھئے ہاروت و ماروت۔

ماریہ: کربلا کے غیر آباد ریگستان کے قریب ہی ماریہ کی چھوٹی سی بستی تھی۔ اسی مناسبت سے میدان کربلا کو بھی بعض اوقات ماریہ کہا جاتا ہے۔

مَازَاغَ الْبَصَرُ: (لغ: نگاہ نہیں بہکی)۔ سورۂ نجم (رکوع ۱) کی ان آیات کی طرف اشارہ ہے جن میں معراج کا بیان ہے۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَاطَغیٰ لَقَدْ رَاَیٰ مِنْ آیَاتِ رَبِّہٖ الْکُبْریٰ (نہ تو نگاہ بہکی اور نہ حد سے بڑھی اس نے اپنے پروردگار کی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)۔

مَالِک: مالک بن بشیر کندی یزیدی فوج میں شامل تھا اور امام حسین کی شہادت کے بعد اس نے ان کی زرہ اُتار کر لے لی تھی۔

(۲) دوزخ کے داروغہ کا نام۔

مَالِکِ اُشتر: مالک نام۔ اُشتر لقب۔ والد کا نام حارث نخعی تھا۔ انھیں حضرت علی سے نہایت درجہ خصوصیت تھی۔ شجاعت میں بے مثل تھے۔ جمل اور صفین، کی جنگوں میں حضرت علی کی جانب سے حصہ لیا۔ جنگ جمل میں انھوں نے حضرت عائشہ کے اونٹ کے تین پاؤں کاٹ دیے تھے۔ جنگ صفین میں بھی بے جگری سے لڑ رہے تھے اور فتح کا پورا یقین تھا کہ حضرت علی کو جنگ بند کرنا پڑی۔ لیکن مالک اشتر جنگ بند کرنے کو تیار نہ تھے بعد میں حضرت علی ان کو اپنی طرف سے حَکَم مقرر کرنا چاہتے تھے لیکن خوارج نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ حضرت علی نے انھیں محمد بن ابی بکر کی مدد کیلئے

مصر روانہ کیا۔ لیکن راستے ہی میں معاویہ نے ان کو زہر دلوا دیا۔ یہ واقعہ
۳۸ھ کا ہے۔

مالکُ الرقاب: (لغ، گردنوں کے مالک، مُراد غلاموں کے آقا) ۔حضرت علی کا
لقب ہے۔ کبھی اسے امام حسین کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے۔

مَالَمْ یَعْلَمْ: (لغ: جو وہ نہیں جانتا)۔ دیکھئے **عَلَّمَ الْاِنسان۔**

مانی: چین کا ایک مشہور مصور تھا جس نے اپنے کمال فن کی بنا پر خدائی کا
دعویٰ کردیا تھا اور اپنے مرقع ارژنگ کو خدا کی کتاب بتاتا تھا۔مشہور
مصور بہزاد کا مدّ مقابل تھا۔

ماوراالنہر: دیکھئے جیحوں۔

ماہِ بنی ہاشم: امام حسین کے سوتیلے بھائی حضرت عباس علمدار کا لقب ہے۔ یہ
بے حد وجیہ اور حسین و جمیل تھے۔ بلند و بالا اور دراز قامت تھے۔

ماہِ عزا: (لغ: غم کا مہینہ)۔ مُحرّم کا مہینہ جس میں امام حسین کا غم کیا جاتا ہے۔

ماہِ کنعاں: مُراد حضرت یوسف۔

ماہِ مقنّع / **ماہِ نخشب**: نخشب ترکستان کا ایک شہر ہے جو سمرقند سے تین دن کے فاصلہ پر
ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر سے دو فرسنگ کے فاصلہ پہ ایک کنوئیں
سے ایک مصنوعی چاند نکلا کرتا تھا جس کی روشنی چار فرسنگ تک جاتی
تھی۔ یہ چاند ایک حکیم ابن عطا (جو ابن مقنّع کے نام سے بھی مشہور ہے)۔
نے پارے اور دوسری چیزوں سے تیار کیا تھا۔ یہ چاند ہر رات اس کنوئیں
سے نکلتا تھا اور صبح ہوتے ہی اُس میں ڈوب جاتا تھا۔ یہ سلسلہ کوئی
دو ماہ تک چلتا رہا۔

مائدہ خلیل: دیکھئے خوانِ ابراہیم۔

ماءِ معین: (لغ: نتھرا ہوا پانی)۔ سورہ ملک کی آخری آیت میں یہ فقرہ آیا ہے۔

مَا یَنطِقُ: (لغ: بات نہیں کرتا) سورۂ نجم (رکوع ۱) کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے: وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ (اور وہ یعنی رسولِ خدا محض خواہشاتِ نفسانی کے زیرِ اثر بات نہیں کرتے)۔ اس آیت کی شانِ نزول کے بارے میں دیکھیے وَالنَّجم۔

مُباہلہ: (لغ: ایک دوسرے کو نفرین کرنا، ایک دوسرے کے حق میں بد دعا کرنا) روایت ہے کہ ایک بار نجران کے چند مسیحی رسولِ اکرمؐ کے پاس آئے اور آپ سے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کہا کہ وہ خدا کے بیٹے تھے، ان کا کوئی باپ نہ تھا بلکہ وہ خود خدا تھے، مُردے زندہ کیا کرتے تھے۔ غیب کی باتیں بیان کرتے، اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کرتے اور مٹی سے جانور بناتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ وہ اُس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپؐ یہ نہ کہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا تھے۔ اگر آپ صادق ہیں تو آپ ہمیں خدا کا کوئی ایسا بندہ دکھا دیں جو مُردے کو زندہ اور اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرے اور مٹی کے جانور بنا کر اُن میں روح پھونکے۔ رسولِ خُدا خاموش ہو گئے۔ تب وحی نازل ہوئی کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ کو خُدا کہتے ہیں وہ بلاشبہ کافر ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ارشاد ہوا کہ "آپ ان سے کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں اور تمھارے بیٹوں، اپنی عورتوں اور تمھاری عورتوں، اپنی جانوں اور تمھاری جانوں کو بلائیں اور پھر دُعا کریں تاکہ خدا جھوٹوں پر لعنت ڈالے۔" (فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ)۔ سورۂ آلِ عمران رکوع ۶۔ چنانچہ رسولِ خُدا نے نصاریٰ کے گروہ سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اسلام کو صحیح نہیں مانتے تو خُدا نے مجھے تم سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان لوگوں نے

دوسرے دن کا وعدہ کیا۔ چنانچہ رسولؐ خدا، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ساتھ تشریف لائے۔ لیکن نصاریٰ پھر مباہلے کے لئے نہیں آئے۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس آیت میں "ابنائنا" سے مراد حضرت حسن اور حضرت حسین ہیں۔ "نسائنا" سے مراد حضرت فاطمہ اور "انفسنا" سے مراد خود رسول اکرمؐ اور حضرت علی ہیں۔

مِثْلُکُمْ: (لغ: تمہارے جیسا ہی)۔ دیکھیے **اِذَا بَشَرٌ مِثْلُکُمْ**۔

مجتبیٰ: (لغ: برگزیدہ، پسندیدہ)۔ (۱) رسولِ خدا کا لقب۔ **احمدِ مجتبیٰ**۔ (۲) امام حسنؑ کا بھی لقب ہے۔

مجمع البحرین: (لغ: دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ) مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں۔ سورۂ رحمٰن (رکوع ۱) کی ان آیات: **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ**۔ (دو دریا ایک دوسرے سے آپس میں ملتے ہیں) **يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ** (ان میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے)۔ کے بارے میں یہ روایت ہے کہ دو دریاؤں سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ ہیں۔ اور موتی اور مونگے سے مراد امام حسن اور امام حسین ہیں۔

مجمع بن عبداللہ: شہدائے کربلا میں شامل ہیں۔ ان کوفیوں میں سے تھے جو نافع بن ہلال کے ساتھ کوفے سے نکل کر امام حسینؑ سے عذیب الہجانات کے مقام پر آملے تھے اور اطلاع دی تھی کہ شرفاء کوفہ میں رشوت خوری کا دور دورہ ہے۔ یہ اور ان کے بیٹے عائذ کربلا کی لڑائی میں لڑ کر شہید ہوئے۔

محبوبِ الٰہی، محبوبِ کبریا: رسولِ خدا کے القاب ہیں۔

مُحسن: حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے بعض

روایات کے مطابق انھوں نے شکم مادر ہی میں وفات پائی جب چند مخالفوں نے حضرت علی کے گھر پہ چڑھائی کی اور حضرت فاطمہ پر ایک دروازہ گرادیا جس سے ان کے پہلو کو صدمہ پہنچا اور محسن کا انتقال ہوگیا۔ حضرت ہارون کے بیٹوں کے نام پر ان کا نام مشبّر بھی ہے رسول خدا نے قبل ولادت یہ نام رکھا تھا۔

محمدؐ (رسول اللہ) پیغمبر اسلام، خدا کے آخری نبی، حضرت علی کے چچا زاد بھائی اور خسر، امام حسن و امام حسین کے نانا۔

(۱) نام و کنیت: محمدؐ، احمد (احمد مجتبیٰ احمد مختار)۔ نام۔ کنیت ابوالقاسم۔
(۲) القاب: اُمّی، امین، بشیر و نذیر، خاتم الانبیاء، ختم المرسلین، ختمی مرتبت، خیرالانام، خیرالبشر، خیرالوریٰ، رسالت پناہ، رسالت مآب، رسول الثقلین، رسول خدا، ساقی کوثر، سلطان رسالت، شافع محشر، شاہ دوسرا، شفیع المذنبین، شہ لولاک، صاحب فرقان، صاحب لولاک، صاحب معراج، طٰہٰ، مجتبیٰ، محبوب الٰہی، محبوب کبریا، مصطفیٰ، یٰسین۔
(۳) والدین: آپ کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب تھے اور والدہ آمنہ بنت وہب۔
(۴) ولادت: عام روایت کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے۔ مورخین میں اس کے بارے میں اختلاف رائے ہے۔ بعض ۱۲ اور بعض ۱۰ ربیع الاول بتاتے ہیں۔ جدید مورخین ۹ ربیع الاول سنہ عام الفیل۔ (مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء) کو ترجیح دیتے ہیں۔
(۵) اہم واقعات زندگی: ۴۰ سال کی عمر میں (فروری ۶۱۱ء) میں نبوت سے سرفراز ہوئے۔ ۲۷ رجب سنہ ۱۰ نبوت (۲۲ مارچ ۶۱۹ء) کو معراج ہوئی۔ ۲۷ صفر سنہ ۱۳ نبوت (۱۳ ستمبر ۶۲۲ء) کو مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے۔ ۳۰ رمضان سنہ ۸ھ (۱۲ جنوری ۶۳۰ء) کو

مکہ میں فاتح کی حیثیت سے دوبارہ داخل ہوئے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ (۱۱ جون ۶۳۲ء) کو وفات پائی۔ عام روایات کے مطابق تاریخ وفات بھی ۱۲ ربیع الاول ہے۔

(۶) جنگیں: دیکھئے: اُحد، بدر، تبوک، خندق، خیبر۔

(۷) دیگر واقعات: باب السلام، شعب ابی طالب، صلح حدیبیہ، غدیر خم، مباہلہ، واقعہ قرطاس، سحاب، شق القمر، قاب قوسین۔

(۸) فضائل: دیکھئے انا بشر مثلکم، بشیر و نذیر، لولاک، مہر نبوت، نور محمدی، والنجم، سحاب مکہ، شق القمر، قاب قوسین، معراج۔

(۹) احادیث: دیکھئے: الفقر فخری، انت منی، انما الاعمال بالنیات، اول ما خلق، بضعۃ منی، سرداران شباب، لحمک لحمی، لولاک، من یحی، من رانی، من کنت مولاہ اور حدیث سفینہ۔

(۱۰) دیگر حوالے: ابن تیمیہ، براق، کوثر، ما اوحی۔

محمد بن اشعث: اشعث بن قیس کا بیٹا جو کوفہ کے رؤسا میں سے تھا ابن زیاد کے معتمدین میں شامل تھا۔ ابن زیاد نے اسی کو ہانی بن عروہ کو بلانے بھیجا تھا۔ جب مسلم بن عقیل نے طوعہ کے یہاں پناہ لی تو ابن اشعث، ابن زیاد کے حکم سے بنی قیس کے ستر آدمی لے کر پہنچا اور جب مسلم نے ان کا مقابلہ کیا تو اس نے انھیں امان کا یقین دلایا اور انھیں ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ بعد میں ابن زیاد نے اسے ایک ہزار سواروں پر سردار بنا کر کربلا بھیجا۔

محمد بن حنفیہ: دیکھئے ابن حنفیہ۔

محمد بن عبداللہ بن جعفر: دیکھئے عون و محمد۔ انھیں عامر بن نہشل نے شہید کیا۔

محمد تقی: بارہ اماموں میں نویں امام ہیں۔ امام علی رضا کے صاحبزادے۔

نام محمد تقی اور جواد لقب۔ ۱۰ رجب ۱۹۵ھ کو پیدا ہوئے ۲۹ ذیقعدہ ۲۲۰ھ کو وفات پائی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کو خلیفہ وقت معتصم باللہ نے (جو مامون رشید کا بھائی تھا) زہر دلوایا تھا اور آپ کی بیوی ام الفضل نے جو مامون رشید کی بیٹی تھی زہر دیا تھا۔

محمدؑ حنفیہ: دیکھیے ابن حنفیہ۔

محمود: کہا جاتا ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد ان کی بہن حضرت زینب کی فریاد پر خدا نے محمود نامی ایک فرشتے کو امام حسین کی صورت میں بھیجا کہ وہ ان کو تسلی اور تسکین دے۔

مختار ثقفی: باپ کا نام ابو عبیدہ تھا۔ کوفے میں مسلم بن عقیل سب سے پہلے ان کے یہاں ہی مقیم ہوئے تھے۔ بعد میں ابن زیاد نے ان کو قید کر لیا جب بعض دوستوں کی سفارش سے خاصی مدت کے بعد رہائی ہوئی تو انھوں نے قاتلین حسین سے انتقام لینے کا عہد کیا۔ ۶۶ھ (۶۸۵ء) میں اس مقصد سے کوفے کی جانب بڑھے اور اس پر تسلط کیا۔ چنانچہ جن لوگوں سے انھوں نے قتل حسین کا انتقام لیا، ان میں یہ لوگ شامل تھے۔ شمر ذی الجوشن، خولی، عمرو بن سعد اور اس کا بیٹا حفص، عبید اللہ بن زیاد، قیس بن اشعث، حکیم بن طفیل، یزید بن مالک، عمران بن خالد، عبد اللہ بن قیس، زرعہ بن شریک، سنان بن انس، عمرو بن حجاج، حرملہ بن کاہل، مرہ بن منقذ۔ لیکن ۶۷ھ (۶۸۶ء) میں ان کو مصعب بن زبیر کے مقابلے میں شکست ہوئی اور ۶۷ سال کی عمر میں مارے گئے۔

مخدومۂ عالم: حضرت فاطمہ کا لقب ہے

مدینۃ العلم: (لغ: علم کا شہر)۔ مراد رسولِ خدا۔ آپ نے فرمایا تھا: اَنَا

مَدِینَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں)۔

مُرتَضیٰ: (لغ: پسندیدہ)۔ حضرت علی کا لقب۔

مرجانہ: عبیداللہ بن زیاد، والی کوفہ کی ماں۔ یہ ایک مجوسیہ کنیز تھی۔ اپنی ماں کی اسی نسبت سے کبھی کبھی ابن زیاد کو ابن مرجانہ کہا گیا ہے۔

مرحَب: یہودیوں کے قلعہ قموص کا سردار تھا۔ نہایت مہیب و قوی ہیکل تھا۔ اپنی شہ زوری اور شمشیر زنی کے لئے مشہور تھا۔ حضرت علی نے اس کو جنگ خیبر میں قتل کیا۔

مرحب عبدالقمر: کہا جاتا ہے کہ لشکر یزید کا ایک قوی اور شہ زور پہلوان تھا دبیر نے اپنے ایک مرثیے میں بیان کیا ہے کہ یہ کربلا کے معرکے میں حضرت عباس علمدار سے مقابلے کے لئے نکلا اور ان کے ہاتھوں قتل ہوا۔

مُرسِلُ الرِّیَاح: (لغ: ہواؤں کو بھیجنے والا)۔ مراد خدائے قادر و برتر۔ سورۂ اعراف (رکوع ۷) میں خدا کی صفات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وَھُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیَاحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ (اور وہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے اور وہ اس کی رحمت کی بشارت لے کر آتی ہیں)۔

مُرغِ سلیمانی: ہدہد جس نے حضرت سلیمان کو سبا کی ملکہ بلقیس کے بارے میں اطلاع دی تھی اور جس کے ذریعہ حضرت سلیمان نے بلقیس کو خط بھیجا تھا (دیکھیے سلیمان و بلقیس)۔

مُرغِ عیسیٰ: چمگادڑ کو کہا جاتا ہے جس کے بارے میں خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ نے معجزے کے طور پر مٹی کا بنا کر اس پر پھونک ماری تو اس میں جان پڑ گئی۔ بناتے وقت ان کو اس کی مقعد بنانے کا دھیان نہیں رہا، اسی لئے وہ منہ سے پاخانہ کرتی ہے۔

مروان بن حکم : معاویہ نے اسے مدینہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ خاندان بنی امیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ امام حسن کو زہر دلوانے اور اس کے لئے ذرائع پیدا کرنے میں بھی مروان کا ہاتھ تھا۔ یہ اُن لوگوں میں شامل تھا جو امام حسن کو رسول خدا کے پہلو میں دفن ہونے میں مزاحم ہوئے بعد میں جب یزید کا بیٹا معاویہ خلافت سے دست بردار ہو گیا تو مروان نے ۶۴ھ میں خلافت سنبھالی۔ یزید کی بیوہ اُم ہاشم سے اس نے شادی کی جس نے اس کو رمضان ۶۵ھ میں مار ڈالا۔ اس نے ۶۳ سال کی عمر پائی۔

مُرّہ بن قیس : کہا جاتا ہے کہ ایک مالدار کافر تھا جس کے بزرگوں میں سے کسی کو حضرت علی نے قتل کیا تھا۔ چنانچہ انتقام کے ارادے سے وہ سات ہزار کا لشکر لے کر نجف پہنچا اور چاہتا تھا کہ حضرت علی کے روضے کو کھودے کہ دو انگلیاں ذوالفقار کے مثل قبر سے نکلیں اور اس کی کمر پر ایسی پڑیں کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔

مریم : حضرت عیسیٰ کی والدہ۔ مریم کے والد کا نام عمران تھا۔ ان کی والدہ حنّہ کے اولاد نہ ہوتی تھی اس لئے انھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ ان کے جو بھی بچہ ہوگا اُسے وہ بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دیں گی جب مریم پیدا ہوئیں اور کچھ باشعور ہو گئیں تو انھیں ان کے خالو حضرت زکریا کی کفالت میں دے کر بیت المقدس کی خدمت پر مقرر کیا گیا۔ مریم بہت نیک اور پرہیز گار تھیں۔ چنانچہ غیب سے اُن کے کھانے پینے کا سامان مہیا ہوتا تھا۔ یہ اکثر چپ رہنے کا روزہ رکھتیں اور کسی سے بات نہ کرتیں۔ بعد میں حکم الٰہی سے بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ کی ماں بنیں۔ حضرت مریم کی پاک دامنی ضرب المثل ہے۔ (مزید دیکھئے

روح اللہ اور صوم مریم)۔

مریمِ ثانی: (۱) حضرت فاطمہ کا لقب ہے۔ (۲) کبھی کبھی امام حسین کی بہن حضرت زینب کے لئے بھی یہ لقب استعمال کیا جاتا ہے۔

مسجدِ اقصیٰ: دیکھئے بیت المقدس۔

مسجودِ ملائک: انسان جس کو خدا نے فرشتوں سے سجدہ کرایا (دیکھئے ابلیس و آدم)۔

مُسلم بن عقیل: امام حسین کے چچا زاد بھائی تھے۔ اہلِ کوفہ کے خطوط ملنے پر امام حسین نے انھیں اپنا نمائندہ بنا کر کوفہ بھیجا تاکہ حالات کا صحیح اندازہ کرکے اطلاع بھیجیں۔ کوفے میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن ابن زیاد کے ڈرانے دھمکانے پر یہ لوگ پلٹ گئے۔ مسلم نے ہانی بن عروہ کے یہاں پناہ لی۔ لیکن ابن زیاد نے حیلے سے ان کا پتہ چلا لیا۔ ابن زیاد نے جب ہانی کو قتل کرا دیا تو یہ محمد بن کثیر کے یہاں مقیم ہوئے۔ انھیں بھی ابن زیاد نے ہلاک کر دیا۔ بعد میں انھوں نے ایک ضعیفہ طوعہ کے یہاں پناہ لی لیکن اس کے بیٹے نے محمد بن اشعث کو خبر کر دی۔ وہ ایک جماعت لے کر آیا اور مسلم کو گرفتار کرنا چاہا۔ مسلم نے ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ لیکن زخمی ہوئے۔ ابن اشعث انھیں ابن زیاد کے پاس لایا۔ ابن زیاد نے مسلم کو بکیر ابن حمران کے سپرد کر دیا کہ وہ انھیں چھت سے نیچے گرا کر ہلاک کر دے۔ مسلم اپنے ساتھ اپنے دو کمسن بچوں (محمد اور ابراہیم) کو بھی کوفہ لائے تھے۔ انھیں حارث نے بیدردی سے قتل کیا۔ (دیکھئے فرزندانِ مسلم) ان کے ایک اور صاحبزادے عبداللہ کربلا میں شہید ہوئے۔

مُسلم بن عوسجہ: قبیلۂ بنو اسد سے تعلق رکھتے تھے اور کوفے کے ان بزرگوں میں سے تھے جنھیں اہلِ بیت سے گہری عقیدت تھی۔ صحابیٔ رسول تھے۔

آذربائیجان کی فتح میں شامل تھے۔ حافظِ قرآن تھے۔ ضعیف العمر اور سن رسیدہ تھے۔ معرکۂ کربلا میں شرکت کے وقت ان کی عمر نوّے سال کے قریب تھی۔ امام حسین کی حمایت میں انھوں نے کربلا میں بڑی پامردی سے جنگ کی۔ بالآخر انھیں عبدالرحمٰن بجلی اور مسلم ضبابی نے شہید کیا۔ وفات سے قبل حبیب بن مظاہر سے وصیّت کی کہ جب تک جان میں جان رہے، امام حسین کی نصرت و حمایت سے ہاتھ نہ اٹھانا بعض روایات کے مطابق، ان کے صاحبزادے نے بھی معرکۂ کربلا میں شہادت پائی۔

مسیح: حضرت عیسیٰ کا نام

مُشَبَّر: حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے صاحبزادے محسن کا نام۔ (دیکھیے محسن)۔

مشرم: یمن کے ایک زاہد و عابد بزرگ تھے جن کی عمر سو سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ انھوں نے حضرت ابوطالب کو حضرت علی کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔ (دیکھیے تحت "علی" ع)۔

مَشْعَر: وہ مقام جہاں حج کے دوران قربانی کی جاتی ہے اور سر کے بال منڈوائے جاتے ہیں۔

مشکل کشا: (لغ: مشکل حل کرنے والا) حضرت علی کا لقب ہے جن کا نام لینے سے بڑی سے بڑی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

مصحفِ فاطمہ: امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ رسولِ خدا کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ ۷۵ دن زندہ رہیں۔ آنحضرت کی وفات سے ان کو زبردست صدمہ تھا۔ جبرئیل آتے تھے اور ان کو تعزیت ادا کرتے تھے اور حضرت فاطمہ کے بعد ان کی ذریت پر جو گزرنے والی تھی اسے بیان کرتے تھے۔ حضرت علی اس کو لکھتے جاتے تھے یہی مصحف فاطمہ ہے۔

مصحفِ ناطق: (لغ: بولتا ہوا قرآن)۔ حضرت علی کا لقب ہے۔ حضرت علی کو علمِ قرآن پر پوری دستگاہ تھی اور آپ فرماتے تھے کہ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے متعلق میں یہ نہ جانتا ہوں کہ وہ کس بارے میں، کہاں اور کس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ محمد بن حنفیہ کا کہنا ہے کہ قرآن پاک میں مَنْ عِندَهٗ عِلْمُ الْكِتَاب (جس کے پاس اللہ کی کتاب کا علم ہے) حضرت علی کے متعلق اشارہ ہے (دیکھیے قُل کفیٰ)۔ اس لقب سے مراد ایک ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جس کا کلام آیات قرآنی کے مطابق ہو اور یہ صفت حضرت علی سے موزونیت رکھتی ہے۔

مصراع بن غالب: کہا جاتا ہے کہ اس نام کا ایک قوی ہیکل پہلوان یزیدی فوج میں شامل تھا۔ وہ حضرت علی اکبر کے مقابلے کے لیے نکلا اور ان کے ہاتھوں قتل ہوا۔

مُصطفیٰ: (لغ: برگزیدہ، منتخب)۔ رسول خدا کا لقب ہے۔

مصعب بن یزید ریاحی: حُر بن یزید ریاحی کے بھائی جو اپنے بھائی کی طرح عمرو بن سعد کا لشکر چھوڑ کر امام حسین کے رفقا میں شامل ہو گئے تھے اور حُر کے بعد شجاعت کے جوہر دکھا کر کربلا میں شہید ہوئے۔

مُطّلبی: مُطّلب بن عبد مناف کی اولاد۔ مطّلب رسول اکرمؐ کے پردادا (ہاشم) کے بڑے بھائی تھے انھوں نے ہی رسول خدا کے دادا (عبد المطّلب) کی پرورش کی تھی یہانتک کہ لوگ ان کا اصل نام شیبہ بھول کر انھیں عبد المطّلب کہہ کر پکارنے لگے تھے مطّلبی کبھی بنی ہاشم اور بنی امیہ کے جھگڑوں میں نہیں پڑے۔ لیکن وقت آنے پر مطّلبی ہمیشہ ہاشمیوں کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ جب رسول خدا

شعب ابی طالب میں محصور تھے تب بھی مطلبی ان کے ساتھ تھے
حارث بن مطلب کے تین بیٹے صحابہ میں سے تھے۔ ان میں سے عبیدہ
جنگ بدر میں شہید ہوئے اور طفیل و حصین ۳۲ھ تک زندہ تھے۔

مُظہرُ العجائب: (لغ: تعجب میں ڈالنے والی چیزوں کا ظاہر کرنے والا)۔
حضرت علی کا لقب ہے جن کی روحانی طاقت سے حیرت انگیز
چیزیں ظہور میں آئیں۔

معاویہ: ابوسفیان کے بیٹے اور خاندان بنو امیہ کے فرد تھے۔ ۸ھ
(۶۳۰ء) میں اپنے باپ کے ساتھ فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔
حضرت عمر اور حضرت عثمان کے عہد خلافت میں شام کے حاکم رہے۔ حضرت
علی کے عہد خلافت میں حضرت عثمان کے قصاص کو بنیاد بنا کر حضرت
علی سے جنگ کی۔ (دیکھئے صفین)۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد امام
حسن کے خلیفہ ہونے پر عراق پر چڑھائی کی۔ بالآخر ۴۱ھ (۶۶۱ء)
میں امام حسن سے صلح ہو گئی اور معاویہ نے خلافت سنبھالی۔ ۶۰ھ
(۶۸۰ء) میں معاویہ نے وفات پائی۔ اور اپنی زندگی ہی میں اپنے
بیٹے یزید کو اپنا ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔

مِعراج: (لغ: اوپر چڑھنا)۔ وہ واقعہ جس میں رسول اکرم کو عالم ملکوت
کی سیر کرائی گئی۔ اس واقعے کی تاریخ کے تعین میں راویوں کو کافی اختلاف
ہے۔ معتبر روایتوں پر قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ ہجرت سے ایک سے ڈیڑھ
سال قبل کا واقعہ ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ معراج ۲۷
رجب کی شب کو ہوئی۔ شب معراج رسول اکرم خانہ کعبہ میں استراحت
فرما رہے تھے کہ جبریل نازل ہوئے اور انکے ساتھ سواری کے لئے
براق تھا۔ براق پر سوار ہو کر آپ بیت المقدس تشریف لے گئے۔

وہاں دو رکعت نماز ادا کی پھر جبرئیل آپ کو لے کر آسمان پر چڑھے جہاں مختلف آسمانوں پر آپ مختلف نبیوں سے ملے۔ آپ سدرۃ المنتہی تک جبرئیل کے ساتھ پہنچے۔ اس سے آگے بڑھ کر آپ کو خدا سے قربت حاصل ہوئی اور خدا سے ہم کلامی کا شرف ملا۔ پھر آپ زمین پر تشریف لائے اور دوبارہ بیت المقدس داخل ہوئے یہاں نبیوں کا مجمع تھا۔ آپ نے نماز میں ان کی امامت فرمائی۔ پھر آپ خانۂ کعبہ واپس لوٹ آئے۔ (مزید دیکھئے قاب قوسین، براق، رفرف)۔

مَعصُومہ: حضرت فاطمہ کا لقب ہے جو کہ ہر گناہ سے پاک تھیں۔

مُعَلّمُ المَلکُوت: (لغ: فرشتوں کو پڑھانے والا) دیکھئے ابلیس

مَعَن: عرب کے ایک شخص کا نام جو اپنی سخاوت کے لئے مشہور تھا۔ اس کا شمار ممتاز خطیبوں میں بھی ہوتا ہے۔

مقام ابراہیم: کعبہ کے اندر وہ جگہ جہاں وہ پتھر لگا ہوا ہے جس پر چڑھ کر حضرت ابراہیم نے کعبہ کی دیواریں بنائی تھیں۔

مقام محمود: وہ مقام جہاں تک رسولِ خدا شب معراج پہنچے تھے۔

مقداد: عام طور پر مقداد بن اسود مشہور ہیں گو کہ ان کے والد کا نام عمرو تھا۔ اسود بن عبد یغوث نے ان کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ مقداد اکابر صحابۂ رسول میں سے ہیں اور ان سات افراد میں شامل ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حبشہ اور مدینہ کی ہجرتیں کیں۔ فن سپہ گری میں طاق تھے اور رسول خدا کے ساتھ ساری جنگوں میں شرکت کی۔ حضرت علی سے بھی بہت خصوصیت رکھتے تھے۔ ۷۰ سال کی عمر میں ۳۳ھ میں وفات پائی۔

مَلَکُ المَوت: (لغ: موت کا فرشتہ)۔ وہ فرشتہ جو انسانوں کی روح قبض

کرتا ہے۔ خدا کے اس مقرب فرشتے کا نام عزرائیل ہے۔

منا / منیٰ: کعبہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو قربانی کیلئے لٹایا تھا۔ اسی واقعے کی یادگار میں حج کرنے والے یہاں قربانی کرتے ہیں اور حج کے چند دوسرے اعمال بجا لاتے ہیں۔

مَنات: قدیم عرب کا ایک بُت جس کی پرستش اسلام سے پہلے کی جاتی تھی اوس اور خزرج کے قبیلوں کو اس بُت سے خصوصیت تھی اور وہ حج میں اسی کا طواف کرتے تھے۔ قریش بھی لات اور عزّیٰ کی طرح اس کی پرستش کرتے تھے اور حج میں ان تینوں کی جے پکارتے تھے۔ قریش ان تینوں بتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ان کا عقیدہ تھا کہ قیامت کے دن یہ اُن کی سفارش کریں گے۔ منات محض ایک چٹان تھی۔ اس پر کوئی شکل کندہ نہ تھی۔

مَنْ بَکیٰ: (لغ: جو رویا)۔ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے: مَنْ بَکیٰ عَلَی الحُسَینِ اَوْ اَبْکیٰ اَوْ تَبَاکیٰ فَلَہُ الجَنَّۃُ (جو حسین پر رویا یا رُلایا یا جس نے رونے پر اپنے آپ کو متوجہ کیا، اُس کے لئے جنّت ہے)۔

مَنْ رَاٰنِی: (لغ: جس نے مجھے دیکھا)۔ اس حدیث نبوی کی طرف اشارہ ہے: مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الحَقّ (جس نے مجھے دیکھا اُس نے ضرور خدا کو دیکھا)۔

مَنصُور: مشہور صوفی تھے جو ۲۴۴ھ کے قریب پیدا ہوئے۔ ان کا نام حسین بن منصور بیضاوی تھا مگر منصور حلاّج کے نام سے مشہور ہوئے پچاس سال ریاضت میں بسر کرنے کے بعد ایک دن جوش میں انھوں نے اَنَا الحَقّ (میں خدا ہوں) کہدیا۔ بغداد کے علمار نے ان کے

قتل کا فتویٰ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب انھیں سولی پر چڑھایا گیا تب بھی "انا الحق" کہتے رہے۔ جب جلاد نے ان کا سر قلم کیا تو خون کے ہر قطرے سے "انا الحق" کی صدا بلند ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ ان کی لاش جلادی گئی اور راکھ دجلہ میں بہادی گئی۔ پھر بھی "انا الحق" کی آواز آتی رہی۔

مَنْ عَرَفَ: (لغ: جس نے پہچانا)۔ حضرت علیؑ کا یہ قول مراد ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا)۔

مَنْ عَصَانِی: (لغ: جس نے میرا کہنا نہ مانا) حضرت ابراہیم کی اس دُعا کی جانب اشارہ ہے جو سورۂ ابراہیم (رکوع ۶) میں مذکور ہے۔ رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (اے پروردگار انھوں نے یعنی بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ اس لئے جس نے میری پیروی کی وہ بے شک مجھ سے ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے)۔

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا: سورہ نساء (رکوع ۱۳) کی اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ ہے: مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُہٗ جَھَنَّمُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیْمًا (جس نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا اس کا بدلہ جہنم ہے جہاں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور خدا ان پر عتاب اور لعنت بھیجے گا اور اُس نے ان کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے)۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ: (لغ: جس کا میں مولا ہوں علی بھی

اس کا مولا ہے)۔ رسول پاک جب اپنا آخری حج ادا کرکے ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ ھ کو غدیر خم کے مقام پر پہنچے تو آپ نے حضرت علی کی فضیلت میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اسے حدیث ولایت کہتے ہیں۔

منّ وسلویٰ: آسمان سے بنی اسرائیل کو بھیجی ہوئی نعمتیں۔ جب حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے ساتھ سمندر پار کرکے تیہ کی وادی میں پہنچے تو بنی اسرائیل ان سے کھانے کے طلب گار ہوئے۔ تب خدا نے ان کی جانب منّ و سلویٰ بھیجا۔ منّ سفید دانوں کے دانوں کی طرح شبنم کی صورت میں آسمان سے گری ہوئی ایک چیز تھی جو نہایت شیریں حلوے کے مانند تھی سلویٰ بٹیروں کے پرندے تھے جن کے غول کے غول تیز ہوا کے جھونکوں میں آکر زمین پر اُترتے اور اِدھر اُدھر پھیل جاتے تھے۔ بنی اسرائیل ان کو پکڑتے اور بھون کر کھاتے۔ بنی اسرائیل کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ خدا کی ان نعمتوں کا ذخیرہ نہ کریں۔ لیکن بنی اسرائیل نے ایک تو یہ شکایت کی کہ وہ ایک ہی قسم کی غذا کھاتے کھاتے اُکتا گئے ہیں اور انھیں دوسری ترکاریاں وغیرہ کھانے کو چاہیئے۔ پھر انھوں نے منّ و سلویٰ کو بھی جمع کرکے رکھنا شروع کیا۔ چنانچہ یہ نعمتیں بنی اسرائیل پر نازل ہونا بند ہو گئیں۔

منیژہ / منیشرہ: افراسیاب کی پری چہرہ لڑکی تھی جس پر رستم کا بھانجہ، بیژن جو خود ایک زبردست پہلوان تھا، فریفتہ ہو گیا تھا۔ منیژہ بیژن کو اپنے محل میں لے آئی لیکن افراسیاب کو پتہ چل گیا اور اس نے بیژن کو ایک تاریک کنوئیں میں قید کر دیا۔ اور منیژہ کو گھر سے نکال دیا۔ منیژہ بھیک مانگتی اور بیژن کو کنوئیں میں کھانا پہنچاتی۔

مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا: (لغ: مرجاؤ قبل اس کے کہ تم کو موت آئے)۔ اس قول کی جانب اشارہ ہے: مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا لِتَحْیٰوا ...

اَبَدِیَّہ" (مرجاؤ اس سے قبل کہ تم کو موت آئے تاکہ تم ابدی زندگی حاصل کرسکو)۔ مُراد یہ ہے کہ جسمانی موت سے قبل انسان اپنے ناجائز جسمانی تقاضوں کو ترک کرکے روحانی تقاضوں کو اپنالے۔ اس طرح اپنی نفسانی خواہشوں کو مار کر انسان ابدی زندگی حاصل کرے۔

مُوسیٰ: مشہور پیغمبر جو بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے۔ ان کا لقب کلیم اللہ ہے کیونکہ انھیں وادیٔ ایمن میں خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا۔ اور کوہ طور پہ دیدار الہٰی نصیب ہوا۔ فرعون نے بنی اسرائیل کو ہر طرح کے ظلم وستم کا نشانہ بنا رکھا تھا۔ اس سے نجات پانے کے لئے حضرت موسیٰ اپنی قوم کو مصر کے باہر لے گئے۔ خدا نے ان کے لئے سمندر پایاب کردیا فرعون نے ان کا تعاقب کیا لیکن اپنی فوج سمیت غرق ہوگیا۔ فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کرنے کے لئے خدا نے انھیں دو معجزے دیئے تھے ایک تو ید بیضا یعنی جب یہ اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال کر باہر نکالتے تو وہ روشن ہوجاتا۔ دوسرے ان کا عصا سانپ کی شکل اختیار کرلیتا اور جادوگروں کے سانپوں کو کھا جاتا۔ (مزید دیکھیے۔ ابن عمران، ارنی، آسیہ، اعجاز موسوی، ایمن، بنی اسرائیل، تابوت سکینہ، توراۃ، بہار طور، عصائے موسیٰ، شعلۂ طور، فاخلع نعلیک، فرعون، کفِ موسیٰ، کلثوم، رددناہ الی امہ، کلیم اللہ، قارون، منّ وسلویٰ، ھذا فراق بینی و بینک، ید بیضا)۔

موسیٰ کاظم: ساتویں امام ہیں۔ امام جعفر صادق کے صاحبزادے۔ موسیٰ نام۔ کاظم، صابر، صالح، امین القاب اور کنیت ابوالحسن تھی۔ والدہ کا نام حمیدہ بربریہ تھا۔ ۷ صفر ۱۲۸ھ کو ولادت ہوئی۔ آپ کے زمانے میں ہارون رشید خلیفہ تھا جس نے آپ کو بغداد میں قید رکھا یہاں تک کہ

آپ کو زہر دے کر شہید کیا۔ آپ نے ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو وفات پائی
کاظم اس لیے مشہور ہوئے کہ نہایت حلیم الطبع تھے اور جو لوگ آپ کے
ساتھ زیادتی کرتے تھے ان کو بھی معاف کر دیا کرتے تھے۔

مہدی: بارھویں امام ہیں۔ امام حسن عسکری کے صاحبزادے۔ محمد نام۔ مہدی
صاحب العصر، صاحب الزماں، حجۃ اللہ، منتظر، قائم، امام عصر، امام زماں
القاب۔ آپ کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو ہوئی۔ آپ نو سال کی
عمر میں لوگوں کی نگاہ سے غائب ہو چکے ہیں مگر زندہ ہیں۔ قیامت کے
قریب ظاہر ہوں گے اور ایک بار پھر دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔

مہرِ فاطمہ: روایت میں ہے کہ رسولِ پاکؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ کا عقد
خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کے ساتھ ہوا تھا اور خدا نے روئے زمین کے
کل دریا، نہریں، چشمے اور سب کچھ حضرت فاطمہ کے مہر میں دے دئے تھے۔

مُہرِ نبوّت: رسولِ خداؐ کے دونوں شانوں کے درمیان تھوڑا سا گوشت اُبھرا
ہوا تھا جو کہ بعض روایات کے مطابق کبوتر کے انڈے کے برابر سرخ رنگ
کا تھا۔ اس پہ تلوں، بالوں اور چند مساموں کی مجموعی ترتیب سے کلمۂ طیبہ
کی عبارت ترتیب پاتی تھی۔

مہِ کنعاں: (لغ: فلسطین کا چاند)۔ حضرت یوسفؑ کا لقب ہے۔

میثم: حضرت علیؑ کے بہترین اصحاب اور اہل کوفہ میں سے تھے۔ ان کا خاندان
بیت التمارین (کھجوروں والا گھرانہ) مشہور تھا اس لئے یہ میثم تمار
مشہور ہوئے۔ حضرت علیؑ نے ان کے بارے میں پیشین گوئی کی تھی
کہ بنی امیہ کا حاکم ابن زیاد ان کو حضرت علیؑ کو برا بھلا کہنے کے لئے
کہے گا۔ اور جب وہ اس سے انکار کریں گے تو وہ ان کے ہاتھ پاؤں
اور زبان کاٹ دے گا اور انھیں سولی پہ لٹکا دے گا۔ حضرت علی

اس کھجور کے درخت کا بھی پتہ دیا تھا جس پر مسیح کو سولی دی جائے گی

یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ہوئی۔

میزاب : (لغ : پرنالہ) خانہ کعبہ کا پرنالہ۔ خانہ کعبہ کے مغربی حصہ میں چھت کی چوٹی سے تقریباً دو فیٹ نیچے یہ ایک پرنالہ ہے جس سے چھت پر اکٹھا ہونے والا پانی صحن کعبہ میں گرتا ہے۔ یہ تقریباً چار فیٹ لمبا اور چھ انچ چوڑا ہے۔

میزان : وہ ترازو جو حشر کے دن لوگوں کے اعمال تولنے کے لئے لگائی جائے گی۔ سورۂ انبیاء (رکوع ۴) میں خدا نے کہا ہے : وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا۔ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا۔ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ (اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو میں لگا دیں گے پھر کسی بھی جان پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اس کو لے آئیں گے اور ہم کافی حساب کرنے والے ہیں)۔

میکائیل : خدا کے چار مقرب فرشتوں میں سے ایک فرشتہ جو مخلوقات کو رزق پہنچانے پر مامور ہے۔

ن

نادعلی : ایک دعا ہے جس کے پڑھنے سے خوف دور ہو جاتا ہے۔ اور آفتوں سے نجات ملتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ اُحد یا فتح خیبر کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔ پوری دعا یہ ہے۔

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ ۔ تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ

کُلَّ ھَمٍّ وَّ غَمٍّ سَیَنْجَلِیْ ‌‌ بِنُبُوَّتِکَ یَا مُحَمَّدُ بِوَلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ

(اے محمدؐ تم علیؑ کو پکارو کہ وہ مظہر العجائب ہیں۔ تم ان کو مصیبتوں کے وقت اپنا ناصر و غمگسار پاؤ گے۔ قریب ہے کہ ہر مصیبت و غم زائل ہو جائے بسبب تمھاری نبوت کے اے محمدؐ اور بہ سبب تمھاری ولایت کے اے علیؑ)۔

ناس: (لغ: لوگ)۔ قرآن مجید کا آخری لفظ ہے۔ قرآن کی آخری سورۃ کا نام بھی سورۂ ناس ہے۔

نافع بن بلال: نافع بن ہلال بجلی اہل کوفہ میں سے تھے اور قاری قرآن اور حامل حدیث تھے۔ ابن زیاد کی شدید ناکہ بندیوں کے باوجود یہ امام حسینؑ کی حمایت کے لئے کوفے سے نکل پڑے اور امام حسینؑ سے عذیب الہجانات کے مقام پہ آملے۔ کربلا میں پانی کی ناکہ بندی کے پہلے دن جب امام حسینؑ نے اپنے بھائی عباسؑ کو تیس سواروں اور بیس پیادوں کے ساتھ پانی لینے بھیجا تو نافع علم لئے سب سے آگے تھے۔ دریا پہ سخت پہرہ بیٹھا تھا اور اس کی نگرانی نافع کا چچازاد بھائی عمرو بن حجاج کر رہا تھا۔ جب عمرو کے آدمیوں نے مزاحمت کی تو نافع اور حضرت عباسؑ نے جم کر مقابلہ کیا۔ معرکۂ کربلا میں نافع نے اپنے زہر آلود تیروں سے بارہ آدمیوں کو ہلاک کیا۔ مقابلہ کرتے ہوئے ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ شمر ان کو پکڑ کر عمرو بن سعد کے سامنے لے گیا اور اس کے سامنے انھیں قتل کیا۔ بعض مورخین نے ان کا نام ہلال بن نافع بتایا ہے اور نافع بن ہلال ان کے صاحبزادے کا نام بیان کیا ہے جو کہ ان کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔

ناقۂ صالح: (لغ: حضرت صالحؑ کی اونٹنی)۔ یہ اونٹنی خدا کی نشانیوں میں سے تھی جو حضرت صالحؑ کی دعا سے پہاڑ میں سے پیدا ہوئی تھی اور جسے

قوم ثمود نے ہلاک کر دیا اور عذاب میں مبتلا ہوئے۔ (دیکھئے صالح)۔
نامۂ اعمال: وہ تحریر جس میں وہ ساری نیکیاں اور بدیاں درج ہوں گی جو انسان ساری عمر کرتا رہتا ہے۔ اس کے لکھنے کے لئے ہر شخص پر دو فرشتے مقرر ہیں (دیکھئے کراماً کاتبین)۔ قیامت کے دن جب حساب و کتاب کا وقت آئے گا تو ہر ایک کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا۔ مومنین کو ان کا نامۂ اعمال سامنے کے رخ سے اور داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور کفار کو پشت کی طرف سے بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ اسی اعمال نامے کی بنا پر حساب کتاب شروع ہوگا۔
نجران والے: نجران، یمن اور نجد کے درمیان واقع ایک علاقہ ہے۔ یہاں عیسائی قبیلوں کی آبادی تھی۔ یہیں کے چند مسیحی رسول خدا سے مباہلے کے لئے آئے تھے۔ (دیکھئے مباہلہ)
نجف: عراق کا ایک شہر ہے جہاں حضرت علیؓ کا مزار ہے۔ اسی نسبت سے حضرت علیؓ کے لئے "شاہ نجف" کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔
نُجُومُ انْکَدَرَتْ: (لغ: ستارے دھندلے ہو جائیں گے)۔ سورۂ تکویر کی ان ابتدائی آیتوں کی طرف اشارہ ہے جن میں قیامت کے روز کا سماں بیان کیا گیا ہے: اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ۔ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ۔ (جب سورج کی دھوپ ڈھپ جائے گی اور جب تارے دھندلے ہو جائیں گے)۔
نَحْنُ اَقْرَبُ: (لغ: ہم زیادہ قریب ہیں)۔ سورۂ آل عمران (رکوع ۱۱) کی اس آیت قرآنی کا جزو ہے نَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (ہم رگ جاں سے زیادہ قریب ہیں)۔ مزید دیکھئے حبل الورید۔
نخلِ ایمن، نخلِ طور: وادیٔ ایمن کا وہ درخت جس پاس حضرت موسیٰ کے

سامنے خدا کی تجلّی کا ظہور ہوا۔ (مزید دیکھئے ایمن اور شجرِ ایمن)۔

نریمان: ایران کے ایک مشہور پہلوان کا نام جو کہ تہرمان کا بیٹا اور رستم کا پردادا تھا۔ رستم سے نریمان تک کا سلسلۂ نسب یہ ہے۔ رستم بن زال بن سام بن نریمان۔

نسر: (لغ، گِدھ)۔ ایک بت تھا جو اسلام سے پہلے حمیر کا خاندان ذوالکلاع پوجتا تھا۔ اس کی شکل ایک پرندے کی سی تھی۔

نصرانی: عیسائی۔ حضرت عیسیٰ کے پیرو۔ وجہ تسمیہ (۱) وہ گاؤں جہاں حضرت عیسیٰ نے پرورش پائی اس کا نام ناصرہ تھا۔ اس وجہ سے حضرت عیسیٰ کے پیرو نصاریٰ کہلائے۔ یا (۲) حضرت عیسیٰ شام کے ایک گاؤں سے نکلے تھے جس کا نام نصوریہ یا ناصرہ تھا۔ یا (۳) حضرت مریم مصر سے لوٹ کر اس مقام پر ٹھہری تھیں۔ یا (۴) یہاں کے لوگوں نے حضرت عیسیٰ کی مدد کی تھی۔

نُصیر: کہا جاتا ہے کہ نُصیر حضرت علی کے زمانہ خلافت میں ایک شخص تھا جو آپ کو خدا کہتا تھا۔ آپ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ لیکن یہ قتل ہونے کے بعد پھر زندہ ہو گیا۔

نُصیری: ایک فرقہ ہے جو نُصیر سے منسوب ہے اور حضرت علی کو خدا سمجھتا ہے اس فرقے کا بانی محمد بن نصیر فہری نمیری تھا جو امام حسن عسکری کے زمانے میں ایک غالی شخص تھا۔ آواگون کا قائل تھا اور ائمہ کو خدا کہتا تھا۔

نضر بن خرشہ: یزیدی لشکر کے سرداروں میں سے تھا۔ ابن زیاد نے اس کو دو ہزار سوار دے کر کربلا روانہ کیا تھا۔

نظامی: فارسی کا مشہور شاعر۔ نام حکیم ابو محمد الیاس بن یوسف۔ ۵۳۵ھ میں آذربائیجان کے نواح میں گنجہ کے مقام پر پیدا ہوا۔ اسی مناسبت سے

نظامی گنجوی مشہور ہوا۔ اس کی شہرت کی بنیاد اس کی کتاب خمسہ یا پنج گنج پر ہے جس میں یہ پانچ مثنویاں شامل ہیں، مثنوی مخزن الاسرار خسرو شیریں، لیلیٰ مجنوں، ہفت پیکر اور سکندر نامہ۔ اسی بنا پر اس کا شمار فارسی کے بڑے داستان سرا شعراء میں ہوتا ہے۔ ۵۹۹ء میں وفات پائی۔

نعمان بن بشیر: حکومت بنی اُمیہ کی طرف سے کوفے کے حاکم تھے۔ مسلم بن عقیل جب امام حسینؑ کا خط لے کر کوفے پہنچے اور ان کے ہاتھ پر اہلِ کوفہ نے بیعت کی تو نعمان نے کوئی خاص تعرّض نہیں کیا گو کوفیوں کو حکومت کی مخالفت سے مطلع کیا۔ یزید کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے نعمان کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو حاکم کوفہ مقرر کیا۔ یہ ۶۴ھ میں قتل کر دیئے گئے۔

نعمان بن عمرو راسبی: شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ حضرت علیؑ کے ساتھ جنگ صفین میں شامل تھے۔ عمرو بن سعد کے ساتھ یزیدی فوج میں آئے تھے لیکن جب اس نے امام حسینؑ کی شرطوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ تو یہ رات کے وقت اپنے بھائی حلاس کے ہمراہ امام حسینؑ سے آملے۔

نَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ: (لغ: میں نے اُس میں اپنی روح پھونک دی)۔ حضرت آدمؑ کی تخلیق کے بارے میں خدا قرآن حکیم (سورہ ص رکوع ۵) میں یہ ارشاد فرماتا ہے: اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ۔ فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَنَفَخْتُ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدِیْنَ۔ (جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں ایک انسان کو مٹی سے بناتا ہوں اور پھر جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کے آگے

سجدے میں گر پڑو)۔ اسی مضمون کی ایک آیت سورۂ حجر (رکوع ۳) میں ہے۔

نفسِ رسول: حضرت علیؑ کا لقب۔ (دیکھیے اَنفُسَنا وَ اَنفُسَکُم)۔

نفسِ مُطْمَئِنَّہ: اللہ کے فرمانبردار لوگ جنھیں دوزخ کے عذاب کا اندیشہ نہیں اور جو خدا کے انعام پر مطمئن ہیں۔ نفسِ مطمئنہ کے مالک ہیں۔ دیکھیے سورۂ فجر کی آخری آیات: یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (اے اطمینان والی روح تو اپنے رب کی طرف چل اس طرح کہ تو اُس سے خوش ہو اور وہ تجھ سے خوش)۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت کردارِ حسینیؑ سے تعلق رکھتی ہے۔ تصوف کی اصطلاح میں نفسِ مطمئنہ سے مراد وہ نفس ہے جو بُری عادتوں سے پاک صاف ہو اور خدا کی قربت حاصل کر کے مطمئن ہو جائے۔ (دیکھیے سورۂ فجر اور والفجر)۔

نقی: دسویں امام۔ (دیکھیے علی نقی)۔

نکیرین: منکر اور نکیر دو فرشتے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ مُردے کو قبر میں رکھتے ہی سوال جواب کرنے آ پہنچتے ہیں اور اس سے خدا اور اس کے رسولؐ کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ اگر مُردہ مومن ہے تو وہ اس کی قبر کو کشادہ کر دیتے ہیں اور اگر وہ کافر ہے تو اس کی قبر کو تنگ اور اس پر دائمی عذاب مسلّط کر جاتے ہیں۔

نمازِ جعفرِ طیّار: ایک سُنّتی نماز ہے۔ رسولِ خدا نے یہ نماز پہلے حضرت جعفرِ طیارؑ کو تعلیم کی تھی۔ یہ نماز چار رکعت کی دو سلاموں کے ساتھ ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ زلزال (اذا زلزلت)، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ عادیات (والعادیات)، تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورۂ نصر (اذا جاء) اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ) پڑھی جاتی ہے۔

نمازِ خوف : میدان جنگ میں اس حالت میں کہ دشمن سر پہ ہو اور نماز کا وقت آگیا ہو تو، سوار یا پیدل، قبلے کی طرف منہ کر کے یا نہ کر کے کسی حالت میں بھی نماز اشاروں سے ادا کی جا سکتی ہے۔ کئی فقہا اس نماز کو ایک رکعت بتاتے ہیں۔

نمرُود : ایک سرکش اور جابر بادشاہ جو حضرت ابراہیم کے زمانے میں تھا۔ اور اپنے آپ کو خدا سمجھتا تھا۔ اسی کے حکم سے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔ یہ آگ اس قدر زبردست تھی کہ پرندے تک اس کے اوپر سے نہیں اڑ سکتے تھے اور اس کی تپش سے چار چار فرسنگ تک کوئی جاندار قریب نہیں آ سکتا تھا۔ حضرت ابراہیم کو اس آگ میں منجنیق کے ذریعہ پھینکا گیا تھا۔ لیکن جب حضرت ابراہیم اس آگ میں پہنچے تو خدا نے اس کو گلزار بنا دیا۔

نمرود نے خدا تک پہنچنے کے لئے ایک مینار بھی تعمیر کرانا شروع کیا تھا لیکن وہ ناکام ہوا۔ آخر میں اس کے دماغ میں ایک مچھر چڑھ گیا جس کی وجہ سے وہ ایک طویل عرصے تک شدید اذیت میں مبتلا رہا اور بالآخر اسی عذاب میں فوت ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ حکماء نے نمرود کے لئے سات طلسم تیار کئے تھے۔ ان میں سے ایک ایسا حوض بھی تھا جس میں نمرود اور اس کے درباری شراب اور دوسری چیزیں جام بھر بھر کر ڈالتے تھے اور بعد میں جب وہ اپنے جام پھر سے حوض میں سے بھرتے تو وہی چیز واپس نکل آتی تھی۔

نوح : خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔ انھوں نے ایک طویل عرصے تک اپنی قوم کو خدا کا پیغام پہنچایا۔ لیکن وہ لوگ بھلائی کی طرف نہیں آئے اور سوائے ۸۰ آدمیوں کے کسی نے ایمان قبول نہ کیا۔ تب حضرت نوح نے

تنگ آکر اپنی قوم کے لئے بد دعا کی۔ خدا نے پانی کا طوفان بھیجا۔ حضرت نوح کو پہلے سے خبر کر دی گئی تھی۔ ہدایت الٰہی کے مطابق انھوں نے ایک کشتی تیار کی۔ اس میں ٨٠ ایمان والوں کے علاوہ ہر جانور کا ایک ایک جوڑا رکھا تاکہ طوفان کے بعد ان جانوروں کی نسل چلے۔ آغاز طوفان کے وقت کوفہ کے مقام پر ایک بڑھیا کے تنور سے پانی اُبلنا شروع ہوا اور آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہوئی۔ حضرت نوح کے پیرو اس کشتی میں سوار ہو گئے لیکن ان کا بیٹا کنعان (یا مام) نافرمان اور سینہ زور تھا۔ وہ کشتی میں نہ آیا اور طوفان میں غرق ہوا۔ طوفان چھ ماہ تک رہا بالآخر ١٠ محرم کو کشتی کوہ جودی پر جا کر رکی۔ حضرت نوح نے طویل عمر پائی اور کہا جاتا ہے کہ ٦٠٠ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بعض دوسری روایات کے مطابق وہ ١٤ سو سال زندہ رہے۔ حضرت نوح خدا کے حضور میں بہت گریہ و زاری کیا کرتے تھے۔ اس لئے گریۂ نوح مشہور ہے۔

نُورٌ علیٰ نور: (ع، نور بالائے نور) سورۂ نور کی ان آیات میں سے ایک ہے (رکوع ۵)۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ۔ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ۔ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ۔ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (اللہ زمین و آسمان کا ایک نور ہے اس نور کی طرح جو ایک ایسے طاق میں ہے جس میں ایک چراغ ہے، چراغ ایک شیشے میں رکھا ہے۔ گویا وہ ایک چمکتا ہوا تارہ ہے اور اس میں ایک برکت والے درخت زیتون کا تیل جلتا ہے۔ جو نہ سورج

نکلنے کی طرف ہے اور نہ ڈوبنے کی طرف۔ ایسا لگتا ہے کہ تیل جل اٹھنے کے قریب ہی ہے اور اس نے ابھی آگ نہیں پکڑی ہے۔ نور بالائے نور، خدا جس کو چاہتا ہے اپنے نور سے ہدایت دیتا ہے)۔ ان آیات کی تفسیر کے سلسلہ میں امام باقر سے روایت ہے کہ چراغدان سے مراد حضرت فاطمہ ہیں اور "شجر مبارکہ" سے حضرت ابراہیم۔ "لا شرقیہ ولا غربیہ" سے یہ مراد ہے کہ حضرت فاطمہ نہ تو یہودیہ تھیں اور نہ نصرانیہ اور "نورٌ علیٰ نور" سے مراد ہے کہ ان سے امام کے بعد امام پیدا ہوتا رہے گا اور اللہ اپنے نور سے جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔

نورِ محمدی: کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم کی پیدائش سے چار ہزار سال قبل خدا نے ایک ہی نور سے رسولِ خدا اور حضرت علی کو پیدا کیا تھا۔ بعد میں یہ نور حضرت آدم کی صلب میں منتقل ہوا اور ایک صلب سے دوسری صلب میں منتقل ہوتا ہوا یہ نور عبدالمطلب تک پہنچا۔ پھر خدا نے اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصّے کو عبداللہ (رسولِ خدا کے والد) اور دوسرے کو ابوطالب (حضرت علی کے والد) کی صلب میں منتقل کر دیا۔ اور اس طرح خدا نے رسولِ اکرم اور حضرت علی کو ایک ہی نور سے پیدا کیا۔

نوشابہ: ملک بروع کی ملکہ تھی جس کے دربار میں سکندر قاصد بن کر گیا تھا۔

نوشاہ: امام حسین کے بھتیجے حضرت قاسم بن حسن کی طرف کنایہ ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ معرکۂ کربلا سے ایک دن قبل ہی انکی شادی امام حسین کی صاحبزادی فاطمہ کبریٰ سے ہوئی تھی (دیکھئے قاسم)

نوشیرواں: قدیم ایران کے ساسانی خاندان کا بیسواں بادشاہ تھا۔ قباد کا بیٹا تھا۔ ۵۳۱ء میں تخت کا مالک ہوا۔ شہنشاہ روم پر فتح پائی۔

بغداد اپنا پایۂ تخت مقرر کیا۔ مزدک کو قتل کیا اور اس کی تحریک کو کچل دیا۔ نہایت عادل اور منصف بادشاہ تھا۔ اسی لئے اس کو نوشیروانِ عادل کہا جاتا ہے اور اس کے عدل و انصاف کے افسانے ادبی روایت کا جزو بن چکے ہیں۔ ۴۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۵۷۹ء میں فوت ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا ہرمز چہارم تخت نشین ہوا۔ رسولِ خدا کی پیدائش کے وقت نوشیرواں ہی ایران کا بادشاہ تھا۔

نوفل : یزیدی فوج کا ایک سردار اور ازرق شامی کا بیٹا تھا۔ ان یزیدیوں میں سے تھا جنھوں نے فرات کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ حضرت عباس علمدار جب پانی لینے گئے تو نوفل نے ان پر بھرپور وار کیا تھا۔

نوفل بن مزاحم : قبیلۂ حمیر سے تعلق رکھتا تھا اور یزیدی فوج میں شامل تھا اس نے عبداللہ بن مسلم پر حملہ کیا تھا۔

نون والقلم : قرآن حکیم کی سورۂ قلم کی ابتدا اس آیت سے ہوتی ہے۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ (نون۔ قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ فرشتے لکھتے ہیں) نون حروف مقطعات میں سے ہے جس کے صحیح معنوں کے بارے میں خدا اور رسول کے علاوہ کسی کو کچھ علم نہیں۔ مفسرین میں سے بعض نون سے مچھلی کے معنی لیتے ہیں اور وہ مچھلی مراد لیتے ہیں جس کی پشت پر وہ گائے کھڑی ہے جو اپنے سینگوں پر زمین کو تھامے ہوئے ہے۔ دوسرے مفسرین کے نزدیک نون سے مراد دوات ہے۔ چند مفسرین اس سے نور کی تختی کا مفہوم لیتے ہیں۔ (مزید دیکھئے قلم)۔

نہر علقمہ : دیکھئے علقمہ۔

نہروان (جنگ) : یہ جنگ ۳۸ھ میں حضرت علی اور خارجیوں کے درمیان ہوئی۔ خارجیوں نے حضرت علی کی بیعت سے الگ ہو کر عبداللہ بن وہب

راسبی کے ہاتھ پر بیعت کرلی تھی اور کوفے، بصرہ اور مدائن وغیرہ میں اس فرقے کے جتنے لوگ موجود تھے وہ سب ایک ایک کرکے نہروان میں جمع ہوئے اور ملک میں عام طور پر قتل وغارت کا بازار گرم کردیا۔ چنانچہ حضرت علیؑ نے ان کی طرف پیش قدمی کی۔ عبداللہ بن وہب نے چار ہزار خارجیوں کے ساتھ مقابلہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس مقابلہ میں سوائے سات کے سارے خارجی مارے گئے۔

نینویٰ: دریائے فرات کے کنارے ایک چھوٹی بستی جس کے نزدیک وہ ویران میدان ہے جہاں امام حسینؑ شہید ہوئے۔ اسی مناسبت سے کربلا کے اس میدان کو کبھی کبھی نینویٰ بھی کہا گیا ہے۔ ایک روایت میں بیان کیا جاتا ہے کہ جب حضرت علیؑ صفین جا رہے تھے تو نینویٰ کی طرف سے گذر ہوا اور آپ کو رسولؐ خدا کا ارشاد یاد آیا کہ انھیں حضرت جبرئیلؑ نے خبر دی کہ حسینؑ ساحلِ فرات پر قتل ہوں گے اور انھوں نے امام حسینؑ کی قبر کی ایک مٹھی خاک بھی رسولؐ خدا کو دی تھی جس پر آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئی تھیں۔

و

واجب الوجود: خدا۔ وہ ذات جس سے وجود کی صفت الگ نہیں ہوسکتی۔ جو ہمیشہ موجود تھی اور ہمیشہ موجود رہے گی۔

وادی السلام: نواحِ نجف میں ایک وسیع میدان ہے جس کی خاک میں زائرین دُرِّ نجف تلاش کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس میدان میں آتی

پیغمبروں کے مزار ہیں۔ اس لئے وہاں دفن ہونا باعثِ نجات سمجھا جاتا ہے۔

وَادِیُ النَّمْلِ / وادیٔ نملہ: (لغ: چیونٹیوں کی وادی)۔ وہ وادی جہاں حضرت سلیمان کو چیونٹیاں ملی تھیں تفصیل کے لئے دیکھئے سلیمان۔

وَاعْتَصِمُوْا: (لغ: اور پکڑ لو)۔ دیکھئے جبل متین۔

واقعۂ قرطاس: رسولِ خدا نے اپنی آخری بیماری میں اپنی وفات سے تین روز قبل کاغذ، قلم اور دوات طلب فرمایا تاکہ ایسی بات لکھوا دیں جس کے بعد لوگ گمراہ نہ ہوں۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر نے اس سے اختلاف کیا اور ایسا نہ ہونے دیا اور کہا: اِنَّ الرَّجُلَ لَیَھْجُر، حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ (یہ شخص ہذیان بک رہا ہے۔ ہمیں تو خدا کی کتاب کافی ہے)۔

واقعۂ کربلا: دیکھئے کربلا۔

وَالسَّمَاءِ: (لغ: قسم ہے آسمان کی)۔ دو سورتیں والسماء سے شروع ہوتی ہیں۔ سورۂ بروج اور سورۂ طارق۔ جن کی پہلی آیات یہ ہیں۔ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ (قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں) اور وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ (قسم ہے آسمان کی اور اندھیرا پڑے آنے والے کی)۔

وَالشَّفْعِ: (لغ: قسم ہے جفت کی)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے والفجر۔

وَالْعَادِیَات: قرآن مجید کی سووِیں سورۃ۔ اس کے نزول کے بارے میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ سورۃ جنگ وادی رمل کے موقع پر ۹ھ میں اتری۔ دشمن کے مقابلے کے لئے رسولِ خدا نے یکے بعد دیگرے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور عمرو بن عاص کو بھیجا مگر وہ سب ناکام واپس ہوئے۔ آخر میں آپؐ نے حضرت علی کو مامور کیا۔ وہ اپنی سپاہ کو رات کی تاریکی میں خاموشی کے ساتھ ایک خفیہ راستے سے لے گئے اور دشمن پر اچانک ٹوٹ پڑے اور دشمن نے راہِ فرار اختیار کی۔

وَالْعَصْرِ : (لغ: قسم ہے زمانے کی)۔ قرآن کی ۱۰۳ ویں سورۃ۔ وَالْعَصْرِ
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (قسم ہے زمانہ کی کہ انسان
نقصان میں ہے سوائے اُن لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنھوں نے
نیک کام کیے اور ایک دوسرے کو سچائی اور صبر کی وصیت کی۔
حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نقصان اُٹھانے والے انسانوں
سے مراد ابوجہل اور ایمان لانے والے اور صبر کی تلقین کرنے والے انسان
سے مُراد حضرت علی ہیں۔

وَالْفَجْرِ : (لغ: قسم ہے صبح) قرآن حکیم کی ۸۹ ویں سورۃ۔ اس سورۃ کی
آیت وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (قسم ہے جُفت اور طاق کی) کے بارے میں
امام حسین سے روایت ہے کہ جفت سے امام حسن اور امام حسین اور طاق
سے حضرت علی مراد ہیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ یہ سورۃ امام حسین کی
سورۃ ہے اور خاص طور پر اس کی آخری آیات کردارِ حسینی سے تعلق
رکھتی ہیں۔ (دیکھئے نفس مطمئنہ)۔

وَاللَّیْلِ : (لغ: قسم ہے رات کی) قرآن کی ۹۲ ویں سورۃ کی ابتدا۔
اس سورۃ کو بھی سورۂ لیل کہتے ہیں۔

وَالنَّاسِ : (لغ: اور لوگ)۔ قرآن مجید کا آخری لفظ۔ قرآن کی آخری
سورۃ جسے سورۂ ناس کہتے ہیں ان الفاظ پر ختم ہوتی ہے: مِنَ
الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (جنوں اور انسانوں میں سے)۔

وَالنَّجْمِ : (لغ: قسم ہے ستارے کی)۔ قرآن کی ۵۳ ویں سورۃ، سورۂ نجم
مُراد ہے جس کی ابتدائی آیتوں میں واقعۂ معراج کے اسرار پر سے
کچھ پردہ اٹھایا گیا ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق اس سورہ کی پہلی آیت وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی (قسم ہے ستارے کی جب کہ وہ ٹوٹا، تمھارا سردار نہ گمراہ ہوا اور نہ بھٹکا) میں ستارے سے مراد وہ ستارہ ہے جو ٹوٹ کر حضرت علی کے گھر میں گرا۔ (ملاحظہ فرمائیے تحت علی ۲۷) اور جس کو رسولِ خدا نے ان کے وصی ہونے کی نشانی بتایا۔ مگر لوگوں نے اس پر اعتراض کیا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک اور روایت میں کہا گیا ہے کہ یہ آیتیں اُس وقت نازل ہوئیں، جب کہ رسول اکرم نے حضرت علی کے علاوہ ان سب لوگوں کے دروازوں کو بند کروا دیا جو کہ مسجد نبوی میں کھلتے تھے۔ اس پر بعض صحابہ کو شکایت پیدا ہوئی۔ چنانچہ رسولِ اکرمؐ نے سب کو طلب فرمایا اور ایک بلیغ خطبہ دیا اور یہ آیات سنائیں۔

وَالْوَتْرِ : (لغ : قسم ہے طاق عدد کی)۔ دیکھئے وَالْفَجْر۔

وامق : عرب عاشق جو عذرا سے محبت کرتا تھا۔ دونوں کے خاندانوں نے ان کی محبت میں رکاوٹیں پیدا کیں اور یہ ناکام و نامراد رہے۔

وَاِنْ یَکَادُ : دیکھئے اِنْ یَّکَاد۔

وائل : دیکھئے سحبانِ وائل۔

وَحْیٌ یُّوْحٰی : (لغ : وہ خدا کا پیغام جو وحی کے ذریعہ بھیجا گیا)۔ سورۂ نجم (رکوع ۱) کی ان آیات کی جانب اشارہ ہے : مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (تمھارا سردار نہ تو بہکا اور نہ بے راہ چلا اور نہ وہ خواہشات نفسانی کے زیر اثر کوئی بات کرتا سوائے اس بات کے کہ جو اس کو وحی کے ذریعہ بھیجی جاتی ہے)۔ مزید دیکھئے والنجم

وَدّ : (لغ : محبت) ۔ اسلام سے قبل اس بُت کو قبیلۂ کلب کے لوگ پوجتے تھے اس کی شکل ایک دراز قد مرد کی تھی جو کمر میں تہمد لپیٹے ہے، ایک چادر اوڑھے ہے اور گلے میں تلوار حمائل ہے۔ کمان لٹکی ہوئی ہے اور ایک طرف ترکش پڑا ہوا ہے۔ سامنے نیزہ ہے اور اس میں جھنڈا بندھا ہوا ہے۔

وزیرِ نبیؐ : حضرت علیؑ کا لقب ۔ (مزید دیکھئے وصیؑ)۔

وصیؐ : (لغ : وصیت کے مطابق قائم مقام)۔ حضرت علیؑ کا لقب۔ روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ ہر نبیؐ کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے۔ جیسے یوشع بن نون، حضرت موسیٰؑ کے وصی تھے۔ اسی طرح میرا وصی اور رازدار اور جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑتا ہوں ان میں سب سے بہتر اور میرے وعدوں کا پورا کرنے والا اور میرے قرض کا ادا کرنے والا علی ابن ابی طالب ہے۔

وَلَیَالٍ : (لغ : قسم ہے راتوں کی)۔ سورۂ فجر کی دوسری آیت ہے وَلَیَالٍ عَشْرٍ (اور قسم ہے دس راتوں کی)۔ اس آیت سے عشرۂ محرم کی طرف اشارہ سمجھا جاتا ہے۔ (مزید دیکھئے والفجر)۔

وَلید بن عقبہ : یزید کا چچا زاد بھائی تھا اور مدینے کا حاکم تھا۔ یزید نے اس کو تاکید کے ساتھ لکھا تھا کہ وہ امام حسینؑ سے فوراً بیعت لے لے۔

وَہب بن ابی وہب : شہدائے کربلا میں سے ہیں۔ پہلے نصرانی تھے۔ میدانِ کربلا میں امام حسینؑ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے اور جنگ میں شرکت کی اور شہید ہوئے۔

وَہب بن عبداللہ کلبی : اپنی بیوی اور والدہ کے ساتھ کربلا کی راہ سے گذر رہے تھے کہ امام حسینؑ کو دشمنوں کے مقابل پایا۔ اہلبیتؑ سے ان کی عقیدت نے جوش مارا (ان کی والدہ قمری کو بھی حضرت علیؑ سے

خصوصی عقیدت تھی) اور امام حسین کی حمایت میں جنگ کرنے کیلئے کمربستہ ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۲ پیادوں اور ۲۰ سواروں کو ہلاک کیا بالآخر دشمنوں نے انھیں اس حال میں شہید کیا کہ ان کے دونوں ہاتھ قطع ہو چکے تھے۔ انھیں گرتا دیکھ کر ان کی بیوی بھی ایک گرز لے کر باہر نکل آئیں اور وہب کی لاش تک پہنچ گئیں لیکن شمر کے ایک غلام نے ان کو بھی ہلاک کر دیا۔

ہ

ہابیل و قابیل: حضرت آدم و حوا کے دو بیٹے تھے۔ ہابیل بھیڑیں پالتا تھا اور قابیل کھیتی باڑی کرتا تھا۔ ہابیل نیک دل اور قابیل حاسد تھا۔ ایک بار دونوں نے خدا کے سامنے نذر گزرانی۔ خدا نے ہابیل کی نذر قبول کر لی۔ لیکن قابیل کی نذر کو قبولیت نہ بخشی۔ اس پہ قابیل نے حسد سے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ قتل کرنے کے بعد اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ ہابیل کی لاش کا کیا کرے۔ اتنے میں اس نے دیکھا کہ ایک کوے نے زمین کو کھودا اور اس میں ایک مردہ کوے کو دفن کر دیا۔ اسی طرح قابیل نے بھی ہابیل کو زمین میں دفن کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا انسانی خون تھا جو زمین پہ بہا۔

ہاجرہ: حضرت ابراہیم کی بیوی اور حضرت اسمٰعیل کی والدہ تھیں بعض روایات کے مطابق یہ ایک لونڈی تھیں جنھیں فرعون مصر نے حضرت سارہ

(حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی) کی خدمت کے لئے دیا تھا۔ دوسری روایات بتاتی ہیں کہ یہ فرعون مصر کی بیٹی تھیں۔ سارہ کے کہنے پر حضرت ابراہیم نے انھیں اپنی بیوی بنا لیا۔ جب خدا نے ہاجرہ کو حضرت اسمٰعیل جیسے بیٹے سے نوازا اور سارہ کے کوئی بچہ نہ ہوا تو سارا کو ہاجرہ سے حسد ہوا اور انھوں نے حضرت ابراہیم کو مجبور کیا کہ وہ ہاجرہ کو اپنے سے جُدا کردیں۔ چنانچہ ابراہیمؑ، ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو اس صحرا میں چھوڑ آئے جہاں اب مکّہ واقع ہے یہ ایک بے آب و گیاہ میدان تھا۔ جب ہاجرہ کے پاس کا سارا کھانا پانی ختم ہو گیا اور اسمٰعیل پیاس سے بے تاب ہو گئے تو ہاجرہ کو بے حد پریشانی ہوئی اور پانی کی تلاش میں ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی پر دوڑنے لگیں۔ تب خدا کے حکم سے اسمٰعیل کے پیروں کے پاس زمزم کا چشمہ پھوٹ نکلا۔ پھر ادھر سے جرہم قبیلے کے لوگ نکلے اور پانی دیکھ کر ٹھہر گئے۔ رفتہ رفتہ اس جگہ آبادی ہو گئی۔ اس طرح مکّہ کی بنیاد پڑی۔ کچھ عرصے کے بعد حضرت ابراہیم پھر وہاں آئے اور حضرت اسمٰعیل کے ساتھ انھوں نے کعبہ کی تعمیر کی۔ چنانچہ ہاجرہ اور اسمٰعیل یہیں بس گئے اور خدا نے ہاجرہ کی نسل کو وہ برکت بخشی کہ وہ عرب کے اس صحرا میں پھیل گئی۔

ہاروت و ماروت: دو فرشتے تھے جنھوں نے انسانی کمزوریوں کا مذاق اُڑایا تھا۔ چنانچہ خدا نے انھیں امتحان کی خاطر انسانی شکل میں دنیا میں بھیجا مروجہ لیکن غیر معتبر روایات میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ دنیا میں آکر یہ فرشتے زہرہ نام کی ایک حسین فاحشہ عورت کے عشق میں مبتلا ہو گئے اور اس کے کہنے پر شراب خوری، بُت پرستی اور قتل جیسے گناہوں کے مرتکب ہوئے۔ زہرہ نے ان فرشتوں سے اسمِ اعظم سیکھ لیا اور وہ

آسمان پر چلی گئی۔ لیکن یہ دونوں فرشتے خدا کے غضب کا شکار ہوئے اور ان کو یہ سزا دی گئی کہ وہ قیامت تک کے لئے بابل کے ایک کنوئیں میں الٹے لٹکا دیئے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ دنیا کا سارا دھواں اس کنوئیں میں جمع ہوتا ہے اور وہ ان فرشتوں کے منہ میں جاتا اور ناک کے راستے سے نکلتا رہتا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ یہ فرشتے جادو کی تعلیم دیتے ہیں اور لوگ ان سے جادو سیکھنے اس کنوئیں پر جاتے ہیں۔

ہارون: حضرت موسیٰ کے بڑے بھائی تھے۔ خدا نے ان کو بھی نبوت سے سرفراز کیا تھا۔ حضرت موسیٰ جب طور پر جا رہے تھے تب انھوں نے بنی اسرائیل کے درمیان اپنے پیچھے حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ بنا کر چھوڑا تھا۔ روایت ہے کہ رسولِ خدا نے حضرت علی کے بارے میں فرمایا کہ علی میرے لئے ایسے ہی ہیں جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھے۔ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ہاشم: رسولِ خدا کے پر دادا تھے۔ ان کا نام عمرو تھا۔ ہاشم ان کا لقب تھا۔ ہشم کا مطلب ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ ایک بار مکہ میں آٹا کمیاب تھا یہ شام کے سفر تجارت سے لوٹتے ہوئے روٹیاں اور آٹا لاد لائے اور مکہ پہنچ کر دعوت عام کر دی اور گوشت کے شوربے میں روٹیاں توڑ توڑ کر ڈال دیں۔ تب ہی سے ان کا نام ہاشم پڑ گیا۔ یہ اپنے والد عبد مناف کے بعد قریش کے سردار ہوئے۔ لیکن ان کے بھتیجے اُمیہ بن عبد الشمس نے ان کی سرداری تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ بعد میں عسفان کا ایک کاہن منصف مقرر ہوا۔ اُس نے بھی ہاشم کے حق میں فیصلہ دیا۔ اس طرح بنی ہاشم اور بنی اُمیہ میں اختلافات کی بنیاد پڑ گئی جو آئندہ نسلوں میں بھی منتقل ہوتے رہے اور حضرت عثمان کے قتل اور حضرت علی کی

خلافت کے بعد اس نے سیاسی میدان میں نمایاں شدّت اختیار کرلی اور اسی کشمکش کا نتیجہ کربلا کا سانحہ ہے۔

ہاشمی: دیکھیے بنی ہاشم۔

ہامان: فرعون کا سرکش اور مغرور وزیر تھا۔ فرعون نے اس کو حکم دیا تھا کہ ایک بہت بلند عمارت بنوائے تاکہ فرعون اس پر چڑھ کر حضرت موسیٰ کے خدا کا پتہ چلائے۔

ہانی بن عروہ: اکابر کوفہ میں سے تھے اور حضرت علی کے اصحاب میں شامل تھے۔ جب ابن زیاد کوفے کا حاکم مقرر ہوا اور لوگوں پر زیادتیاں شروع کیں تو مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ کے یہاں مقیم ہو گئے اور ان کے قیام کو خفیہ رکھا گیا۔ لیکن ابن زیاد نے حیلے سے اس امر کا پتہ چلا لیا اور ہانی سے کہا کہ وہ مسلم کو اس کے سپرد کردیں۔ جب انھوں نے اس سے انکار کیا تو ابن زیاد نے انھیں گرفتار کرلیا، ان کو اذیتیں پہنچائیں اور بالآخر ان کو قتل کروا دیا۔

ہُبل: عرب کا ایک قدیم بت جسے اسلام سے پہلے پوجا جاتا تھا۔ یہ قریش کا سب سے بڑا دیوتا تھا اور خانہ کعبہ کے عین وسط میں اس کا بُت نصب تھا۔ اس کی شکل انسان کی تھی اور سنگِ سُرخ سے بنایا گیا تھا۔ اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا جسے قریش نے سونے کا بنوا کر لگوایا تھا۔ (اس کی شکل یہودیوں کے بُت بعل سے ملتی تھی اور ہُبل نام بھی غالباً بعل کی تحریف ہے۔ ہُبل کو عمرو بن لحی شام سے لے کر آیا تھا جہاں بعل کی پرستش ہوتی تھی)۔

هٰذا فِراقُ بَینی وَبَینِک: (لغ: یہ میرے اور تمھارے درمیان جدائی ہے)۔ سورۂ کہف (رکوع ۱۰) کی یہ آیت حضرت موسیٰ اور حضرت

خضر والے واقعہ سے متعلق ہے (دیکھئے خضر)۔ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کو اس شرط پر اپنے ساتھ لیا تھا کہ موسیٰؑ، خضرؑ کے کسی عمل کے بارے میں سوال نہ کریں۔ لیکن جب خضر نے پہلے اس کشتی میں سوراخ کیا جس میں وہ سوار ہوئے تھے، پھر ایک کمسن بچے کو قتل کر ڈالا اور پھر ایک دیوار بنانے میں لگ گئے تو موسیٰ اپنے تجسس کو دبا نہ سکے اور بار بار خضر سے وجہ دریافت کرتے رہے۔ تیسرے سوال پر خضر نے یہ الفاظ (ھٰذا فِراقُ بَینی وَبَینِک) کہے یعنی اب ہمارا تمہارا ساتھ ہونا ناممکن ہے اور جُدائی کا وقت آگیا ہے۔ چنانچہ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ کے سارے سوالوں کے جواب دیئے اور اُن سے رُخصت چاہی۔

ہُرمُز: ایران کا ایک بادشاہ تھا جو نوشیرواں کا بیٹا اور خسرو پرویز کا باپ تھا۔

ہشت بہشت: (لغ۔ آٹھ جنتیں)۔ قرآن حکیم میں آٹھ جنتوں کے نام مذکور ہیں۔
(۱) جنت الخلد (۲) دارالسلام (۳) دارالقرار (۴) جنت العدن
(۵) جنت المادیٰ (۶) جنت النعیم (۷) علیّون (۸) جنت الفردوس

ہفتاد و دوتن: امام حسینؑ کے بہتر رفقا جو ان کے ساتھ کربلا میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔

ہفت دوزخ: کہا جاتا ہے کہ دوزخ ایک ہے مگر اس کے سات طبقے ہیں۔
(۱) جہنم (۲) لظیٰ (۳) حطمہ (۴) سعیر (۵) سقر (۶) جحیم
(۷) ہاویہ جو ان طبقات میں سب سے نیچے ہے۔

ہفت عضو (سجدے کے): وہ سات عضو جو سجدے میں زمین پر ٹیکے جاتے ہیں۔ دونوں پیروں کے پنجے، دونوں گھٹنے، دونوں ہتھیلیاں اور پیشانی۔

ہفت گنج خسروی: ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کے سات خزانے۔

خسرو کے آٹھ خزانے مشہور ہیں جن میں خود اُس کا جمع کیا ہوا خزانہ گنج عروس بھی شامل ہے۔ اس کے علاوہ سات خزانوں کے نام یہ ہیں (۱) گنج باد آورد جسے گنج شائیگاں بھی کہتے ہیں (۲) گنج دیبا خسروی (۳) گنج افراسیاب (۴) گنج سوختہ (۵) گنج خضراء (۶) گنج شادآورد (۷) گنج یار۔

هَلْ اَتٰی: قرآن کی سورۂ دہر کی طرف اشارہ ہے جس کی ابتدا ان الفاظ سے ــــ ہوتی ہے۔ اس سورۃ کی شان نزول یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار حضرت حسن اور حضرت حسین بیمار ہو گئے چنانچہ حضرت علی حضرت فاطمہ اور کنیز فضہؓ نے تین تین روزے رکھنے کی منت مانی جب حسنین تندرست ہو گئے تو سب نے روزے رکھنا شروع کئے مگر گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ حضرت علی نے کچھ جَو قرض لئے جسے پیس کر حضرت فاطمہ نے روٹیاں تیار کیں۔ عین افطار کے وقت ایک مسکین نے آکر سوال کیا۔ اس کی صدا سنتے ہی سب نے سارا کھانا اٹھا کر سائل کو دے دیا۔ اسی طرح دوسرے اور تیسرے دن ایک یتیم اور ایک قیدی نے آکر سوال کیا اور سارا کھانا ان کو دے دیا گیا۔ چوتھے روز جب رسولؐ خدا تشریف لائے تو سب کو نڈھال پایا۔ جب اس کی وجہ دریافت فرمائی تو سب خاموش رہے۔ اس وقت جبرئیل آئے اور آپ کو سارے ماجرے سے آگاہ کر دینے کے بعد یہ آیت پہنچائی:

وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا۔

(اور وہ خدا کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں محتاج اور یتیم اور قیدی کو)۔ اسی واقعے کی جانب بعض اوقات "یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ" کے ذریعہ اشارہ کیا جاتا ہے۔ یہ فقرہ بھی سورۂ دہر میں شامل ہے۔

ہلال بن نافع بجلی: ان کے نام کے بارے میں مورخین میں کچھ اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان کا نام نافع بن ہلال تھا اور ہلال ان کے بیٹے تھے جو کربلا میں شہید ہوئے۔ مزید دیکھئے نافع بن ہلال۔

هَلْ مِن مَّزِيد: (لغ: کیا کچھ اور ہے)۔ سورۂ قاف (رکوع ۳) کی اس آیت قرآنی کی طرف اشارہ ہے جس میں جہنم کی وسعت ظاہر کی گئی ہے کہ قیامت کے روز اس میں سارے گناہگاروں کے داخل ہوجانے کے بعد بھی خالی رہے گی۔ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ (اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے "کیا تو بھر گئی" تو وہ پوچھے گی "کیا کچھ اور بھی ہے؟")۔

ہمشکل بتول: امام حسین کی صاحبزادی فاطمہ کبریٰ جو حضرت فاطمہ زہرا کی ہمشکل تھیں۔

ہمشکل پیمبر / ہمشکل مصطفےٰ: حضرت حسین کے صاحبزادے حضرت علی اکبر کا لقب جو رسولِ خدا سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

ہمشکل علی: حضرت عباس علمدار جو اپنے والد حضرت علی کی شباہت رکھتے تھے۔

ہند یا ہندہ: ہند بنت عبداللہ بن عامر بن کریز، یزید کی بیوی تھیں۔ اہل بیت سے بےحد عقیدت رکھتی تھیں۔ واقعہ کربلا پر انتہائی تاسف کا اظہار کیا اور اہل بیت کی، جو شام اسیری کی حالت میں پہنچے تھے، ہر طرح دلجوئی کی۔

ہند (جگر خوار): عتبہ کی بیٹی اور ابوسفیان کی بیوی تھی۔ جنگ بدر میں اس کے باپ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا تھا اس لئے اس نے ایک غلام کو آزادی کا لالچ دے کر اس پہ تیار کیا کہ وہ جنگ احد میں حضرت حمزہ کو شہید کردے۔ ان کی شہادت کے بعد ہند نے ان کا دل و جگر نکال کر دانتوں سے چبایا (اسی لئے جگر خوار کہلائی)۔ معاویہ اسی کا بیٹا تھا۔

فتح مکہ کے بعد اسلام لائی۔ فن سپہ گری سے واقف تھی۔ جنگ اُحد میں مسلمانوں کے خلاف اور جنگ یرموک میں مسلمانوں کے ساتھ لڑی۔ ۱۴ھ میں وفات پائی۔

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ : (یعنی: وہی سب سے پہلا ہے اور وہی سب سے آخر) سورۂ حدید کی ان ابتدائی آیات میں سے ہے جو خدا کی صفات بتاتی ہیں۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (وہی سب سے پہلا اور سب سے آخر، وہی ظاہر ہے، وہی باطن اور وہی ہر چیز کو جانتا ہے)۔ مزید دیکھئے تحت علی ۳۴

ہُود : ایک پیغمبر تھے جنھیں خدا نے قوم عاد کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ مزید دیکھئے عاد۔

هَوٰی : دیکھئے والنجم اور وَحْيٌ يُّوحٰى۔

ی

یاجوج و ماجوج : ایک وحشی قوم جس کی فساد انگیزی سے نجات دلانے کے لئے سکندر ذوالقرنین نے سدِ سکندری تعمیر کی۔ اس قوم کے بارے میں مفسرین و مورخین نے عجیب و غریب روایات نقل کی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس قوم کے بعض افراد بالشت ڈیڑھ بالشت کا قد رکھتے ہیں اور بعض انتہائی طویل قامت ہیں۔ ان کے دونوں کان اتنے بڑے ہیں کہ ایک اوڑھنے اور دوسرا بچھانے کے کام آتا ہے۔

یہ بھی روایت ہے کہ یہ مخلوق سدِ سکندری کی وجہ سے رُکی ہوئی ہے۔ مگر اُس کو دن بھر چاٹتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کو انتہائی پتلا کر دیتی ہے لیکن قدرت رات کو پھر اُسے اس کی اصل حالت پر لوٹا دیتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قیامت کے قریب یہ مخلوق باہر نکل آئے گی اور پھر سے دنیا میں فتنہ و فساد پھیلائے گی۔

یاسین / یٰسین / یٰسٓ قرآن حکیم کی ۳۶ ویں سورۃ جو یٰسٓ کے حروف سے شروع ہوتی ہے۔ یہ حروف ان حروف مقطعات میں سے ہیں جن کے صحیح مفہوم کے بارے میں صرف خدا اور اس کے رسولؐ کو ہی علم ہے۔ مفسرین کسی ایک نتیجے پر پہنچنے سے قاصر رہے ہیں۔ قرآن کریم میں ایک اور جگہ (سورۃ صافات میں) سَلٰمٌ عَلٰٓی آلِ یاسین۔ کہا گیا ہے۔ چنانچہ مفسرین کی یہ رائے ہے کہ یاسین سے غالباً خطاب رسول اللہؐ کی طرف ہے اور آلِ یاسین سے مراد آلِ رسولؐ ہے۔ اس سورۃ کی بڑی فضیلت بیان کی جاتی ہے اور اس کو قرآن کا دل کہا جاتا ہے۔ قریب المرگ شخص کو بھی یٰسین سنائی جاتی ہے جس سے، کہا جاتا ہے کہ نزع کی تکلیف کم ہو جاتی ہے۔

یَاعِبَادِیَ: سورۂ زمر (رکوع ۶) کی اس آیت قرآنی کا جزو ہے۔ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔ (اے میرے ایسے بندو جنھوں نے اپنے نفس کے ساتھ زیادتی کی ہے تم خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو)۔

یَالَیْتَنِیْ: (لغ: اے کاش کہ میں)۔ سورۂ نبا کی آخری آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں قیامت کے دن کافر کے پچھتاوے کا ذکر ہے۔ وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا (اور کافر کہے گا اے کاش کہ میں مٹی ہوتا)۔

یتیم حسن: امام حسن کے صاحبزادے حضرت قاسم۔ (دیکھیئے قاسم)

یثرب: مدینہ کا قدیم نام۔ رسولِ خدا نے ہجرت کے بعد اس شہر کا نام بدل کر طیبہ رکھا کیونکہ یثرب بابرکت نام نہ تھا۔ یہ شہر بہرحال مدینۃ النبیؐ (رسولؐ کا شہر) کے نام سے مشہور ہوا۔ لیکن اب اس کو صرف مدینہ! تعظیم کے طور پر مدینہ منوّرہ کہا جاتا ہے۔

یحییٰ: حضرت زکریاؑ کے صاحبزادے اور حضرت عیسیٰؑ کے ہمعصر تھے۔ یحییٰ حضرت مریم (حضرت عیسیٰ کی والدہ) کے خالہ زاد بھائی تھے۔ خدا نے ان کو بھی نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ خلوت نشین تھے اور جنگلوں میں زندگی گذارتے تھے۔ خدا کے خوف سے روتے رہنے کے سبب رخساروں پر آنسوؤں کے نشانات پڑ گئے تھے۔ یہ بالآخر شہید کئے گئے۔ ان کی شہادت کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک تو یہ کہ انھوں نے حضرت عیسیٰ کی بعثت کی بشارت دی تھی۔ اور یہودیوں نے ان کو قتل کر دیا۔ دوسری یہ کہ دمشق کا بادشاہ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے بعد اسے اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا تھا۔ حضرت یحییٰ نے اس سے اتفاق نہ کیا۔ ملکہ کو یہ سخت ناگوار گذرا اور اس نے حضرت یحییٰ کو نماز پڑھتے میں قتل کرادیا اور طشت میں سر رکھ کر منگوایا۔ سر اس حالت میں بھی ملکہ سے کہہ رہا تھا کہ تو بادشاہ کے لئے حلال نہیں۔ تا وقتیکہ تو دوسرے سے شادی نہ کرلے اسی حالت میں خدا کا عذاب آیا اور یہ عورت مع حضرت یحییٰ کے سر کے زمین میں دھنس گئی۔

یدِ بیضا: (لغ: سفید ہاتھ) حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے جادوگروں سے مقابلہ کرنے کے لئے خدا نے دو معجزے عطا کئے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ جب حضرت موسیٰ اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالتے تو وہ

روشن ہو جاتا۔ بعض روایات کے مطابق ایام طفلی میں فرعون نے حضرت موسیٰ کے سامنے اُن کا امتحان لینے کی خاطر اشرفیاں اور آگ رکھدی تھی۔ موسیٰؑ نے انگارہ اُٹھالیا جس سے اُن کا ہاتھ جل گیا۔ اسی ہاتھ کو بعد میں خدا نے روشن ہونے کی صلاحیت بخشی۔

یزداں: ایران کا ثنوی فرقہ خیر و شر کے الگ الگ خدا مانتا تھا۔ خیر کے خالق کو یزداں کہتا اور شر کے خالق کو اہرمن۔ نور کے خالق کو یزداں اور تاریکی کے خالق کو اہرمن کہتا۔ ایران کے اسلامی مقبوضات میں شامل ہونے کے بعد مسلمان یزداں کو خدائے برحق کے معنی میں استعمال کرنے لگے اور ثنوی تصور اس لفظ میں باقی نہ رہا۔ علامہ اقبال کا کہنا ہے کہ امام حسین کے ہمراہیوں کی تعداد "یزداں" کے ہم عدد تھی (ی = ۱۰، ز = ۷، د = ۴، ا = ۱، ن = ۵۰، یزداں = ۷۲)۔

یزدجرد (یزدگرد): ساسانی خاندان کا آخری ایرانی بادشاہ تھا۔ شہریار کا بیٹا اور خسرو پرویز کا پوتا تھا۔ ۶۳۲ء میں بادشاہ ہوا۔ نو سال حکومت کی اس دوران یہ مسلسل مسلمانوں سے جنگ کرتا رہا۔ بالآخر ۲۱ھ (۶۴۲ء) میں مسلمانوں نے جنگ نہاوند کے بعد ایران فتح کرلیا۔ یزدجرد بھاگ نکلا مگر ۶۵۱ء میں مارا گیا۔ امام حسین کی زوجہ محترمہ حضرت شہربانو اس کی ہی بیٹی تھیں۔

یزید: معاویہ کا بیٹا تھا۔ مغیرہ بن شعبہ کی ترغیب سے معاویہ نے اپنی زندگی میں ہی اپنا ولی عہد مقرر کردیا تھا اور لوگوں سے اس کے حق میں بیعت لے لی تھی لیکن امام حسین اور چند دوسرے لوگوں نے بیعت سے انکار کیا۔ معاویہ کی موت کے بعد یکم رجب سنہ ۶۰ھ (۶۸۰ء) کو یزید تخت نشین ہوا اور امام حسین وغیرہ سے بیعت لینے کے لئے اس نے فوری احکام

جاری کئے۔ لیکن امام حسین نے پھر بھی بیعت کرنا قبول نہ کیا۔ جب یزید کو کوفے میں امام حسین کا اثر بڑھتا ہوا معلوم ہوا تو اس نے دہاں ابن زیاد کو حاکم مقرر کیا اور اس اثر کو سختی سے دبانے کا حکم دیا۔ جب امام حسین نے کوفے کا سفر کیا تو اُن کی نقل و حرکت پر گہری نظر رکھی گئی اور انھیں کربلا کے ویران جنگے میں لا کر شہید کر دیا گیا اور آپ کا سر یزید کے پاس دمشق بھیج دیا گیا۔ خود یزید ۶۴ھ (۶۸۳ء) میں فوت ہوا۔

یزید بن زیاد : ان کی کنیت ابوالشعثا تھی اور یہ قبیلۂ کندہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ عمرو بن سعد کے لشکر میں کربلا آئے تھے۔ جب ابن سعد نے امام حسین کی مصالحت کی شرطیں نامنظور کر دیں تو یہ یزیدی لشکر سے الگ ہو کر امام حسین سے آملے۔ پہلے یزیدیوں پر تیروں سے حملہ کیا۔ بعد میں تلوار سے مقابلہ کیا۔ لیکن بالآخر دشمنوں نے ان کو گھیر لیا اور یہ شہید ہوئے۔

یزید بن ثبیط : قبیلۂ بنو عبد قیس سے تعلق رکھتے تھے۔ بصرے کے محبانِ اہل بیت میں سے تھے۔ اپنے بیٹوں عبداللہ اور عبید اللہ کے ساتھ امام حسین سے ملنے کے لئے نکلے اور یہ اور ان کے بیٹے حضرت حسین کے ساتھ ہی کربلا کے معرکے میں شہید ہوئے۔

یزید بن رکاب : شامی سپاہ کے ایک دستے کا سردار تھا۔ قوی ہیکل اور مہیب شکل کا تھا۔ قبیلۂ کلب سے تعلق رکھتا تھا۔ ابن زیاد نے اس کو دو ہزار سواروں کی سرکردگی پر مقرر کیا تھا۔

یزید بن سفیان : ایک آزمودہ کار شہسوار تھا جو یزیدی فوج میں شامل تھا۔ حر بن یزید ریاحی کے مقابلے کے لئے نکلا اور مارا گیا۔ بعض دوسری روایات کے مطابق حر نے ابن سفیان کو نہیں مارا بلکہ ابن سفیان نے حر کو قتل کیا۔

یَسْفِکُ الدِّمَا: (لغ: خون بہائے گا)۔ سورۂ بقرہ (رکوع ۴) کی ان آیات کی جانب اشارہ ہے۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ (جب خدا نے فرشتوں سے کہا کہ مجھے زمین پر اپنا ایک نائب بنانا ہے تو فرشتوں نے کہا کیا تو زمین میں ایسے آدمی کو رکھے گا جو فساد پیدا کرے اور خون بہائے)۔

یَعْسُوْبُ الْمُوْمِنِیْن: (لغ: مومنوں کے سردار)۔ حضرت علیؑ کا لقب ہے۔ (یعسوب شہد کی مکھیوں کے سردار کو کہتے ہیں۔ وہ جہاں جاتا ہے وہیں سب مکھیاں اس کے پیچھے ہوتی ہیں)۔

یَعْقُوْب: حضرت ابراہیم کے پوتے اور حضرت اسحٰق کے بیٹے تھے۔ ان کے بارہ بیٹے تھے جن میں حضرت یوسف بھی شامل تھے۔ یوسفؑ سے انھیں بے پناہ محبت تھی۔ ان کے کھو جانے کا انھیں بے حد غم ہوا (عام روایت میں یہ ہے کہ وہ روتے روتے اندھے ہو گئے) لیکن جب بعد میں یوسفؑ نے اپنا پیرہن مصر سے بھیجا تو انھوں نے اس کی خوشبو پہچان لی اور جب اس کو آنکھ سے لگایا تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔ ان کا دوسرا نام اسرائیل بھی تھا جس کی مناسبت سے ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ انھیں پیرِ کنعاں بھی کہا گیا ہے۔

یَعُوْق: (لغ: مصیبتوں کو دور کرنے والا)۔ یہ ایک بت تھا جسے اسلام سے قبل یمن میں قبیلۂ ہمدان پوجتا تھا۔ اس کی شکل گھوڑے کی طرح تھی۔

یَغُوْث: (لغ: فریادرس) یہ ایک بت تھا جس کی اسلام سے پہلے بنی مراد اور بنی غطیف پرستش کرتے تھے۔ اس کی شکل شیر کی تھی۔

یَنْسِلُوْن: (لغ: دوڑتے پھریں گے) سورۂ انبیاء (رکوع ۷) کی اس آیت کی

جانب اشارہ ہے: حَتّٰی اِذَا فُتِحَتْ یَاجُوْجُ وَمَاجُوْجُ وَهُمْ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَنْسِلُوْنَ (یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر اونچی جگہ سے نکل پڑیں گے)۔

یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ: (لغ: صور میں پھونکا جائے گا)۔ جب روز قیامت پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو ساری کائنات تہ و بالا ہو جائے گی۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سارے انسان اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ دیکھئے سورہ نمل (رکوع ۷)۔ وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمان و زمین میں ہے وہ گھبرا جائے گا سوائے اس کے جس کو خدا چاہے)۔

یُنْفِقُوْنَ: (لغ: وہ خرچ کرتے ہیں)۔ سورہ بقرہ (رکوع ۳۸) کی اس آیت کی جانب اشارہ ہے: اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں رات کو اور دن کو اور پوشیدہ اور ظاہر۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس اجر ہے اور کوئی ڈر نہیں ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے) کہا جاتا ہے کہ یہ آیت حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ آپ کے پاس چار درہم تھے۔ ایک درہم آپ نے رات کو خدا کی راہ میں دیا۔ ایک درہم دن کو۔ ایک درہم پوشیدہ اور ایک ظاہر طور پر۔

یوسف: حضرت یعقوب کے بیٹے تھے۔ خدا نے انھیں بے انتہا حسن و وجاہت سے نوازا تھا۔ اسی لئے بعض اوقات ان کو ماہ کنعان کا لقب دیا جاتا ہے۔ حضرت یعقوب ان کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔ ایک بار

انھوں نے خواب میں دیکھا کہ چاند، سورج اور ان کے ساتھ گیارہ ستارے آسمان سے اترے اور انھوں نے ان کو سجدہ کیا۔ ان کے دوسرے گیارہ بھائیوں کو اس سے حسد پیدا ہوا۔ وہ انھیں جنگل کی سیر کے بہانے سے لے گئے اور ایک خشک کنوئیں میں ڈال دیا۔ واپسی پر یوسف کی قمیص کو بکری کے خون میں تر کر کے حضرت یعقوب کے پاس لائے۔ اور انھیں یقین دلایا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا۔ ادھر ایک قافلے نے یوسفؑ کو کنوئیں سے نکالا اور مصر لے گئے جہاں ان کو غلام بنا کر بیچ دیا۔ انھیں عزیز مصر نے خریدا جس کی بیوی زلیخا یوسفؑ کا حسن و جمال دیکھ کر اُن پر فریفتہ ہو گئی۔ (شہری روایت میں تو یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ زلیخا حضرت یوسف کو اپنے خواب میں دیکھ کر پہلے ہی عاشق ہو چکی تھی)۔ مگر یوسفؑ اس کی ساری ترغیبات سے دور رہے زلیخا نے ان پر الزام لگایا لیکن حالات نے حضرت یوسف کے حق میں شہادت دی۔ اس کے باوجود حضرت یوسف کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا۔ بعد میں انھوں نے بادشاہِ مصر کے ایک خواب کی تعبیر بتلائی اور انھیں قید سے رہائی ملی۔ عزیز مصر کی موت کے بعد یہ عہدہ بھی یوسفؑ کو ملا۔ جب کنعان میں قحط پڑا تو یوسفؑ کے بھائی بھی مصر پہنچے اور وہاں سے یوسفؑ کی خبر لے کر اپنے والد کے پاس آئے جیسے ہی حضرت یعقوب نے وہ پیرہن جو یوسف نے بھیجا تھا اپنی آنکھوں سے لگایا، اُن کی وہ آنکھیں جو روتے روتے کمزور پڑ چکی تھیں پھر سے روشن ہو گئیں اور جلد ہی حضرت یعقوب اور ان کے سارے بیٹے مصر منتقل ہو گئے۔ خدا نے یوسفؑ کو نبوت بخشی اور سلطنت بھی اور ان کی وجہ سے حضرت یعقوب کی اولاد (بنی اسرائیل)

مصر میں بھیلی۔ حضرت یوسف کی والدہ کا نام راحیل تھا۔

یوشع بن نون: حضرت موسیٰ کے نائب اور وصی تھے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ اور جانشین نبوت بنے حضرت یوشع کی قیادت میں ہی بنی اسرائیل تیہ کے میدان میں حکم الٰہی سے چالیس سال بھٹکنے کے بعد کنعان میں داخل ہوئے۔ (رسول خدا نے فرمایا کہ علی اسی طرح میرے وصی ہیں جیسے یوشع بن نون حضرت موسیٰ کے تھے)

یُوفُونَ بِالنَّذْرِ: (لغ: وہ منت پوری کرتے ہیں) سورۂ دہر (رکوع ۱) میں یہ فقرہ آیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے ھَلْ اَتیٰ۔

یَوْمُ التَّنَاد: (لغ: باہمی چیخ پکار کا دن)۔ مراد حشر۔ یہ فقرہ سورۂ مومن (رکوع ۴) میں آیا ہے۔ وَیٰا قَوْمِ اِنِّیۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ۔ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ۔ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنْ ھَادٍ (اے میری قوم میں اس دن سے ڈراتا ہوں جب تم پر وہ چیخ پکار کا دن آئے گا جب تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے اور تم کو خدا سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا اور جس کو خدا گمراہی میں ڈال دے۔ اس کو کوئی راہ بتانے والا نہیں)۔

یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ: (لغ: جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں)۔ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات کی جانب اشارہ ہے: ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ (یہ خدا کی کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ ہدایت ہے ان متقی اور پرہیزگار لوگوں کے لئے جو بے دیکھی چیزوں، یعنی خدا اور موت کے بعد پھر اٹھنے پر، ایمان رکھتے ہیں)۔

یونس: ایک پیغمبر جو اہل نینوی کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ جب

لوگوں نے ان کی دعوت حق کو نہ سنا تو یہ ان کے لئے عذاب الٰہی کی بددعا دے کر خدا کے حکم کا انتظار کئے بغیر وہاں سے روانہ ہو گئے ایک کشتی میں بیٹھ کر چلے تو وہ طوفان میں پھنس گئی۔ کشتی والوں کو شک گذرا کہ یہ تباہی کسی ایسے شخص کی وجہ سے ہے جو اپنے آقا کی حکم عدولی کر کے بھاگا ہے۔ قرعہ ڈالا گیا تو اس میں یونسؑ کا نام نکلا۔ جب انھیں دریا میں ڈالدیا گیا تو حکم الٰہی سے ایک مچھلی ان کو اس طرح نگل گئی کہ ان کے جسم کو کوئی گزند نہ پہنچا۔ حضرت یونس اس طرح چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے اور خدا سے اپنی تقصیر پر معافی طلب کرتے رہے۔ خدا نے ان کی تقصیر معاف فرمائی اور مچھلی نے ان کو ساحل پر اگل دیا۔ اسی مناسبت سے بعض اوقات ان کے لئے ذوالنون اور صاحب الحوت کے القاب استعمال کئے جاتے ہیں۔

حصۂ دوم

مصطلحات

اس حصہ میں

نجوم، فلکیات، تصوف، فلسفہ، منطق، جنگ، سفر، قیام اور رمل وغیرہ کی اصطلاحات کو یکجا کیا گیا ہے

الف

ابدال: کہا جاتا ہے کہ یہ سات اولیا ہیں جن سے ہفت اقلیم کی حفاظت متعلق ہے۔ یہ جو شکل چاہتے ہیں بدل لیتے ہیں۔ اور سفر کرتے ہیں لیکن ایک مقام کو چھوڑتے وقت اپنی صورت کا ایک شخص وہیں چھوڑ دیتے ہیں تاکہ کسی کو نہ معلوم ہو کہ وہ کہیں گئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی تعداد چالیس ہے۔

ابرار: اولیا کے اس گروہ کو کہتے ہیں جو صرف تقویٰ اور شریعت کے مطابق عبادات ظاہری اختیار کرتے ہیں۔

ابعاد ثلاثہ: تین فاصلے یعنی ۱۔طول ۲۔عرض ۳۔اونچائی یا گہرائی۔

ابلق: دو رنگ کا گھوڑا۔ خاص طور پہ سفید و سیاہ یا سُرخ و سفید۔ ایسے گھوڑے کو بھی کہتے ہیں جس کے صرف چاروں پیر سفید ہوں۔

اُپی ہوئی تلوار: سان پر چڑھی، تیز کی ہوئی تلوار۔

اِتصال: (نجوم) جب کوئی ستارہ کسی ایسے بُرج میں داخل ہو جہاں پہلے سے ایک ستارہ موجود ہو۔

اِجتماع: (رمل) رمل کی یہ شکل ⚏ جو کہ اہلِ قلم، نجومیوں، محاسبوں وغیرہ سے منسوب ہے کیونکہ اس کا تعلق عطارد ستارے سے ہے۔

اجتماعِ نیرین: (نجوم) جب سورج اور چاند دونوں کسی بُرج میں ایک درجے پر ایک ساتھ ہوں۔ یہ صورت ہر ماہ اماوس پر پیدا ہوتی ہے۔ نیرین

مراد نیّر اکبر یعنی سورج اور نیّر اصغر یعنی چاند ہیں۔

احتراق: (نجوم) جب کوئی ستارہ سورج کے ساتھ کسی برج میں ہو۔ اِس حالت میں سعد ستارے اپنی سعادت زائل کر دیتے ہیں۔

احسان: (تصوف) بندے کا اپنی بندگی کے ساتھ جستجو کرنا اور نور بصیرت سے حق کا شاہدہ کرنا۔

اخفیار: (تصوف) وہ اصحاب سِرّ جن کو حق تعالےٰ نے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا ہے۔

اخلاق: (تصوف) بندگی کی تکمیل۔ اس کے دس مرتبے ہیں۔ صبر، شکر، رضا، حیا، صدق، ایثار، خلق، فتوت (دنیا اور آخرت میں ہر شے کو خدا کے سپرد کر دینا) اور انبساط

اَدنیٰ: (تصوف) مقامِ رسولِ خدا۔ اسی کو قاب قوسین اور مقامِ وحدت بھی کہتے ہیں۔ یہ مقام سارے نبیوں کے مقام کے مقابلے میں خدا سے زیادہ قریب ہے۔

اَدھر ہونا: الف ہونا۔ گھوڑے کا۔ پچھلے پیروں پر کھڑا ہو جانا۔

اَدہم: کالا گھوڑا۔

اَرجَل: سفید پاؤں کا گھوڑا جو منحوس سمجھا جاتا ہے۔

اژدہائے فلک: راس اور ذنب جنھیں آسمان پر ستاروں کی ترتیب سے بننے والی ایک اژدہے کی شکل کا سَر اور دُم سمجھا جاتا ہے۔

اُسیک: بڑا خیمہ

استحضار: (تصوف) لغ: حضور میں لانا۔ اس قدر قدرت حاصل ہونا کہ جس وقت جس خیال، معرفت یا حال کو چاہے اپنے اوپر وارد کر لے۔

استقامت: (نجوم)۔ جب ستارہ اپنی الٹی چال ختم کر کے پھر سے اپنی

سیدھی راہ اختیار کرے۔ (تصوف)۔ دین اور دنیا کے ہر کام میں بندگی کی رعایت کرنا۔

استقبالِ قمر: (نجوم) جب سورج اور چاند ایک دوسرے کے مقابلے پر ہوں یہ حالت ہر ماہ پورنماشی پر پیدا ہوتی ہے۔

اَسَد: (نجوم)۔ آسمان کے بارہ برجوں میں سے پانچواں برج جو شیر کی شکل سے منسوب ہے اور ہندی میں سنگھ کہلاتا ہے۔ یہ سورج کا خانہ ہے، اس کا مزاج آتشی اور رنگ سُرخ ہے۔

آسن جمانا: گھوڑے پر سوار ہوکر، رانوں کو گھوڑے کی پسلیوں سے اس طرح ملائے رکھنا کہ نشست صحیح رہے۔

اشراق: (تصوف) قلب کا نورِ محبت سے منوّر ہوجانا۔

اشراقی: (فلسفہ)۔ پُرانے حکما کا ایک گروہ جو یہ سمجھتا تھا کہ انسان میں وجدان ہی وہ استعداد ہے جس سے وہ حقیقت کا مشاہدہ کرسکتا ہے اور یہ کہ یہ استعداد ریاضت اور مجاہدے سے جلا پاتی ہے۔

اَشہب: سفید رنگ کا گھوڑا۔

اصطرلاب: وہ آلہ جس کی مدد سے آفتاب کی اونچائی یا انحطاط اور سعادت و نحوست دریافت کرتے ہیں۔

اصفیا: (تصوف) وہ لوگ جنھوں نے اپنے باطن کو دنیا کی آلودگی سے پاک اور صاف رکھا اور دل کو اپنے خالق کی طرف رجوع کیا ہے۔

اصول، فقہ کے ان چار مسائل کا علم۔ ۱۔ کتاب (قرآن) ۲۔ سنت (حدیث) ۳۔ اجماعِ اُمّت ۴۔ قیاس۔

اعتبار: (تصوف)۔ وہ جسے خدا نے مقرر و متعین کیا ہے۔

اعتبارات (تصوف)۔ تجلیات و تعینات۔

اعتباراتِ اربعہ: (تصوف)۔ وجود، علم، نور، شہود۔

اعراف: بہشت و دوزخ کی درمیانی منزل۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ ایک ایسی دیوار ہے جو بہشت و دوزخ کے درمیان حائل ہے۔

آفتاب: (نجوم)۔ سورج جس کو نیّرِ اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ چوتھے آسمان کا مالک ہے اور تمام کواکب کا بادشاہ ہے۔ رنگ زردی مائل طلائی ہے۔ اس کا تعلق انسانوں میں بادشاہوں اور امیروں سے ہے۔ اس کا دن اتوار اور اس کا گھر برج اسد ہے۔ برج حمل میں اس کو شرف اور برج میزان میں اس کو ہبوط حاصل ہوتا ہے۔ برج دلو اس کا خانۂ وبال ہے۔ اس کی چاند، مریخ اور مشتری سے دوستی ہے۔ زحل، زہرہ، راس و ذنب سے دشمنی۔ اس کی خاصیت ملی جلی ہے لیکن نحوست کی جانب مائل ہے۔

الف کھینچنا: الف کی طرح خط جو فقرا ناک سے سر کے بالوں تک کھینچ لیتے ہیں۔

الف ہونا: گھوڑے کا چلتے چلتے دونوں اگلے پیر اٹھا کر پچھلے پیروں پر کھڑا ہو جانا۔

اِلقا: (تصوف) غیب کا علم خدا سے عارف سالک کے دل پہ وارد ہونا۔

امانت: (تصوف) بعض عشق الٰہی اور اسرار حق تعالےٰ مراد لیتے ہیں اور اکثر لوگ انانیتِ حقیقی کو۔ اس امانت کے رکھنے کا مقام دل ہے۔

انحراف: (نجوم) جب کوئی ستارہ کسی ایسے برج سے خارج ہو جہاں اس کے نکلنے کے بعد بھی دوسرا ستارہ موجود رہے۔

انصراف: (نجوم) جب تیز چلنے والا ستارہ، آہستہ چلنے والے ستارے سے اتصال کر کے آگے نکل جائے۔ اگر دونوں ستارے نحس ہوں تو حصول مقصد میں ناکامی ہوگی اور اگر سعد ہوں تو مقاصد پورے ہوں گے۔

انکیس: رمل کی یہ شکل ☰ یہ ایک منحوس شکل ہے جو کہ زحل سے منسوب ہے

اور اس کا تعلق عمارات اور زراعت اور بداصل لوگوں سے ہے۔ اور اس کے غلبہ کی صورت میں دل تنگی اور پریشانی خاطر پیدا ہوتی ہے۔

اَنی: برچھی کی نوک۔

اوبچی: لوہے کی زرہ بکتر اور دوسرے حفاظتی سامان سے لیس سپاہی

اوج: (نجوم) کسی ستارے کی قوت جو کمال کی جانب مائل ہو لیکن کمال پہ نہ پہنچی ہو یعنی شرف سے کم ہو۔

اوجھڑ لگنا: ڈھالوں کی جھڑپ ہونا۔

اہلِ تجرید: (تصوف) وہ لوگ جو نفسانی خواہشات سے آزاد اور لذاتِ نفسانی سے علیحدہ ہوں۔

آہنی کلاہ: فولادی ٹوپی، خود

ایال: گھوڑے کی گردن کے اوپر لمبے بال جو ایک طرف لٹکتے رہتے ہیں۔

ایام البیض: پوری چاندنی کی راتیں۔ یعنی ہر ماہ تیرھویں، چودھویں، اور پندرھویں تاریخیں۔

ایجاد: (تصوف) وجودِ حقیقی کا عالم میں ظہور۔

ایقان: (تصوف) یہ یقین کرنا کہ حق کی ذات ہر شے میں ہے اور اس میں محویت حاصل کرنا۔ صوفی عارف کے لئے یہ سب سے بلند مرتبہ ہے۔

باب الابواب: (لغ: دروازوں کا دروازہ)۔ (تصوف) طالب صادق کا تمام گناہوں سے توبہ کرنا کیونکہ توبہ اُن دروازوں میں سے پہلا دروازہ ہے

جس سے قربتِ حق حاصل ہوتی ہے۔

بابِ گردوں: مراد کہکشاں۔

بادریسہ: ایک گول تختہ جس کے بیچ میں سوراخ ہوتا ہے۔ اسے چوب خیمہ کے سرے پر لگاتے ہیں۔

باڑھ: تلوار کی دھار۔ فوجی سپاہیوں کی صف۔

بالادوی: اونچا دوڑنا۔ ایسا دوڑنا کہ اڑتا ہوا معلوم ہو۔

بامِ زمانہ: مراد پہلا آسمان۔

بامِ مسیح: مراد چوتھا آسمان جس پر حضرت عیسیٰ ہیں۔

بانگِ خلیل اللہی: کشتی میں حریف کو اٹھا کر زمین پر پھینکتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

بختی: بڑا خراسانی اونٹ جس کی نسل کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بادشاہ بخت نصر نے عرب کی اونٹنی اور عجم کے اونٹ کے ذریعہ پیدا کی تھی۔

بدجلو: سرکش گھوڑا۔

بُرجِ آبی: تین بُرج جن کی تاثیر آبی مانی جاتی ہے۔ سرطان، عقرب اور حوت۔

بُرجِ آتشی | بُرجِ آذری: تین بُرج جن کی تاثیر گرم مانی جاتی ہے۔ حمل، قوس اور اسد۔

بُرجِ بادی: جوزا، میزان اور دلو۔

بُرجِ خاکی: ثور، سنبلہ اور جدی۔

برجیس: مُشتری۔

برچھوں اُڑنا: بہت اونچی جست کرنا

برزخِ کبریٰ: (تصوف)۔ ظہور اور اخفا کی وہ درمیانی حالت جو ذات اور صفات اور احدیت اور واحدیت کے درمیان ہو۔

برگستواں: گھوڑے کی زرہ۔ پاکھر۔

بُروج: (نجوم) آسمان کو بارہ حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر حصے کو ایک بُرج کہا جاتا ہے۔ ان بُرجوں کے نام یہ ہیں۔ حمل، ثور، جوزا، سرطان، اسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو، حوت۔

بُزِ غالۂ فلک: دیکھئے جدی۔

بِزَن: قتلِ عام کا حکم

بصیرت: (تصوف) دل کی روشنی جو نورِ الٰہی سے چیزوں کی حقیقت کے واسطے سالک کے دل میں پیدا ہو کر کثرت کو وحدت میں اور وحدت کو کثرت میں دیکھے۔

بطئی السیر: (نجوم)۔ وہ ستارہ جو دھیمی رفتار سے چلے۔

بطین: (نجوم)۔ منازلِ قمر (نچھتروں) میں سے ایک منزل جسے ہندی میں بھرنی کہتے ہیں۔

بقا باللہ: (تصوف) وہ مقام جس میں سالک کی نظر غیریت سے مطلقاً اُٹھ جاتی ہے اور عارف صفاتِ حق کے ساتھ باقی ہوتا ہے۔

بکتر: موٹی اور مضبوط قسم کی نیم آستین زرہ جو دشمن کے مقابلے کے وقت زرہ کے اوپر پہن لی جاتی ہے۔

بلچیک: قبضۂ شمشیر کی مار، تلوار کی لچک اور لیک۔

بنات النعش: وہ سات ستارے جو قطب شمالی کے پاس نظر آتے ہیں ان میں سے چار ستارے جو ایک چوگوشہ شکل بناتے ہیں۔ انھیں لاش یا تابوت کے مشابہ سمجھا جاتا ہے اور تین ستاروں کو جو ایک قطار میں ہیں بنات یعنی لڑکیاں کہا جاتا ہے۔

بند (نیزے کا): نیزے بازی کا داؤ۔

بُورق: تلوار کی دھار، تلوار کی چمک۔

بوڑی: نیزے کی نوک
بوق: منہ سے بجائے جانے والی فوجی باجا، بگل۔
بھال: تیر کی نوک، تیر کا پھل۔
بہرامِ چرخ: (نجوم)۔ مریخ ستارہ۔
بہیر: اسباب، کیمپ کے ساتھ چلنے والے خادم وغیرہ
بیاض: رمل کی یہ شکل جو کہ ایک سعد نشان ہے، قمر سے منسوب ہے اور نقل و حرکت اور سفر سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا غلبہ کام میں کاہلی کا سبب ہوتا ہے۔

بیان: وہ علم جو کلام کو خوش اسلوبی کے ساتھ اور آراستہ کر کے پیش کرنے کے اسالیب سے بحث کرے۔
بیت الشرف: وہ بُرج جس میں سات ستاروں میں سے کوئی ستارہ پہنچ کر اپنے کمال کو حاصل کرے۔
بیتِ غربت: زائچے کا نواں خانہ جو کہ دور دراز سفر خاص کر مقدس مقامات کی زیارت وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے۔
بیت ہفتمیں: (نجوم) زائچے کا ساتواں خانہ جس کا تعلق شادی بیاہ، زن و شوہر کی محبت یا نا اتفاقی، ہمسایوں سے معاملات، محبت کی کیفیت وغیرہ سے ہوتا ہے۔ اس سے مُراد ساتواں بُرج یعنی میزان بھی ہو سکتا ہے۔ جس میں زہرہ کا ہونا سعد سمجھا جاتا ہے۔
بے چوبہ: ایک چھوٹا خیمہ جو بغیر بانسوں کے نصب کیا جاتا ہے۔
بیرق: چھوٹا جھنڈا، جھنڈی، وہ کپڑا جو جھنڈے پر لگاتے ہیں۔

پ

پاتراب: سفر کی تیاری۔ اگر سفر کسی بُرے دن سے شروع ہوتا ہے تو کسی اچھے دن کچھ سامان کسی جگہ پہنچا دیتے ہیں اور اپنے قیام کی جگہ بدل دیتے ہیں گویا اُسی دن سے سفر شروع کر دیتے ہیں۔

پاکھر: گھوڑے کی زرہ۔

پالِ بے چوب: بغیر لکڑی یا بلّی کا خیمہ۔ مُراد آسمان۔

پُتلی: گھوڑے کے سُم کی تلی میں مخروطی شکل کی نرم گدّی جس کی حفاظت کیلئے سُم پر نعل لگایا جاتا ہے۔

پٹری جمانا: گھوڑے کو رانوں سے دبائے رکھنا۔ گھوڑے پر جم کر بیٹھنا۔

پٹکا: تلوار لٹکانے کا تسمہ

پٹی چھوڑنا: گھوڑے کو پوئیہ دوڑنے کے لئے لگام کھینچ کر ڈھیلی چھوڑنا مُراد تیز دوڑانا۔

پرا: تیر کے پھل کا بغلی خار، جو انی کے پہلو میں پَر کی مانند کھڑا ہوتا ہے۔

پرتاب: ایک تیر جو دور تک جاتا ہے۔ تیر پھینکنا۔ وہ فاصلہ جہاں تک تیر جاسکے۔

پرتل: سواری کا اسباب، ساز و سامان۔

پرچم: سیاہ ریشم کا گچھا جو علَم کے پنجے کے نیچے باندھا جاتا ہے۔

پرگیری: پَر جو تیر میں لگے ہوتے ہیں۔

پرنالی: وہ نالی جو گھوڑے کے دونوں پٹھوں کے درمیان پڑنے لگتی ہے۔

پروین: عقدِ ثریا۔ سات ستاروں کا جھمکا۔

پرے: فوج کی قطاریں۔ لشکر کی صفیں۔
پُشتی: مدد کرنے والا۔ سہارا۔ مدد۔
پنج نوبت: وہ نوبت جو بادشاہوں وغیرہ کے دروازوں پر پانچوں وقت بجائی جاتی ہے۔ مزید وہ پانچ باجے جو جنگ میں بجائے جاتے ہیں۔ ڈھل، دمامہ، طبل، دف اور سنج۔
پوئی / پوئیہ: گھوڑے کی ایک تیز رفتار چال جس میں وہ پچھلے دونوں پیروں کو ایک ساتھ اُٹھا کر کودتا ہوا چلتا ہے۔ اسی طرح اگلے پیروں کو بھی ایک ساتھ اُٹھاتا ہے اور آگے کو بڑھتا ہے۔ چوکڑی بھرنا۔ سرپٹ جانا۔
پھریرا: مثلث کی شکل کا بڑا سا کپڑا جو علَم کی چھڑ میں لگایا جاتا ہے۔
پھکیت: پٹے باز۔ لکڑی پھینکنے کے فن میں مشّاق۔
پھول (ڈھال کے): پیتل کے نشان جو ڈھال پر ہوتے ہیں۔
پیپلا: تلوار کا نوکدار سرا۔
پیرِ مغاں / پیرِ میکدہ: (تصوف)۔ مرشد کامل جو اپنے افعال اور صفات کو حق کے افعال و صفات میں محو کردے۔
پیش آہنگ: (جنگ) لشکر اور قافلے کے آگے چلنے والا۔
پیکان: تیر کی بھال۔ وہ نوکدار لوہا جو تیر کے سرے پر لگا ہوتا ہے۔
پے کرنا: کونچیں کاٹ ڈالنا۔

ت

تبرِ زین: جنگ میں استعمال کیا جانے والا کلہاڑا جو عام طور پر زین میں لگا کر

رکھ لیا جاتا ہے۔

تثلیث: (نجوم)۔ جو ستارے زائچے کے پانچویں اور نویں خانے میں ہوں ان کی نظر کو نظر تثلیث کہتے ہیں۔ اور یہ نظر دوستی کی ہے۔

تجرید: (تصوف)۔ اپنی خودی اور ماسوائے اللہ سے دور رہنا اور حق کی خودی میں مل جانا۔

تحت الحنک: عمامے کا ایک پیچ جو ٹھوڑی کے نیچے سے گذرے۔

تحت الشعاع: (نجوم) جب کوئی ستارہ کسی برج میں سورج کے ساتھ دو چار درجے آگے پیچھے ہو۔

ترازوئے فلک: برج میزان۔

ترازو ہونا: تیر یا نیزے کا اس طرح لگنا کہ آدھا نشانے کے اندر اور آدھا باہر ہو۔

تربیع: (نجوم)۔ جو ستارے زائچے کے چوتھے اور دسویں خانے میں ہوں ان کی نظر، نظر تربیع کہلاتی ہے اور ان کے مابین نصف دشمنی ہوتی ہے۔

ترک: (تصوف)۔ سالک کا ہر چیز کو قطع کرنا۔ اور ہمیشہ خلق کو چھوڑنے اور حق تک پہنچنے کی جانب مشغول رہنا اور نفس امّارہ کو ترک کرنا۔

ترک تاز: تیز حملہ، جھپٹ۔

ترکِ فلک: مریخ، منگل ستارہ جسے جلّادِ فلک بھی کہتے ہیں۔

تزکیہ: (تصوف)۔ نفس کو مذموم صفات کے عیب سے پاک کرنا۔

تسدیس: (نجوم)۔ جو ستارے زائچے کے تیسرے اور گیارھویں خانے میں ہوں، ان کی نظر، نظر تسدیس کہلاتی ہے اور ان کے درمیان نصف دوستی ہوتی ہے۔

تصدیق: (منطق) وہ علم جو ایک چیز کے بارے میں کسی دوسری چیز کی نسبت سے حاصل ہو جیسے اُردو کی کتاب۔ اس طرح کتاب کا تصور

اردو سے جڑ کر پیدا ہوا۔

تفویض: (تصوف) ہر کام کو خدا کے حوالے کرنا اور ہمہ تن اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا۔

تکان دینا: برچھی یا نیزے کو جھٹکا دینا۔

تکسیر: کسی نام کے اعداد کو اس طرح چھوٹے اعداد میں توڑنا کہ جب ان اعداد کو تعویذ کے خانوں میں لکھا جائے تو ہر طرف سے ان کا جوڑ برابر آئے۔

تگاپو: دوڑ دھوپ، آمد و شد۔

تگاور: تیز رفتار گھوڑا

تناسخ: روح کا دوبارہ جنم لینا۔ روح کا ایک قالب سے دوسرے قالب میں آجانا۔ آواگون۔

تنگ: گھوڑے کی کمر پیٹی۔ زین یا کمر کے ساز کو گھوڑے کی پیٹھ پر کسنے کی مضبوط پٹی۔

توسن: گھوڑا بے سدھا گھوڑا۔ بچھیرا۔

تہ نشان: تلوار کے قبضہ وغیرہ پر چاندی یا سونے کی گلکاری۔

تیر: (نجوم) عطارد ستارے کا نام۔

تیرِ ہوائی: وہ تیر جو بغیر نشانہ باندھے چلایا جائے۔

تیغِ دو پیکری: دو پھل والی تلوار۔

تیغِ دودستی: ایسی تلوار جو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر چلائی جائے۔

تیغِ دودم: دودھاری تلوار۔

تیغِ دوسر: ایسی تلوار جس کے پھل کا اگلا حصہ دوشاخہ ہو۔

ٹ

ٹاپ: گھوڑے کے سُم کا حلقہ۔ گھوڑے کے اگلے پاؤں کی ضرب۔ وہ آواز جو گھوڑے کے چلنے یا دوڑنے سے پیدا ہوتی ہے۔ چوب جس سے ڈھول بجاتے ہیں۔

ث

ثابت: رمل میں وہ چار شکلیں جو اُلٹی کرنے پر بھی ویسی ہی رہتی ہیں۔ وہ شکلیں یہ ہیں۔

جماعت ☰ ، عقلہ ، اجتماع ، اور طریق ⁝ ۔

ثوابت: (نجوم) وہ ستارے جو قائم ہیں حرکت نہیں کرتے۔

ثور: (نجوم) آسمان کے بارہ برجوں میں سے دوسرا بُرج جو بیل کی شکل سے منسوب ہے اور ہندی میں برکھ کہلاتا ہے۔ اس کا مالک ستارہ زہرہ ہے۔ اس کا رنگ سفید ہے اور یہ خاکی بُرج ہے۔ کبھی کبھی گاؤ گردوں کہہ کر اس سے شاعرانہ نسبت کی جاتی ہے۔

ج

جبروت: (تصوف) عظمتِ اسمائے وصفاتِ الٰہی اور مرتبۂ واحدیت کو کہتے ہیں۔ کیونکہ اس مرتبے پر لاتعداد اشکال کا مشاہدہ ہوتا ہے اور اس سے سالک کے دل میں عظمتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔

جدی: (نجوم) آسمان کے بارہ برجوں میں سے دسواں برج جو بکری کے بچے کی شکل سے منسوب ہے اور ہندی میں مکر کہلاتا ہے۔ اس کا مالک زحل ستارہ ہے۔ اس کا رنگ زردی مائل ہے اور یہ برج خاکی ہے۔ بعض اوقات اس کے لئے بزِ غالۂ فلک کی شاعرانہ نسبت استعمال کی جاتی ہے۔

جزو لایتجزیٰ: ایسا جزو جس کے ٹکڑے نہ ہوسکیں۔

جلاجل: جلجل کی جمع۔ جھانجیں۔

جلادِ فلک: (نجوم)۔ مریخ ستارہ

جمازہ: تیز رفتار اونٹ۔

جماعت: رمل کی یہ شکل ☰ ۔ جو کہ عطارد ستارہ سے منسوب ہے اور اس کے اثرات ملے جلے ہیں۔ اس کے غلبے کی صورت میں فتنہ فساد، لڑائی جھگڑا اور پریشانی ہوتی ہے۔

جمّال: اونٹ والا۔

جمدھر: دو دھارا سیدھا خنجر۔

جناح: سپاہیوں کا دستہ جو فوج کے آگے رہتا ہے۔ فوج کا بازو

جناحین: فوج کے دونوں بازو یعنی میمنہ و میسرہ، دائیں اور بائیں رہنے والے دستے۔

جنگِ زرگری : مصلحت آمیز جنگ جو دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے ہو۔

جواد : تیز رفتار گھوڑا۔

جواہر خمسہ : عقل، نفسِ ناطقہ، نفسِ حیوانی، نفسِ نباتی، نفسِ معدنی۔

جوزا : آسمان کے بارہ برجوں میں سے تیسرا برج جس کی شکل دو جڑواں لڑکوں کی ہے جن کی پشت ایک دوسرے سے چپاں ہے۔ ہندی میں اسے متھن کہتے ہیں۔ اس کا مالک ستارہ عطارد ہے۔ اس کا رنگ عنبری ہے اور یہ بادی برج ہے۔

جوشن : ایک قسم کی زرہ جو بازوؤں کی حفاظت کے لئے پہنی جاتی ہے۔

جوہر : وہ جو قائم بالذات ہے اور کسی موقعہ پر کسی کا محتاج نہ ہو۔ جب کہ عرض قائم بالغیر ہوتا ہے۔ جوہر کی مثال ہے انسان یا گھوڑا اور جوہر کی مثال رنگ یا بو۔

جوہرِ ثانی : عقول عشرہ میں سے عقل دوم۔

جہاتِ ستہ : چھ سمتیں ۱۔ مغرب ۲۔ مشرق ۳۔ شمال ۴۔ جنوب ۵۔ تحت (نیچے) ۶۔ فوق (اوپر)۔

جھلم : تنہ کی طرح کی ایک کڑیوں کی نقاب جو لڑائی کے وقت منہ پر ڈالی جاتی ہے۔

جھول : ہاتھی کے اوپر ڈالنے کا کپڑا۔

چ

چار ارکان، چار طبع، چار عناصر : آب (پانی)، باد (ہوا)، خاک (مٹی)،

آتش (آگ)۔

چار اسباب علت: مادی، صوری، فاعلی، غائی (دیکھئے ان علتوں کا بیان)۔

چار آئینہ: ایک قسم کی زرہ۔ چار فولادی تختیاں جو لڑائی کے وقت سپاہی وردی کے اوپر، ایک سینے پر، ایک پیٹھ پر اور دو دونوں پہلوؤں پر باندھتے ہیں۔

چار ضرب: صوفیہ کا ایک شغل جس میں ذکر نفی اثبات کے وقت دل، جگر، دماغ اور سینے پر لفظ "الا اللہ" کی ضربت، گاہ بگاہ لگاتے ہیں تاکہ قلب کی صفائی ہو۔

چار منزل: شریعت، طریقت، معرفت، حقیقت۔

چاؤش: نقیب جو میدان جنگ میں سپاہیوں کو جوش دلانے والی باتیں باواز بلند کہتا ہے۔

چرخ اطلس: نواں آسمان جو ستاروں سے خالی ہے۔

چرخ چہارم: چوتھا آسمان جس پر سورج ہے کہا جاتا ہے کہ اسی آسمان پر حضرت عیسٰی ہیں۔

چلتہ: سپاہیوں کی موٹی، دہری زرہ۔ چہلتہ۔

چلہ: کمان کی ڈوری۔

چنبر: حلقہ۔

چوب علم: وہ لکڑی کا ڈنڈا یا بانس جو جھنڈے میں لگایا جاتا ہے۔

چوہرنگ: شمشیر بازی کا ایک داؤ۔ حریف کے ہاتھ میں اڑنگا لگا کر بے قابو کرنے اور گردن پر چھری مارنے کا ڈھنگ۔

چہار تنگ: چوکڑی بھرنا۔ سرپٹ دوڑنا

چہرہ: حلیہ۔ فوجیوں کا حلیہ جو فوج کے دفتر میں لکھ لیا جاتا ہے۔

چہرہ کٹ جانا: فوج کے دفتر سے نام خارج کر دیا جانا۔
چہلتہ: ایک قسم کی سوئی، دُہری زرہ۔ چلتہ۔

ح

حج اکبر: (تصوف)۔ جذب قلوب، جب کہ سالک حق کا مشاہدہ کرے۔
حُدی: وہ گیت جو ساربان اونٹ ہنکاتے وقت گاتے ہیں۔
حرارتِ غریبی: جسم میں خارجی گرمی جو کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو جائے۔
حرارتِ غریزی: جسم کے اندر کی فطری گرمی۔
حرکت نفسانی: جس حرکت سے روح کو حرکت ہو جیسے غصّہ اور خوشی، خوف وخجالت۔
حریم لامکاں: (تصوف) وہ مقام جہاں ذات باری کے سوا کوئی نہیں۔
حسام: تیز تلوار، تلوار کی تیزی اور آب۔
حق الیقین: (تصوف)۔ وہ مقام جہاں شہودِ حق ہو اور حق میں محو ہونا اور باقی بیقائے حق رہنا۔
حکم انداز: وہ شخص جس کا نشانہ خطا نہ کرے۔
حکمت: وہ علم جو ان چیزوں کی مدد سے جو کہ خارجی وجود رکھتی ہیں ان کی حقیقت سے بحث کرے۔ اس کی تین قسمیں ہیں۔ طبعی، ریاضی اور الہٰی۔
حلقہ بگوش: (تصوف) وہ صاحب استعداد جو کلام الہٰی کے قبول کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔
حمرا: رمل کی یہ شکل جو کہ ایک منحوس شکل ہے۔ اور مریخ ستارے، فوج، آلات جنگ، فتنہ اور خوں ریزی سے منسوب ہے۔

حمل: (نجوم)۔ آسمان کے بارہ بُرجوں میں سے پہلا بُرج ہے جو کہ مینڈھے کی شکل رکھتا ہے۔ اسے ہندی میں میگھ کہتے ہیں۔ اس بُرج کا مالک مریخ ہے۔ اس کا رنگ سُرخ ہے اور یہ بُرج آتشی ہے۔ اس کا تعلق موسم بہار سے ہے اور جس دن سورج اس برج میں داخل ہوتا ہے اُسے نوروز کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ شمسی سال کا پہلا دن ہوتا ہے۔

حواس خمسہ باطنی: ۱۔ حسِ مشترک ۲۔ خیال ۳۔ متصرفہ ۴۔ وہم ۵۔ حافظہ۔

حواس خمسہ ظاہری: ۱۔ ذائقہ (چکھنا) ۲۔ شامّہ (سونگھنا) ۳۔ باصرہ (دیکھنا) ۴۔ سامعہ (سُننا) ۵۔ لامسہ (چھونا)۔

حوت: (نجوم)۔ آسمان کے بارہ بُرجوں میں سے آخری بُرج جس کی شکل مچھلی کی ہے۔ ہندی میں اسے مین کہتے ہیں۔ اس برج کا مالک مشتری ہے۔ اس کا رنگ زرد اور یہ برج آبی ہے

حوضہ: ہودج۔

خ

خارج: (رمل) وہ شکل جس کی ابتدا میں فرد (۰) ہو اور آخر میں زوج (۔) مثلاً عتبة الخارج ، قبض الخارج اور نصرة الخارج۔

خانۂ اولاد: زائچے کا پانچواں خانہ جس سے اولاد کا حال معلوم ہوتا ہے یہ خانۂ محبوب بھی ہے۔

خانۂ بادشاہ: زائچے کا دسواں خانہ جس سے بادشاہ، وزیر وغیرہ کا حال

معلوم ہوتا ہے۔ اعلیٰ افسران سے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔ یہ خانہ روزگار اور ملازمت سے بھی متعلق ہے۔

خانۂ برادران: زائچے کا تیسرا خانہ جس سے بھائی بہن کا حال معلوم ہوتا ہے۔

خانۂ تزویج: زائچے کا ساتواں خانہ جو شادی بیاہ، میاں بیوی کی محبت اور نا اتفاقی، عشق و عاشقی وغیرہ کا حال بتاتا ہے۔

خانۂ دشمناں: زائچے کا بارھواں خانہ جو دشمنوں، حاسدوں، رنج و غم، جرمانہ و سزا اور پرانی بیماریوں کے ساتھ ساتھ قید، افلاس، پریشانی وغیرہ کے بارے میں بتاتا ہے۔

خانۂ دوستاں: زائچے کا گیارھواں خانہ جو دوستی، بڑے لوگوں سے ملاقات، عشق و عاشقی، امید اور سعادت و نحوست، دولت و راحت وغیرہ کے بارے میں خبر دیتا ہے۔

خانۂ زین: زین کا درمیانی حصہ جہاں سوار بیٹھتا ہے۔

خانۂ سفر: زائچے کا نواں خانہ جس سے دور دراز سفر، زیارتِ مقاماتِ مقدسہ، راستے کے حالات وغیرہ سے متعلق حالات معلوم ہوتے ہیں۔

خانۂ عمل و روزگار: زائچے کا دسواں خانہ جس سے مال، شغل و عمل اور ملازمت کا حال معلوم ہوتا ہے۔

خانۂ قسمت: زائچے کا پہلا خانہ جس سے زندگی، بیماری، قسمت، راحت و رنج، خوش بختی و بد بختی وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔

خانۂ کیسہ: دیکھئے خانۂ معاش۔

خانۂ مرض: زائچے کا چھٹا خانہ جس سے بیماری، جادو ٹونا، قیدخانہ، تہمت، ملامت وغیرہ کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہے۔

خانۂ معاش: زائچے کا دوسرا خانہ جس سے مال و معاش، آمدنی اور لین دین،

خرید و فروخت، قرض لینے دینے وغیرہ کا تعلق ہے۔

خانۂ موت: زائچے کا آٹھواں خانہ جس سے موت، خوف و دہشت، وصیت، مال میراث، قتل اور چوری کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

خانۂ والدین: زائچے کا چوتھا خانہ جس سے ماں باپ کے حالات، جائداد اور دفینے وغیرہ کے سلسلے میں حالات معلوم ہوتے ہیں۔

خرق و التیام: (فلسفہ) پھٹنا اور مل جانا۔ پانی اور ہوا میں یہ کیفیت ہے۔ مگر ٹھوس چیزوں میں نہیں پائی جاتی۔ یہ مسئلہ واقعہ معراج کے سلسلے میں بحث میں لایا جاتا ہے کہ اگر معراج رسولِ خدا جسمانی تھی تو آسمان کا پھٹنا اور جڑنا کیا ممکن ہو سکتا ہے۔

خرگہ: بڑا خیمہ جو سب کے بیچ میں نصب کیا جاتا ہے۔

خرمنِ ماہ: چاند کا ہالہ۔

خسروِ اقلیم چین: مشتری ستارہ جس کے تابع چین کی مملکت ہے۔

خلوت: (تصوف) صحبتِ خلائق اور ہستی سے بیگانہ ہونا۔ اسی سے مراد حضوری حق ہے۔

خُم: (تصوف) قلب عارف جس پر ابر فیضان کا ورود ہوتا رہتا ہے۔

خم خانہ: (تصوف) عالم تجلیات۔

خمسۂ متحیرہ: چاند اور سورج کو چھوڑ کر باقی پانچ ستارے جو کبھی کبھی اپنی معمول کے مطابق چال چھوڑ کر آگے پیچھے چلنے لگتے ہیں۔

خود: فولادی ٹوپی جو جنگ میں سر کو محفوظ رکھنے کے لئے پہنتے ہیں۔

خوشۂ پروین: عقدِ ثریا۔ سات ستاروں کا جھمکا۔

خوشۂ چرخ: بُرج سنبلہ۔

خوں بہا: وہ رقم جو کسی کی جان کے معاوضے میں دی جائے۔

د

داخل: رمل کی سولہ شکلوں میں سے وہ تین شکلیں جن کی ابتدا میں زوج (–) اور آخر میں فرد (۰) ہو۔ نصرت الداخل، قبض الداخل، عتبۃ الداخل۔

دبوس: آہنی گرز۔

دبیرِ فلک: عطارد ستارہ۔

درع: زرہ۔

درویش: (تصوف) وہ طالب صادق جو سوائے حق کے اور کسی چیز کا طالب نہ ہو اور نہ کسی سے کام رکھے۔

درۂ بیضاء: عقلِ اول کو کہتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ دُرَّۃٌ بَیضَاءُ وَاَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ العَقلُ (پہلے جس چیز کو اللہ نے پیدا کیا وہ درۂ بیضا یعنی عقل ہے)۔

دستانہ / دستوانہ: ایک لوہے کی چیز جو لڑائی میں ہاتھوں پر پہنتے تھے تاکہ وہ کہنیوں تک محفوظ رہیں۔ تلوار کے قبضے کو بھی کہتے ہیں۔

دستگی: وہ تسمہ جو تلوار کے قبضے سے لٹکتا رہتا ہے۔

دلالت: (منطق) کسی چیز کا ایسی حالت پہ ہونا کہ اس کے جانتے ہی دوسری چیز کو جان لیں۔ جیسے سائے کو دیکھنے سے یہ علم ہو کہ وہاں کوئی جسم ہے جس کا وہ سایہ ہے (تصوف) مرشد کے اشارات و بشارات جن سے سالک حق تعالےٰ کی طرف ہدایت پاتا ہے۔

دلالتِ طبعی: کسی چیز یا حالت کا اس چیز یا حالت کی جانب ہدایت کرنا جس کا

وہ نتیجہ ہے۔ جیسے آہ آہ کی آواز درد کی دلالت ہے اور نبض کی تیزی
بخار کی دلالت۔

دلالت عقلی: ایک چیز کا عقل کی وساطت سے دوسری چیز پہ دلالت کرنا۔
جیسے دھواں آگ پہ دلالت کرتا ہے۔

دلالت وضعی: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ اس طرح مخصوص کر دینا کہ
ایک کو سمجھتے ہی دوسری کو سمجھ لیں جیسے لفظ احمد کی دلالت شخص احمد پہ ہے۔

دلائلِ ثلاثہ: (منطق) دلالت مطابقی، تضمنی اور التزامی (تصوف)
فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ۔

دَلو: آسمان کے بارہ برجوں میں سے گیارھواں برج جس کی شکل ڈول
کی ہے اور ہندی میں کُنبھ کہلاتا ہے۔ اس کا مالک ستارہ زحل ہے اور یہ بادی برج ہے۔

دمامہ: نقّارہ۔

دِوال / دِیوال: زین کے بغلی چمڑے جو گھوڑے کی پسلیوں پر رکاب کے تسموں
کے نیچے پھیلے رہتے ہیں۔

دوالِ شمشیر: تلوار باندھنے یا لٹکانے کا تسمہ۔ پرتلا۔

دو پیکر: برج جوزا جس کی شکل جڑواں بچوں کی ہے۔

دو صحن: زمین اور آسمان۔

دہانہ: گھوڑے کے منہ میں ڈالنے کی آہنی کڑی جس کے سرے پہ لگام اور
مہرے کے تسمے باندھنے کے کڑے لگے ہوئے ہوتے ہیں۔

دہقانِ فلک: ستارۂ زحل۔

دُہل: ڈھول۔ نقّارہ۔

دیت: خون بہا۔

دیدبان: ایک شخص جو کسی بلند مقام سے ہر طرف نگاہ رکھتا ہے تاکہ دشمن کی

نقل و حرکت دیکھ سکے اور اپنے آدمیوں کو خطرے سے خبردار کر سکے۔

دیو ہفت سر: کرۂ زمین۔

ر

راس و ذنب: راہو اور کیتو۔ آسمان پر ایک اژدہے کی صورت ہے اس کے شمالی حصے کو جو سر کے مشابہ ہے راس اور جنوبی حصے کو جسے دُم سمجھا جاتا ہے، ذنب کہتے ہیں۔ اگر یہ سورج یا چاند کے ساتھ ہو جائیں تو گہن واقع ہوتا ہے۔ یہ دونوں ہمیشہ اُلٹے چلتے ہیں یعنی مغرب سے شرق کی جانب۔

ران باگ: گھوڑے پر بیٹھنے اور باگ لینے کا ایک طریقہ۔

رایت: نشان، جھنڈا، عَلَم۔

رُبعِ مسکون: کرۂ زمین کا وہ چوتھائی حصہ جس پر انسان رہتے ہیں۔

رجز: وہ فخریہ اشعار جو سپاہی میدان جنگ میں پڑھتے ہیں۔

رجعت: (نجوم) ستاروں کا اپنی سیدھی چال چھوڑ کر اُلٹی چال چلنا۔ رجعت کی حالت میں ہر ستارہ نحس ہو جاتا ہے۔ راس و ذنب ہمیشہ اُلٹے چلتے ہیں۔ اور سورج اور چاند کبھی اُلٹے نہیں چلتے (تصوف) قہرِ الٰہی کے سبب مقامِ وصول سے بطریقِ انقطاع پھر جانا۔

رقاصۂ فلک: ستارۂ زہرہ۔

رکاب: سوار کے پیر رکھنے کو زین کے دونوں طرف تسموں میں لٹکے ہوئے آہنی کڑے۔

رکاب دوال: رکاب کا تسمہ جو زین کے بغل میں لٹکا رہتا ہے۔

رَمّال: علم رمل کا جاننے والا۔

رَمل: نقطوں کے حساب پر منحصر ایک علم غیب ہے۔ جس کی بنیاد چار نقطوں کی ترتیب پہ ہے جن کی سولہ شکلیں بنتی ہیں۔ جن کی نظرات اور زائچے کے خانوں میں ان کی موجودگی سے غیب کا حال بتاتے ہیں۔

رَن چڑھے: جنگ آزمودہ۔ لڑائی کے فن میں استاد۔

روحِ اعظم: (تصوف) روحِ کلّی جو مظہرِ ذاتِ الٰہی ہے۔

روحِ عالم: (تصوف) حضرت آدم ہیں جنھیں حق تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنا کر اس دنیا میں بھیجا۔

روئیں تن: (لغ: کانسے کا بدن۔ اسفندیار کا لقب تھا جس کے جسم پر تیغ و تبر کا اثر نہیں ہوتا تھا)۔ مضبوط جسم والا۔ وہ جس کے جسم پر کوئی ہتھیار کارگر نہ ہو۔

رویتِ حق: (تصوف) حق کو خلق میں دیکھنا۔

رہرو‌ا: شکار بند۔ فتراک

رہوار: گھوڑا۔ قدم باز گھوڑا۔

ریحان: (تصوف) وہ نور جو صفائی قلب اور ریاضت کے بعد حاصل ہو۔

ز

زحل: سات سیاروں میں سے ایک جسے ہندی میں سنیچر کہتے ہیں۔ اس کو کیواں بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ساتویں آسمان کا مالک ہے۔ ملکوں میں ہندوستان اس کے زیرِ تصرف ہے۔ یہ دہقانوں، گنواروں، غلاموں سے تعلق

رکھتا ہے۔ یہ انتہائی منحوس ہے اس لیے نحس اکبر کہلاتا ہے۔ اس کا شرف برج میزان میں ہے۔ زہرہ اور عطارد اور راس و ذنب اس کے دوست ہیں۔ آفتاب اس کا دشمن ہے۔ یہ نہایت سست رفتار ستارہ ہے اور سال میں چار مہینے اُلٹی چال چلتا ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہے۔

زخم کا کوچہ: زخم کا شگاف یا منہ۔

زرہ: لوہے کی کڑیوں سے بنا ہوا لباس جو سپاہی حریف کی تلوار وغیرہ کی ضرب سے حفاظت کے لئے پہن لیتا ہے۔

زرہ جامہ: زرہ کے نیچے پہننے کا لباس۔

زکوٰۃ حسن: (مجاز) بوسہ (حقیقت) مرشد کا فیضِ روحانی۔

زمہریر: کرۂ ہوا کا ایک طبقہ جو نہایت سرد ہے۔

زہ: کمان کا سرا۔

زہرہ: سات سیاروں میں سے ایک جسے ہندی میں شکر کہتے ہیں۔ فارسی میں اس کو ناہید، رقاصۂ فلک اور لولیٔ فلک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تیسرے آسمان کا مالک ہے۔ یہ سیارہ ملک عرب سے تعلق رکھتا ہے اور رقص، سرود، عیش و عشرت، عشق و محبت سے نسبت رکھتا ہے۔ یہ ایک سعد ستارہ ہے اور سعد اوسط کہا جاتا ہے۔ برج حوت میں اس کو شرف حاصل ہوتا ہے۔ زحل، عطارد، راس و ذنب اس کے دوست ہیں اور مشتری اس کا دشمن ہے۔

زہ گیر: انگشتانہ جو تیر انداز اپنے انگوٹھے میں پہن لیتے ہیں تاکہ وہ کمان کے چلّے سے کٹ نہ جائے۔ یہ عام طور پر ہڈی کا بنا ہوتا ہے۔

زیر بند: پیٹی۔ کوڑا (چابک)۔

س

ساطور: بڑا چھرا۔ خنجر۔

ساغر: (تصوف) وہ سالک جو انوارِ غیبی کا مشاہدہ کرے اور مقامات کا ادراک کرے۔ بعض اس سے مرشد کی گردشِ چشم مُراد لیتے ہیں جو سالک کو حقیقی مستی بخشتی ہے۔

ساقط: (نجوم) جب ستارے ایک دوسرے کو نہ دیکھیں تو اُن کی نظر ساقط ہوتی ہے۔ زائچے کا دوسرا، چھٹا اور بارھواں خانہ ساقط ہوتا ہے۔

ساقی: (تصوف) فیض معنوی پہنچانے والا اور ترغیب دینے والا۔ جو اپنے کشف سے حقائق اور معارف بیان کرے۔

ساکھا: نہایت بہادری سے جنگ کرنے والا۔

سالک: (تصوف) جو دل سے حق کی جانب متوجہ ہو۔

سالکِ واصل: (تصوف) جو ابتدا سے ہی حقیقت کا محکوم ہو اور مجاز کی قید سے نکل کر آزادی کا مرتبہ حاصل کرے اور عدم سے شہود میں آئے۔

سالکِ ہالک: جو ابتدا سے ہی مجاز میں مقید ہو جائے۔ اور حقیقت سے بے خبر رہ کر، مجاز کو ہی اپنا مطلوب سمجھ لے۔

سبزہ: وہ گھوڑا جس کا رنگ سیاہی مائل سفید ہو۔

سبع سیارہ: سات سیارے۔ ۱۔ آفتاب، ۲۔ قمر، ۳۔ مریخ، ۴۔ عطارد، ۵۔ مشتری، ۶۔ زہرہ، ۷۔ زحل

سبع شداد: سات آسمان

ستارۂ صبح: زہرہ

ستہ ضروریہ: انسانی زندگی کے لئے چھ ضرورتیں۔ ۱۔ کھانا پینا ۲۔ جسمانی حرکت و سکون ۳۔ نفسانی ضروریات ۴۔ نیند اور بیداری ۵۔ پیشاب پاخانہ ۶۔ بہتے خون کا رُکنا۔

ستھراؤ: مقتولوں کا ڈھیر۔ قتل عام

ستیز: لڑائی، جنگ، کشمکش، مقابلہ۔

سجادہ: (تصوف)۔ اس کی اصل سہ جادہ ہے مراد شریعت، طریقت اور حقیقت میں کمال حاصل کرنا۔

سحر حلال: شاعری۔ جادو حرام ہے۔ لیکن شاعری جو جادو کا اثر رکھتی ہے حرام نہیں۔

سراپردہ: وہ اونچی قنات جو خیمے کے ارد گرد چار دیواری کی طرح لگاتے ہیں۔

سراج المساکین: چاند

سراچہ: چھوٹا خیمہ، ایک بانس کا خیمہ۔

سراچۂ کل: عرش

سرآہنگ: مقدمۃ الجیش۔ فوج کے آگے رہنے والا دستہ۔

سر باندھنا: گھوڑے کی باگ اس طرح پکڑنا کہ گھوڑا اپنا سر اُٹھائے رہے اور اِدھر اُدھر جنبش نہ کر سکے۔

سرطان: آسمان کے بارہ بُرجوں میں سے چوتھا بُرج جس کی شکل کیکڑے جیسی ہے اور اس کو ہندی میں کرک کہا جاتا ہے۔ اس برج کا مالک قمر ہے یہ بُرج آبی ہے۔

سرمکھ: مقابل، روبرو، آمنے سامنے۔

سرنگ: لال رنگ کا گھوڑا جس کی ایال اور دم بھی لال ہوتی ہے۔

سروہی: کوہ آبو کے پاس مارواڑ کا ایک قصبہ جس کی سیدھی تلوار مشہور ہے۔

سرہنگ، فوج کا افسر، کوتوال۔

سری: وہ پتلی لکڑی جس کے سرے پر پیکان لگا کر تیر بناتے ہیں۔ تیر کا گز۔

سریع السّیر: (نجوم) تیز رفتاری سے چلنے والا سیارّہ۔

سعد: (نجوم) ستارہ جو اپنے اثر میں اچھا ہو۔

سعدِ اکبر: (نجوم) ستارہ مشتری۔

سعدِ اوسط: (نجوم) ستارہ زہرہ۔

سعدِ ذابح: چاند کی بائیسویں منزل جسے ہندی میں شروان کہتے ہیں۔ یہ دو ستاروں پر مشتمل ہے۔ ان کی شکل اس طرح تصور کی جاتی ہے کہ بڑا ستارہ چھوٹے ستارے کو ذبح کر رہا ہے۔

سعدین: (نجوم) دو اچھے اثر والے ستارے، مشتری اور زہرہ۔

سکندری کھانا: گھوڑے کا ٹھوکر کھانا۔

سکینہ: (تصوف) طمانیت قلبی جو سالک کے قلب پر نزولِ اسرار کے سبب ہوتی ہے۔

سلحشور: سلاح دار، بہادر سپاہی۔ ہتھیار بند سپاہی۔

سلوک: (تصوف) حق سے قربت کی طلب۔

سماک: چاند کی چودھویں منزل جسے ہندی میں چترا کہتے ہیں۔ یہ برج اسد میں واقع دو ستاروں کا نام ہے۔ ان میں سے ایک کو سماک رامح کہا جاتا ہے گویا وہ نیزہ اُٹھائے ہوئے ہے۔ دوسرے کو سماک اعزل کہتے ہیں گویا وہ بے ہتھیار ہے۔

سمند: زردی مائل رنگ کا عمدہ گھوڑا۔

سنان: نیزہ۔ نیزے یا برچھی کا پھل۔

سنبلہ: آسمان کے بارہ برجوں میں سے چھٹا برج جس کی شکل ایک دوشیزہ

کی ہے جو گیہوں کی بالی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے۔ ہندی میں اس کو کوکنیا کہتے ہیں۔ یہ برج خاکی ہے اور اس کا مالک عطارد ہے۔

سنج: جھانجیں۔

سنگر: دیوار یا پشتہ جو پناہ کے واسطے لشکر کے چاروں طرف بنا لیتے ہیں۔ دمدمہ، مورچہ۔

سنمکھ: آمنے سامنے، مقابل۔

سوفار: تیر کے نیچے کا سرا جس میں کمان کا چلّہ لگانے کے لئے ایک کھندا بنا ہوتا ہے۔

سوفسطائی: قدیم حکما کا ایک گروہ جو وہم پر انحصار کرتے ہیں اور حقائق کو نہیں مانتے ان کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ عنادیہ جو کسی چیز کی حقیقت کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ دنیا محض وہم و خیال ہے۔

۲۔ عندیہ جو چیزوں کے ثبوت کے منکر ہیں۔

۳۔ لا ادریہ جو نہ ثبوت کے منکر ہیں اور نہ نفی کے۔

سُہا: بنات النعش میں ایک باریک ستارہ۔

سہ شعبہ: تین پہلو یا تین پھل والا تیر۔

سہ قبلہ: تین قبلے۔ ۱۔ کعبہ۔ ۲۔ بیت المقدس، جو کعبے سے پہلے مسلمانوں کا قبلہ تھا۔ ۳۔ بیت المعمور جو فرشتوں کا قبلہ ہے۔

سیّاف: تلوار کا دھنی۔ تلوار بازی کا ماہر۔

سیمر: کمان کا چلّہ۔

ش

شاہ گام: گھوڑے کی تیز چال۔
شاہِ مشرق: آفتاب۔
شاہِ مغرب: ہلال۔
شب خون: دشمن پر رات میں دھاوا۔
شبدیز: سیاہ رنگ کا گھوڑا۔ خسرو پرویز کے سیاہ رنگ کے گھوڑے کا نام تھا۔
شب رنگ: مشکی گھوڑا۔ سیاوش کے گھوڑے کا نام تھا۔
شترنال: وہ توپ جو اونٹ پر رکھی جاتی ہے۔
شراب: (تصوف) وہ ذوق و شوق جو عالم باطن سے سالک پر وارد ہوتا ہے اور سالک کو مست و مدہوش کر دیتا ہے۔ بعض کے نزدیک معرفت، محبت اور عشق۔
شراب خانہ: (تصوف) عالم معنی اور عالم باطن۔ پیر کامل اور عاشق و عارف کامل۔
شراب طہور: (تصوف) فیض الٰہی جو صدیقین کے دل پر وارد ہوتا ہے۔
شرف: (نجوم) کسی سیارے کا اپنے اصلی گھر یعنی بُرج میں آنا۔ اس طرح اس سیارے کی قوت درجۂ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ آفتاب کو برج حمل میں، ماہ کو ثور میں، عطارد کو سنبلہ میں، زہرہ کو حوت میں، مریخ کو جدی میں، مشتری کو سرطان میں اور زحل کو میزان میں آنے سے شرف حاصل ہوتا ہے۔ جب کوئی ستارہ اپنے گھر میں آتا ہے تو اس وقت جو کام کیا جائے وہ مبارک اور نیک ہوتا ہے۔

شست : چمڑے کا انگشتانہ جو تیر انداز انگوٹھے پر پہن لیتے ہیں۔
شش پر : لوہے کا گرز جس کے ــ سر کے چھ پہلو ہوتے ہیں۔
شش جہت : چھ سمتیں یعنی مغرب، مشرق، شمال، جنوب، فوق (اوپر) اور تحت (نیچے)۔
شش خاتون : سوائے آفتاب کے باقی چھ سیارے۔
ششدر : (شطرنج) وہ حالت جب کہ مہرہ ہر طرف سے پھنس جائے۔
شش روزہ : کائنات جو کہ چھ روز میں بنی۔
شقہ : وہ کپڑا جو علَم میں باندھتے ہیں۔ پھریرا۔
شکار بند : فتراک۔ زین کے پیچھے لگا ہوا سوار کا مختصر سامان یا شکار باندھنے کا تسمہ۔
شمسہ : کلس۔ وہ زریں قرص جو کلس میں لگی ہوتی ہے۔
شمع : (تصوف) نورِ عرفان۔ بقول بعض شمع، انوارِ معرفت کے اس پر تو سے عبارت ہے جو کہ سالک کے دل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور شمع انجمن، معشوق کی ذات سے عبارت ہے۔
شملہ : دستار کا طرّہ۔ مونڈھے پہ اوڑھنے والی شال۔
شہود : (تصوف) وہ حالت جب کہ سالک غیریت کے سارے پردے اٹھا کر موجودات کی ہر صورت میں مشاہدۂ حق کرے۔
شیپور : منہ سے پھونک کر بجائے جانے والا فوجی باجا۔
شیخ : (تصوف) ایسا مکمل انسان جو خود شریعت، طریقت اور حقیقت میں کامل ہو اور دوسرے کو بھی ایسا ہی بنا سکے۔
شیر گردوں : آسمانی برج اسد

ص

صارم: کاٹنے والی تلوار۔

صدرِ زین: زین کا درمیانی حصہ جہاں سوار بیٹھتا ہے۔

صدفِ فلک: فلک الافلاک۔ مزید آفتاب و ماہ۔

صَرف: وہ علم جو اس سے بحث کرتا ہے کہ کسی زبان میں الفاظ کس طرح بنائے جاتے ہیں اور مختلف حالتوں میں ان میں کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔

صُغریٰ: (منطق) کسی منطقی مسئلے کا پہلا قضیہ۔

صفاتِ حمیدہ: (تصوف) وہ نیک صفات جو جمال کی طرف لے جاتی ہیں جیسے حلم و خلق حسن، توکّل، تقویٰ، اخلاص وغیرہ۔

صفاتِ ذمیمہ: (تصوف) وہ ناپسندیدہ صفات جو جلال کی طرف لے جاتی ہیں جیسے حرص اور بدخلقی وغیرہ۔

صفاتِ فعلیہ: (تصوف) وہ صفات جن کی ضد جائز ہو جیسے رضا، رحمت، غیض و غضب۔

صُلحِ کل: موحّدین کا یہ طریقہ کہ وہ سب مذہبوں کی انتہا ایک سمجھتے ہیں اور دوسرے مذہبوں سے کوئی بیر نہیں رکھتے بلکہ اُن کے ساتھ امن و دوستی کے ساتھ رہتے ہیں۔

صمصام: عمدہ قسم کی تلوار جو ٹیڑھی نہ ہو سکے۔

صوتِ سرمدی: (تصوف)۔ ذات کی وہ آواز جو خلق کی پیدائش سے پہلے تھی اور خلق کی فنا کے بعد بھی رہے گی۔ کیونکہ یہ آواز خالص ذات کی ہے، صفات کی نہیں۔ اس لئے سوائے کاملین کے اس کی کسی کو خبر نہیں۔

صوفی : (تصوف) اُسے کہتے ہیں جو اپنے دل کو غیر حق سے بچائے اور خطرۂ نفسانی اور شیطانی کو داخل نہ ہونے دے۔

ض

ضربِ حیدری : تلوار کو سر کے گرد گھما کر پوری طاقت سے حریف پر ضرب لگانے کا ایک طریقہ۔ یہ ضرب دہری ہوتی ہے۔ پہلی گردش میں اوپر کے دھڑ پر اور دوسری گردش میں نیچے کے دھڑ پر کس کر لگائی جاتی ہے۔

ط

طالب : (تصوف)۔ حق کا متلاشی۔ وہ جو اپنی خواہشات نفسانی اور لذات نفسانی کو عبور کر چکا ہو اور اپنی خودی سے آزاد ہو کر کثرت سے وحدت میں اس نے مقام کیا ہو۔

طالع : (نجوم) وہ برج یا اس کا درجہ جو کہ ولادت یا کسی سوال کے پوچھنے کے وقت افق مشرقی سے نمودار ہو رہا ہو۔ اوّل کو طالعِ ولادت اور دوم کو طالعِ مسئلہ کہتے ہیں۔

طبائع اربعہ : مزاج کی چار کیفیات۔ گرم، سرد، خشک، تر۔

طبلِ جنگ : جنگ کا نقارہ۔ نقارہ بجا کر جنگ کا اعلان کیا جاتا ہے۔

طلبانِ : مسل۔ فائل۔ فوج کے دفتر میں ہر سپاہی کی فائل رہتی ہے۔

طبیعی (علم) : وہ علم جس میں اجسام کی ماہیت اور ان کے تغیر و تبدل سے بحث ہو۔
طرارہ : جست، پوکڑی، چھلانگ۔
طرفدار پنجم : ستارۂ مریخ۔
طریقت : (تصوف)۔ باطن کو پاک کر کے منزل بمنزل ترقی کر کے خدا کی
جانب بڑھنا اور وصال و قرب حاصل کرنا۔ اور شریعت کے باطن تک پہنچنا۔
طفلِ شب : چاند
طلایہ : فوج کی ٹکڑی جو رات کو شہر اور لشکر کی حفاظت کرے۔
طنابیں : وہ رسیاں جن سے باندھ کر خیمے کھڑے کئے جاتے تھے۔
طومار : کاغذ کی لمبی پٹی جس پر لکھتے جاتے تھے اور لپیٹتے جاتے تھے۔

ع

عارف : (تصوف) وہ صاحب نظر جس پر خدا نے اپنی ذات، صفات،
اسماء اور افعال کو نمایاں کیا ہے اور اس شخص نے دیدۂ دل سے
مشاہدہ کر کے معرفت حاصل کی ہے۔ بقول بعض عارف وہ ہے جو عالم
عرفاں میں گم ہو اور اپنی خودی کو ذاتِ حق میں محو کر چکا ہو۔
عالم اطلاق : (تصوف) باطن کی دنیا جس میں سالک مادّی دنیا کی قیود سے
آزاد ہو چکا ہو۔
عالم امر : وہ اجسام اور ارواح کی دنیا جو خدا کے حکم "کُن فیکون" کے
سبب وجود میں آرہی ہو۔
عالم تقیید : قید و بند کی دنیا۔ مادّی دنیا جو انسان کو مادی حدود میں جکڑے رہتی ہے۔

عالمِ خلق: وہ اجسام کی دنیا جو خدا کے حکم سے وجود میں آئی ہے۔
عالمِ صغیر: انسان اور جسمِ انسانی کیونکہ جو کچھ عالمِ کبیر میں موجود ہے اس کی نظیر جسمِ انسانی میں بھی موجود ہے۔
عالمِ کبیر: دنیا، جہان جس میں عالمِ ارواح سے عالمِ اجسام تک شامل ہے۔
عالمِ لاہوت: (تصوف) مقامِ محویت اور عالمِ ذاتِ الٰہی جس میں سالک کو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔
عالمِ مثال: عالمِ اجسام کی بہ نسبت ایک نہایت لطیف عالم جس میں اس دنیا کی ساری چیزوں کی نظیر موجود ہے۔ خیال کی دنیا۔
عالمِ ملکوت: فرشتوں کا عالم۔ (تصوف) عالمِ معنی جو عالمِ ارواح ہے۔
عالمِ ناسوت: عالمِ اجسام۔ دنیائے فانی۔
عالمِ ہیولانی: جسموں پر مشتمل جہان۔ مادّی عالم۔
عتبۃ الخارج: رمل کی یہ شکل ⁖ جو کہ ایک منحوس شکل ہے جو کہ راس و ذنب سے منسوب ہے اور ارذل اور اوباش لوگوں سے تعلق رکھتی ہے۔
عتبۃ الداخل: رمل کی یہ شکل ⁖ جو ایک نیک شکل ہے اور زہرہ اور لہو و طرب سے منسوب ہے۔
عربدہ جو: جنگ جو۔ بد مزاج۔
عرض: وہ چیز جو کسی دوسری چیز پر قائم ہو۔ جیسے کپڑے پر رنگ یا کاغذ پر حروف کپڑا اور کاغذ جوہر ہیں اور رنگ و حرف عرض کیونکہ ان کا قیام کپڑے اور کاغذ پر ہے۔ (مزید دیکھئے مقولاتِ عشر)۔
عرضِ عام: (منطق) اگر دو گروہوں کے درمیان کوئی صفت عام ہو تو اسے عرضِ عام کہتے ہیں۔ جیسے چلنا پھرنا، انسان اور حیوان دونوں میں مشترک ہے۔

عسس: کوتوال۔ رات کو گشت کرنے والا۔ لشکر میں پہرہ دینے والا۔

عطارد: سات سیاروں میں سے ایک جسے ہندی میں بدھ کہتے ہیں۔ اسے تیر اور دبیر فلک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فلک دوم کا مالک ہے اور ادیبوں انشاپردازوں اور اہل قلم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی خاصیت ملی جلی ہے لیکن سعادت کی طرف مائل ہے۔ برج سنبلہ میں اس کا شرف ہوتا ہے۔ زحل، زہرہ، راس و ذنب اس کے دوست ہیں۔ قمر اس کا دشمن ہے۔

عقرب: آسمان کے بارہ برجوں میں سے آٹھواں برج جو کہ بچھو کی شکل کا ہے اور ہندی میں برچھک کہلاتا ہے۔ اس کا مالک مریخ ستارہ ہے اور یہ برج آبی ہے۔ اگر چاند اس برج میں آجاتا ہے تو بہت منحوس خیال کیا جاتا ہے۔

عقلِ فعّال: عقولِ عشرہ میں سے دسواں فرشتہ جس نے سارا عالم پیدا کیا۔

عقلِ کلّ: (تصوف) نورِ محمدی۔ بعض جبرئیل اور عرش اعظم کو عقلِ کل کہتے ہیں۔

عُقلہ: رمل کی یہ شکل ⁘ جو کہ بہت منحوس سمجھی جاتی ہے۔ یہ زحل سے منسوب ہے اور جنگ، دشمنی، قید و بند، رنج و فکر سے تعلق رکھتی ہے۔

علّتِ صوری: اگر سبب مسبّب میں بالفعل داخل ہے تو وہ علت صوری ہے جیسے تخت کی شکل یعنی وہ چوکور ہے یا شش پہلو ہے یا ہشت پہلو۔

علت غائی: اگر ایجاد کسی بات کے واسطے ہے تو اُس بات کو علت غائی کہیں گے۔ جیسے تخت کے اوپر بیٹھنا۔ علت غائی ظہور میں چاروں علتوں کے بعد اور مفہوم میں سب سے مقدم ہے۔

علّتِ فاعلی: اگر سبب مسبّب سے خارج، اس سبب کا موجد ہے تو اس کو علّتِ فاعلی کہیں گے جیسے تخت بنانے والا بڑھئی۔

علت مادی: اگر سبب مسبّب میں داخل ہے تو اُسے علت مادّی کہیں گے جیسے لکڑی کی تخت کے ساتھ نسبت۔

علمِ الٰہی: وہ علم جس میں خدا کے وجود سے بحث اس طرح ہو کہ وہ مادی اسباب کے تابع نہ ہو۔

علم الیقین: کسی چیز کا بغیر اس کی ماہیت اور کیفیت کے دیکھے ہوئے پورے یقین کے ساتھ جاننا۔ جیسے بغیر تجربے کے اس بات کا علم اور یقین کہ آگ جلاتی ہے اور اس میں جلانے کی قوت ہے۔ (مزید دیکھئے یقین)

علم حصولی: وہ علم جس کی صورت و مفہوم ذہن میں ہو۔

علمِ حضوری: وہ علم جس کی صورت ذہن میں نہ ہو۔ اور بالواسطہ ہو جیسے ناطقہ۔

عَلَمِ سبز: امام حسین کے لشکر کے نشان سبز رنگ کے تھے۔

عَلَمِ سیاہ: بنی اُمیّہ کے لشکر کے نشان سیاہ رنگ کے ہوتے تھے۔

عمود: گرز

عناں تاب: وہ گھوڑا جو باگ کے اشارے پر رہے۔

عین الیقین: دیکھئے یقین

عیّوق: ایک سُرخ رنگ کا روشن ستارہ جو کہکشاں کے ایک جانب رہتا ہے۔

غاشیہ: زین پوش، وہ کپڑا جو چارجامے کے اوپر ڈال دیتے ہیں۔ پالان۔

غاشیہ بردار: زین پوش پکڑ کر چلنے والا۔ سائیس، خدمت گار۔

غرّا: گھوڑے کی پیشانی پر وہ سفیدی جو ایک درم سے زیادہ نہ ہو۔

غوث: قطب الاقطاب۔ یہ دنیا میں ایک ہوتا ہے اور اپنے زمانے کا سب سے افضل اور خدا کا منظور نظر ہوتا ہے۔ رسول خدا کے نقش قدم پر چلتا ہے اور اولیا پر حاکم ہوتا ہے اور خلائق کی حاجت روائی اور نفع رسانی کرتا ہے۔ عام روایت کے مطابق غوث صوفیوں کا ایک ایسا طبقہ ہے جن کے اعضا سونے کی حالت میں ایک دوسرے سے جُدا پڑے رہتے ہیں۔

ف

فاق: ایک رسّی کا ٹکڑا جو کہ کمان کے چلّے میں تقریباً ایک انگل لپٹا ہوا ہوتا ہے تاکہ زِہ کو کھینچتے وقت تیر کے نچلے حصّے کو اس میں پھنسا دیا جائے۔

فتح باب: (نجوم) دو ستاروں کی اس طرح نظر کہ اُن کے خانے باہم مقابل ہوں اور جب ایسا واقع ہوتا ہے تو بارش ہوتی ہے۔

فتراک: زین کے پیچھے لگا ہوا سوار کا مختصر سامان باندھنے کا تسمہ۔ شکار بند۔

فِدیہ: وہ رقم جسے دے کر کسی قیدی کی رہائی حاصل کی جائے۔

فراست: گھوڑوں کے بارے میں ہر طرح کی واقفیت۔

فَرقَد: قطب شمالی کے گرد گھومنے والے دو ستاروں میں سے ایک کا نام۔

فسان: پتھر جو تلوار وغیرہ پر دھار رکھنے کے کام آتا ہے۔ سان کا پتھر۔

فصل: (منطق) وہ چیز جو دو چیزوں کے درمیان فرق و تمیز کو نمایاں کرے۔

فِقر: (تصوف) فنا فی اللہ کا مرتبہ یعنی سالک اس طرح بالکلیہ اپنے کو فنا کر دے کہ اس کا وجود ظاہر اور باطن اور دنیا اور آخرت میں نہ رہے اور عدم اصلی کی

طرف متوجہ ہو۔ یہی فقر حقیقی ہے اور یہی مقام اطلاق ذات کا ہے۔

فلک الافلاک / فلک اطلس : نواں آسمان جس میں ستارے نہیں ہیں۔

فلک سیری : گھوڑے کا سرپٹ جانا۔ چوکڑی بھرنا۔ پوئیہ چال چلنا۔

فنا فی اللہ : (تصوف) فقر کا وہ اعلےٰ مقام جس میں عارف اپنی ہستی کو نیست و نابود کرکے حق کا قرب پاتا ہے۔ اور خدا کی حقیقت اور معرفت میں ڈوب جاتا ہے۔

ق

قاب : قبضۂ کمان اور خانۂ کمان کا درمیانی حصّہ۔ کمان کی موٹھ سے گوشے تک کا فاصلہ۔

قادر انداز : وہ جس کا تیر خطا نہ ہو۔

قاشِ زین : حنائے زین۔ زین کا اگلا حصّہ۔

قائم بالذّات : وہ چیز جو بذات خود قائم و برقرار ہو۔

قائم بالغیر : وہ چیز جو دوسری چیز کے بھروسے یا سہارے پر قائم ہو۔

قبض الخارج : رمل کی یہ شکل ⁘ جو ایک منحوس شکل ہے اور راس سے منسوب ہے۔ اس کا تعلق رذیل لوگوں اور اوباشوں سے ہے۔ اس کا غلبہ تنگ دستی، شر و فساد، بہتان و فتنہ پیدا کرتا ہے۔

قبض الداخل : رمل کی یہ شکل ⁘ جو کہ آفتاب سے منسوب ایک سعد شکل ہے اور بادشاہوں، اکابر و اشراف سے تعلق رکھتی ہے اور اس کا غلبہ روزی میں زیادتی اور سفر سے واپسی وغیرہ کا سبب ہوتا ہے۔

قبض الوصول: تنخواہ وغیرہ کی وصولی کی رسید کی فہرست۔

قبضہ: تلوار کا دستہ۔ کمان کے نیچے تیر رکھ کر تیر انداز کی پکڑ کے لئے جگہ جسے چلس بھی کہتے ہیں۔

قدر انداز: ماہر تیر انداز۔

قِران: (نجوم) سورج کے علاوہ دوسرے دو سیاروں کا کسی بُرج میں ایک ہی درجے پر جمع ہونا۔

قِران السّعدَین: (نجوم) دو اچھے ستاروں کا سنجوگ۔ زہرہ اور مشتری کا کسی برج میں ولادت کے وقت ایک ساتھ ہونا مولود کے لئے نہایت مبارک سمجھا جاتا ہے۔ چاند اور زہرہ کا یکجا ہونا بھی اچھا خیال کیا جاتا ہے۔

قراول: آگے بڑھنے والا دستہ۔

قربوس: گھوڑے کی کاٹھی کا اگلا حصہ جو قوسی شکل میں اُبھرا ہوا ہوتا ہے۔

قرنا: ایک فوجی باجا جس کو منہ سے پھونک کر بجاتے ہیں۔ بڑی تُرئی۔

قرولی: شکاری چاقو۔ ایک قسم کی چُھری جس کو کمر میں باندھتے ہیں۔

قشقہ: خود کا وہ حصہ جو ماتھے کو چھپائے رکھتا ہے۔

قشون: لشکر، سپاہی۔

قضا و قدر: قضا وہ حکم الٰہی ہے جو مجموعی اور مختصر طور پر روز ازل تمام کائنات کے لئے طے ہو چکا تھا اور قدر وہ حکمِ الٰہی ہے جو بتدریج اس حکم ازلی کے مطابق ہر فرد اور ہر شے کی نسبت سے الگ الگ اور تفصیل کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔

قضیہ: (منطق) وہ جملہ یا فقرہ جو سچ یا جھوٹ کا احتمال رکھتا ہو منطق کا مسئلہ۔ منطق کی شکل۔

قطب: (تصوف)۔ وہ ولی اللہ جس پہ دنیا کے کاروبار اور اس کے انتظام کا مدار

رہتا ہے۔

قلابہ: کمان کی ڈوری کو کان کی لو تک کھینچ کر لانے اور چھوڑنے کا فعل۔

قلادہ: گردن میں باندھی جانے والی زنجیر یا کوئی اور چیز۔

قلب: فوج کا درمیانی حصّہ۔

قلندر: (تصوف) وہ شخص جو دونوں جہانوں سے پاک اور آزاد ہو۔ اور سوائے حق کے اور کسی طرف مائل نہ ہو۔

قمر: (نجوم) چاند جو کہ سات سیاروں میں سے ایک شمار کیا جاتا ہے۔ یہ پہلے آسمان کا مالک ہے اور شاہزادوں، سوداگروں، جاسوسوں اور قاصدوں سے اس کا تعلق ہے۔ اس کی خاصیت نیک ہے۔ اور برج سرطان اس کا گھر ہے۔ آفتاب، مریخ اور مشتری سے اس کی دوستی ہے اور عطارد، راس وذنب سے دشمنی۔ زمین کے گرد چاند کی گردش کے راستے کو اٹھائیس منزلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہندوستان میں یہ ستائیس منزلیں گنی جاتی ہیں اور ان کا نام نکشتر (نچھتر) ہے۔

قمر در عقرب: (نجوم) وہ وقت جب کہ چاند برج عقرب میں آئے کیونکہ یہ وقت نحس و نامبارک خیال کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے نجوم پر عمل کرنے والے اس وقت کوئی اچھا کام نہیں کرتے۔

قوس: (نجوم) آسمان کے بارہ برجوں میں سے نواں برج ہے۔ اس کی شکل ایک ایسے شخص کی ہے جس کا نچلا حصّہ گھوڑے کی طرح ہے اور ہاتھوں میں ایک کمان پکڑے ہوئے تیر چلا رہا ہے۔ ہندی میں اسے دھن کہتے ہیں۔ یہ برج آتشی ہے اور اس کا مالک ستارہ مشتری ہے۔

قوس شیطانی: دھنک، قوس قزح۔

ک

کاٹھی: (۱) زین (۲) تلوار کی نیام۔
کاوا: گھوڑے کو چھوٹی سی جگہ میں اس طرح چکر دینا کہ اس کے قدموں کے نشانوں سے زمین پر ایک دائرہ بن جائے۔
کبادہ: نرم کمان۔ مشق کرنے کی کمان۔
کتل خاصا: دیکھئے کوتل۔
کجک: آنکس جو ہاتھی کے چلانے میں کام آتا ہے۔
کرگسِ اُفتادہ پر: ایک ستارہ جسے نسر واقع کہتے ہیں۔
کرگسانِ فلک: دو ستارے جنھیں نسر طائر اور نسر واقع کہتے ہیں۔
کرگسِ پرّاں: ایک ستارہ جسے نسر طائر کہتے ہیں۔
کڑکا: وہ اشعار یا کلمات جو میدان جنگ میں سپاہیوں کو جوش دلانے کے لئے بلند آواز سے کہے جاتے ہیں۔
کڑک بجلی: توڑے دار بندوق۔
کڑکیت: کڑکا کہنے والا۔ جوش دلانے والا۔
کسنا (تلوار کا): تلوار کا جھکنے اور جھک کر سیدھے ہو جانے کا وصف۔
کف الخضیب: قطب شمالی کی طرف آسمان پر ایک سُرخ ستارے کا نام۔
کلام: وہ علم جس میں منقولات کے علم کو عقلی دلائل سے ثابت کیا جائے اس علم کے رکھنے والوں کو متکلمین کہتے ہیں۔
کلیاتِ خمسہ: (منطق)۔ کُلّی مفہوم کی پانچ قسمیں۔ کُلّی اُس مفہوم کو کہتے ہیں

جس کو عقل بہت سی چیزوں پر صادق آنے کو جائز رکھے۔ جیسے انسان و حیوان وغیرہ۔ اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ نوع، جنس، فصل، خاصہ اور عرض عام۔ اگر افراد کی ماہیت کامل ہے تو اس کو نوع کہتے ہیں۔ جیسے کہ زید، عمر، خالد وغیرہ بحیثیت انسان۔ اگر یہ ماہیت کامل نہ ہو بلکہ جزو عام ہو تو اس کو جنس کہیں گے جیسے انسان اور حیوان۔ اگر ماہیت جزو عام نہ ہو بلکہ جزو خاص ہو تو اس کو فصل کہتے ہیں جیسے انسان میں بات چیت کی صلاحیت۔ اگر ماہیت نہ جزو عام ہو اور نہ خاص بلکہ اس کی صفت ہو، جیسے ہنسنے والا تو اس کو خاصہ کہتے ہیں لیکن اگر صفت عام ہو جیسے چلنے والا یعنی جانور اور انسان دونوں چل سکتے ہیں تو اس کو عرض عام کہا جاتا ہے۔

کمانِ شیطان: دھنک، قوس قزح۔

کمانِ کیانی: (کیان جمع ہے "کے" کی جس کے معنی ہیں بادشاہ) بادشاہوں کے قابل کمان۔ بہت اعلیٰ درجے کی کمان۔

کمند: وہ رسی جس سے جنگ میں سپاہی اپنے مقابل کو پھانس لیتے تھے۔ اسی کے ذریعہ وہ مکان کی چھت یا قلعے کی دیوار پر بھی چڑھ جاتے تھے۔

کمندِ وحدت: وہ رسی جو درویش مراقبے میں جانے سے قبل اپنے زانو پر لپیٹ لیتے ہیں۔

کمیت: وہ گھوڑا جس کا رنگ عناب یا تازی کھجور کی مانند سیاہی مائل سرخ ہو۔

کنڈا: گھوڑے کی گردن کا خم۔

کنوتیاں: گھوڑے کے چھوٹے چھوٹے کان۔

کوپال: آہنی گرز۔

کوتل: سوار کے ساتھ ہمراہی گھوڑا جو بوقت ضرورت کام آئے۔ خاص سواری کا گھوڑا۔

کوس: جنگ کا نقارہ جسے بجا کر اعلانِ جنگ کیا جاتا ہے
کھیت پڑنا: جنگ ہونا۔ کھیت سے مُراد میدان جنگ ہے۔
کیواں: ستارہ زحل۔

گ

گانٹھنا: حریف کو اس طرح قابو میں لانا کہ پھر وہ گرفت سے نہ نکلنے پائے۔
گاؤ گردوں: بُرج ثور۔
گاہ: ایک ستارہ جو قطب شمالی کے پاس ہے۔
گجبک: ہاتھی کو چلانے میں کام آنے والا انکس۔
گجگاہ: سُراگائے کی دم جو ہاتھی کی آرائش کے لئے اس کے منہ کے دونوں طرف لگا دیتے ہیں۔
گجنال: ایک بڑی توپ جو ہاتھی پر رکھی جاتی ہے۔
گرزِ گاؤ سر: ایسا گرز جس کا اوپر کا بھاری حصّہ گائے کے سر کے مثل ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ایسا گرز سب سے پہلے ایرانی بادشاہ فریدوں نے اُس گائے (برمایہ) کی یاد میں بنوایا تھا جس کے دودھ سے اُس نے پرورش پائی تھی۔
گز: وہ پتلی لکڑی جس کے سرے پر پیکان لگا کر تیر بناتے ہیں۔
گل بولنا: (جوئے بازی)۔ اپنا سارا مال ایک ہی داؤ پر لگا دینا۔
گُل کھانا: لوہے وغیرہ کو گرم کر کے اپنے جسم کو داغنا۔
گلگوں: چمکدار سُرخ رنگ کا گھوڑا۔ فرہاد کی محبوبہ شیریں کے گھوڑے کا نام تھا۔

گنبدِ چار بند: دنیا۔ بقول بعض چار بند سے مراد چار عناصر ہیں اور دوسروں کے بقول اس سے مراد چار سمتیں ہیں۔

گوشہ: کمان کے سروں کا کھانچہ جس میں ڈوری اٹکائی یا باندھی جاتی ہے۔

گھاٹ (تلوار کا): وہ جگہ جہاں سے تلوار کا خم شروع ہوتا ہے۔

گھائی: شمشیر بازی کی ایک مشق جس میں سلسلہ وار مقررہ مقامات پر ضرب لگائی جاتی ہے۔ تین ضربوں سے بارہ ضربوں تک کی ایک گھائی ہوتی ہے۔

گھونگھٹ کھانا: فوج کا پسپا ہونا، پیٹھ دکھانا۔

ل

لاہوت: دیکھئے عالمِ لاہوت

لحیان: رمل کی شکل ⁘ جو کہ ایک سعد کی شکل ہے۔ اور علم و مذہب اور ستارہ مشتری سے منسوب ہے۔

لنگر شمشیر: تلوار کا وزن۔

لوتھ: مارے ہوئے آدمی کا جسم۔ مردہ جسم۔

لولیِ فلک: ستارہ زہرہ۔

م

مارِ نُہ سَر: آسمان جس کے نو طبق ہیں۔

مبارز طلبی: جنگ کے لئے اپنا مقابل طلب کرنا۔ پہلے ایک ایک سپاہی میدانِ جنگ میں نکل کر مخالف فوج کے سپاہیوں کو مقابلے کے لئے آواز دیتا ہے۔

محاق: (نجوم) جب سورج اور چاند دونوں کسی ایک برج میں ایک ساتھ ہوں۔ اندھیری راتیں۔ اماوس۔

مرّیخ: سات سیاروں میں سے ایک سیارہ جسے ہندی میں منگل کہتے ہیں۔ یہ پانچویں آسمان کا مالک ہے۔ اس کا تعلق فوج کے سرداروں، جلّادوں سے ہے ـــــ یہ برج حمل، عقرب کا مالک ہے اور اس کا رنگ سُرخ ہے۔ آفتاب اس کا دوست ہے اور عطارد و قمر اس کے دشمن اس کو بہرام فلک اور جلّاد فلک بھی کہا جاتا ہے۔

مشائین: قدیم حکما کا ایک گروہ جس کا بانی ارسطو تھا۔ یہ لوگ اشیا کی حقیقت کو دلائل سے دریافت کرنے پر زور دیتے تھے۔

مشتری: ہندی میں اس ستارے کو برہسپت کہا جاتا ہے۔ یہ چھٹے آسمان کا مالک ہے اور علماء و فضلاء، اہلِ درس و تدریس اور وزرا سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی کو سعد اکبر کہتے ہیں۔ یہ بروج قوس و حوت کا مالک ہے اس کی آفتاب، قمر اور مریخ سے دوستی ہے اور عطارد اور زہرہ سے دشمنی۔

مُشکی: یک رنگ سیاہ گھوڑا۔ ادھم۔

مصاف: صفیں، صف باندھنے کی جگہ۔ میدانِ جنگ۔

مضمار: وہ میدان جہاں گھوڑے دوڑائے جائیں تاکہ وہ دُبلے اور چاق و چوبند رہیں۔

مطابقت: (منطق) لفظ جس معنے کے مقابل بنایا گیا ہے اس کے پورے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے انسان کہہ کر انسان اور اسکی پوری کیفیات و صفات مراد لی جائیں۔

معانی: وہ علم جو معنی کے اظہار کو موقع اور مفہوم کی ضروریات کے مناسب بنانے میں مدد دے۔ یہ علم، کلام کو بد اسلوبی سے بچاتا ہے اور اس میں

بلاغت پیدا کرتا ہے۔ علم بدیع، علم بیان وغیرہ اسی کی شاخیں ہیں۔

مغفر: خود۔ جنگ میں سر کی حفاظت کے لیے فولادی ٹوپی

مغلوبہ: ایسی جنگ جو آپس میں بھڑ کر لڑیں۔

مقابلہ: (نجوم) جو ستارے، زائچے کے پہلے اور ساتویں خانے میں ہوں اُن کی نظر نظرِ مقابلہ کہلاتی ہے اور یہ ستارے باہم سخت دشمن ہوتے ہیں۔

مقارنہ (نجوم)۔ اُس اتصالِ کامل کی نظر جو دو ستاروں کی کسی ایک ہی درجے پر جمع ہونے سے پیدا ہو۔

مقدمہ / مقدمتہ الجیش: وہ تھوڑی سی فوج جو لشکر کے آگے آگے چلے۔ ہراول دستہ۔

مقولاتِ عشر: دس باتیں جو ممکن میں پائی جاتی ہیں۔ مخلوق (چیز) یا تو جوہر ہوگی یا عرض۔ جوہر وہ ہے جو بذاتِ خود قائم ہو۔ عرض وہ ہے جو دوسرے کے ساتھ قائم ہو۔ اور عرض نو ہیں۔

۱۔ **کیف**: یعنی کیفیت اور رنگ جیسے گرمی اور سیاہی۔

۲۔ **کم**: یعنی مقدار کہ اتنی لمبی اور اتنی چوڑی۔

۳۔ **این**: یعنی مکان میں ہونا۔

۴۔ **متیٰ**: یعنی وقت میں ہونا۔

۵۔ **اضافت**: یعنی دوسری چیز کے ساتھ منسوب ہونا جیسے باپ ہونا یا بیٹا ہونا۔

۶۔ **وضع**: یعنی وہ صورت جو چیز کو خارجی امور کے لحاظ سے حاصل ہو۔ جیسے قبلہ رخ ہونا یا بیٹھنا یا کھڑا ہونا۔

۷۔ **فعل**: یعنی کام کرنے کی صورت۔

۸۔ **انفعال**: یعنی فاعل کا اثر قبول کرنے کی حالت۔

۹۔ **ملک**: یعنی چیز کا کسی چیز سے گھرا رہنا جو اُس کے ساتھ رہے جیسے آدمی کے

کڑے۔ ایک جوہر اور نو عرض مل کر مقولاتِ عشر ہوئے۔

منشیٔ فلک: ستارہ عطارد۔

موالیدِ ثلاثہ: جمادات، نباتات، حیوانات۔

مورچہ: مٹی کا ٹیلہ یا دیوار جو مخالف فوج کے حملوں سے بچنے کے لئے بنایا جائے۔ وہ گڑھا جو قلعے کے چاروں طرف کھودتے ہیں اور اس میں فوج کو بٹھا دیتے ہیں تاکہ دشمن کی ضرب نہ پہنچے۔

مہمیز: ایڑ۔ وہ آہنی ٹکڑا جو سوار کے جوتے کی ایڑی پر گھوڑے کے پیٹ کو گدگدانے یا چبھونے کے لئے لگا ہوتا ہے جس کا مقصد گھوڑے کو زیادہ تیز رفتار کرنا ہوتا ہے۔

میسرہ: فوج کا بایاں بازو۔

میمنہ: فوج کا دایاں بازو۔

ن

ناب: تلوار کی نالی جو نوک سے قبضے تک دو طرف ہوتی ہے۔

ناسوت: عالمِ جسمانی۔ مادی دنیا۔

ناوک: تیر۔ باریک انی کا چھوٹا تیر۔

ناہید: ستارہ زہرہ۔

نحسِ اصغر: ستارہ مریخ۔

نحسِ اکبر: ستارہ زحل جو سب سے زیادہ منحوس سمجھا جاتا ہے۔

نحسین: دو منحوس ستارے، زحل اور مریخ

نحو : وہ علم جو کسی زبان میں، جملے میں الفاظ کی ترتیب اور جملے کی بناوٹ سے بحث کرتا ہے۔

نسرِ طائر : ایک ستاروں کے گچھے کا نام جس کی شکل پر پھیلائے اوپر اُڑنے والے گِدھ کے مشابہ ہے۔ یہ ستارے آسمان میں شمال کی جانب ہیں۔

نسرِ واقع : (لغ: اترنے والا گدھ) شمال میں دکھائی دینے والے ستاروں کا ایک گچھا جس میں ایک ایسے گدھ کی شکل تصور کی جاتی ہے جس نے اپنے پر نیچے لٹکا دیئے ہوں اور وہ نیچے اُتر رہا ہو۔

نسرین : دو ستارے جنھیں نسرِ طائر اور نسرِ واقع کہا جاتا ہے۔ انھیں کرگسانِ فلک بھی کہتے ہیں۔

نصرۃ الخارج : رمل کی یہ شکل ⚍ جو سورج اور سلاطین، عزت وجاہ، بزرگی اور سروری سے منسوب ہے۔

نصرۃ الداخل : رمل کی یہ شکل ⚎ جو مشتری اور علمائے دین، زاہدوں، عابدوں اور شرفا سے منسوب ہے۔

نطاق : پیٹی۔ کمر سے باندھنے کا کپڑا۔

نظری : (منطق) وہ مسئلہ جس کے ماننے میں فکر یا دلیل کی ضرورت ہو۔

نعرۂ تکبیر : "اللہ اکبر" کا نعرہ۔

نعرۂ حیدری : "یا علی" کا نعرہ۔

نفسِ امّارہ : (تصوف) وہ نفسانی خواہش جو انسان کو شرع کے ذریعہ ممنوع کاموں اور بُری عادتوں کی جانب راغب کرے۔

نفسِ لوّامہ : (تصوف) گناہ صادر کرنے پر اپنے آپ پر ملامت کرنے والا نفس۔

نفسِ مطمئنہ : (تصوف) وہ نفس جو بُری عادتوں سے پاک صاف ہو کر اطمینان کے ساتھ خدا کو تلاش کرے۔

نفسِ ناطقہ : (تصوف) بولنے والی روح۔ روحِ انسانی۔

نفی اثبات : (تصوف) صوفیوں کا ایک شغل جس میں "لا الٰہ" اور " الا اللہ" کو ایک خاص طریقے سے ادا کیا جاتا ہے۔ پہلا فقرہ نفی اور دوسرا اثبات میں ہے۔

نقرہ : ایک دم سفید گھوڑا۔ ابیض۔

نقی الخد : رمل کی یہ شکل ⁝ جو کہ مریخ ستارے اور اسلحہ خانے وغیرہ سے منسوب ایک منحوس شکل ہے۔

نقیض : (منطق)۔ کسی شے کی ضد۔ اُس کی نفی کرنا۔

نوع : (منطق)۔ وہ کُلّی مفہوم جس کے افراد کی ماہیت کامل ہے۔

نیّرِ اصغر : چاند۔

نیّرِ اعظم : سورج۔

نیّرین : دو روشنی دینے والے سیارے۔ سورج اور چاند۔

نیزۂ خطّی : خطّہ یمامہ میں ایک مقام ہے جہاں کا نیزہ سیدھے پن میں مشہور ہے۔

نیزہ دارِ فلک : سماکِ رامح (دیکھیے سماک)۔

نیسان : ایرانی سال کا ایک مہینہ جو ماہ اپریل سے مطابقت رکھتا ہے اس طرح اس مہینے کا تعلق موسمِ بہار سے ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اس موسم کی بارش کا جو قطرہ سیپی میں پہنچ جاتا ہے وہ موتی بن جاتا ہے۔

نیمچہ : چھوٹی تلوار۔

نیم لنگ : کمان کا چلّہ۔

ہ

ہبوط : (نجوم) ستارے کی وہ حرکت جس سے اس کے اثر میں پستی آجائے

اور اس کی قوت بالکل کمزور ہو جائے۔

ہتھوانس : قبضہ پہ ہاتھ رکھ کر تلوار کو ہاتھ میں لینا۔

ہراول : وہ تھوڑی سی فوج جو لشکر کے آگے آگے چلتی ہے۔

ہرنا : گھوڑے کی کاٹھی کا اگلا محراب نما حصّہ۔ قربوس۔

ہفت اقلیم / **ہفت کشور** } ۱۔ چین ۲۔ ترکستان ۳۔ ہند ۴۔ ایران ۵۔ توران ۶۔ روم ۷۔ شام۔

ہفت اورنگ : بنات النعش کے سات ستارے۔

ہفت پدر : سات آسمان جنھیں آبائے علوی بھی کہا جاتا ہے۔

ہفت قلم : لکھنے کے سات انداز یعنی سات خط۔ ثلث، محقق، توقیع، رقاع ریحان، نسخ اور نستعلیق۔

ھَل مِن مُبَارِز : (لغ : ہے کوئی مقابلہ کرنے والا ؟)۔ قدیم عرب میں یہ دستور تھا کہ ایک ایک سپاہی میدان جنگ میں آتا تھا اور ان الفاظ کے ساتھ اپنا مقابل طلب کرتا تھا۔

ہمہ اوست : (لغ، سب وہی ہے یعنی ہر چیز خدا ہے)۔ صوفی کہتے ہیں کہ وجود، صفات کا ظہور، اور وہ افعال اور آثار جو عالم میں نمودار ہیں۔ وہ بغیر ذات کے ممکن نہیں اور یہ سب کبھی ذات سے جدا نہیں اور ہر صفت اور فعل اور اثر، ذات میں موجود ہے اور بغیر ذات کے ان کا ظہور نہیں ہے۔ اس طرح ہر شے کوئی الگ شے نہیں بلکہ ذاتِ خدا ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ یہ سمجھنے لگے تو کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقت اور معرفت کے مرتبے کو پہنچ گیا۔

ہندوئے بالا نشین : ستارہ زحل جس کا رنگ کالا ہے اور جو ساتویں آسمان پر اس طرح ہے کہ اس سے بلند پھر کوئی اور سیارہ نہیں۔

ہوائی تیر: وہ تیر جو بغیر نشانہ باندھے چلایا جائے۔

ہودج: اونٹ یا ہاتھی کا کجاوہ۔ عماری۔

ہولا: برچھی یا بھالے وغیرہ کی نوک کا صدمہ۔

ہیجا: جنگ، لڑائی۔

ہیکل: لمبے قد کا گھوڑا

ہیولیٰ: ہر شے کی ماہیت اور اصل جو صورت قبول کرے۔ (تصوف)۔ ظاہری اشیاء کی صورتیں اور باطن کی وہ چیزیں جن میں ظاہر صورتیں ہوں۔

ہیئت: وہ علم جس میں اجرام فلکی اور زمین کی گردش اور گشت وغیرہ کا بیان ہوتا ہے۔

ی

یال: گھوڑے کی گردن پر لمبے بال۔ ایال۔

یراق: فوجی اسلحہ جیسے تلوار، ڈھال، تیر و کمان وغیرہ۔

یرغہ: گھوڑے کی ایک تیز چال، تیز رفتار گھوڑے کو بھی کہتے ہیں۔

یساول: نقیب، چوبدار۔

یقین: یقین کے تین درجے ہوتے ہیں۔

۱۔ علم الیقین۔ کسی بات کا معتبر لوگوں کے قول اور متواتر اس طرح ہوتا دیکھ کر کہ اس میں بالکل شک نہ ہو۔ اُسے سچ جاننا۔

۲۔ عین الیقین۔ کسی چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کی ماہیت یا حقیقت پر یقین کرنا۔

۲۔ حق الیقین۔ کسی چیز کی ماہیت و کیفیت کا عام حواس سے معلوم کرنا۔ یہ سب سے اعلیٰ درجے کا یقین ہے۔

یکہ تاز: تنہا دوڑنے والا۔ اکیلا حملہ کرنے والا۔ ایسا شہسوار جس کے مقابلے میں کوئی گھوڑا نہ دوڑا سکے۔

یل: پہلوان۔ قوی ہیکل شخص۔

یورش: حملہ، چڑھائی، ہلّہ بولنا۔
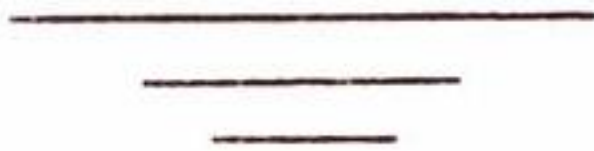
مصنّف کی زیرِ طبع تصانیف

ہندو نظریۂ زندگی

ہندوستان کے مایۂ ناز مفکر و فلسفی ڈاکٹر ایس رادھا کرشنن کی ہندو نظام زندگی پر مشہور تصنیف کا اردو ترجمہ جو حکومت ہند کا ترقی اردو بورڈ شائع کر رہا ہے۔

تنقید : اصول و مسائل

تنقیدی مضامین کا مجموعہ جس میں اصول تنقید، تنقیدی رجحانات اور تخلیقِ ادب کے مختلف نظری پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے۔

نثر اور اندازِ نثر

رمزیہ نگاری، انشائیہ نگاری، خطوط نگاری، خاکہ نگاری، سوانح نگاری اور دوسرے اسالیب نثر اور نمائندہ نثر نگاروں پر مضامین کا مجموعہ۔

غالب کے خطّی دیوان

دیوانِ غالب کے تین اہم خطّی نسخوں یعنی نسخۂ شیرانی، نسخۂ بھوپال اور نسخۂ اسد اور متعلقہ موضوعات پر تحقیقی مضامین۔

URDU SHĀ'IRI

Main Must'amal

Talmeehāt-O-Mustalihāt

❀

(A Dictionary of Allusions in Urdu Poetry)

❀

By

Dr. S. HAMID HUSAIN

1977